نام کتاب	اخون درویزہ باباؒ
مولف	میاں ظاہر شاہ قادری
سائز	$\frac{۲۳ \times ۱۸}{۸}$
کتابت	ارشاد حسین خیبر بازار پشاور
صفحات	۶۰۰
تعداد	ایک ہزار
سن اشاعت	۲۰۰۰ء
تقدیم	ڈاکٹر ہدایت اللہ نعیم
تاثرات	ڈاکٹر حافظ عبدالغفور
تقریظ	پروفیسر لطیف الرحمان قادری
پیش لفظ	مفتی مولانا خلیل الرحمان
کچھ مولف کے بارے میں	محمد پرویش شاہین
ابتدایہ کلمات	سید محمد طاہر بخاری
ناشر	مکتبہ غوثیہ مدین سوات
ہدیہ	۱۵۰ روپے

انتساب

میں اپنی اس چھوٹی سی کاوش

کو حضرت پیر باباؒ اور حضرت

اخون درویزہ باباؒ کی خدمت

میں پیش کرتا ہوں اور قبولیت

کا بھی امیدوار ہوں گر قبول

افتد زہے عزو شرف۔

میاں ظاہر شاہ مدین سوات

قطعہ تاریخ سال طباعت کتاب اخون درویزہ باباؒ

اخون درویزہ سے ہے رشتہ نسب
ظاہر ہے اس سے اس کی عقیدت
اخون درویزہ سلطان عرفاء ربانی
ہے وہ عَلَم دار شریعت و طریقت
مشعل راہ طریقہ چشتیہ اجمیری
امیر قافلہ و سلطان عرفاء صداقت
قادری کا ہے مدین میں سکونت
پھیل چکا ہے اس کا سلسلہ قادریت
نام ہے ظاہر شاہ اس کا عیاں
ہے قلم کی ضیاء سے یہ کتاب ثبت
اہل نظر جانتے ہیں فراست اس کی
ہے اس میں علم و چراغ معرفت
ہے صد شکر فیضیاب بہروری کا
کہ انجم کو ملا ہے آپ سے فقر ولایت

فهرست مضامین

تاثرات

از

ڈاکٹر پروفیسر حافظ عبدالغفور
ایم اے پی ایچ ڈی ڈائریکٹر اسلامک سنٹر پشاور یونیورسٹی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔

برصغیر پاک و ھند میں دین اسلام کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں جن اولیاء کرام مشائخ عظام علمائے حق اور صوفیائے دین نے خدمات انجام دیں ہیں ان میں حضرت اخون درویزہؒ کا نام بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے دسویں صدی ہجری میں حدود قندھار سے لے کر برصغیر تک بحیثیت مجموعی افغان قوم کی حالت بے حد خراب تھی انتہائی جہل کی وجہ سے حق و باطل میں تمیز مشکل ہوگئی تھی اور مسلمانوں کی مذہبی حالت مزید ابتر ہوتی گئی چنانچہ اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے ان حالات کو سدھارنے کی خاطر حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا التوفی ۹۹۰ ھ حضرت اخون پنجو بابا التوفی ۱۰۴۰ ھ اور حضرت اخون درویزہ التوفی ۱۰۴۸ جیسی نامور شخصیات

مذاہب باطلہ کی تردید اور اہل سنت والجماعت کے عقائد صحیحہ کے پرچار کے لئے دن رات کام کرتے رہے اور جہاں کہیں بھی کسی باطل پرست کی اطلاع ملتی دشت و بیابان اور کوہ و صحراء میں جا جا کر اس کے خلاف آواز بلند کرتے اور ان عقائد بد کے اثرات سے لوگوں کو محفوظ رکھنے کی سعی فرماتے اس دور کے حالات کا مطالعہ کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان علماء حق کی مخلصانہ مسائی سے حالات کافی حد تک سنبھل گئے تھے مگر کامل اصلاح کے لئے مزید کوشش اور انتھک محنت درکار تھی کیونکہ لوگوں کے عقائد و اعمال میں کافی فساد و فتور موجود تھا اور یہ ڈر تھا کہ کسی نہ کسی شکل میں فساد و انقلاب کا ظہور ہوتا رہے۔ چنانچہ دسویں کے وسط میں حضرت اخون درویزہؒ نے اپنے بزرگ اور پیشوا کے ہمراہ اہل سنت والجماعت کی اشاعت اور اہل باطل کے عقائد کے اثرات مٹانے کی غرض سے اصلاح احوال کا بیڑہ اٹھایا اور اصلاح معاشرہ کی تحریک چلائی جس سے بہت سے افغانوں کے عقائد سنورنے میں مدد ملی اور اس کا سہرا حضرت اخون درویزہ کے سر ہے۔

فاضل مولف میاں ظاہر شاہ قادری جن کا تعلق ان کے خاندان سے ہے اپنی کتاب میں حضرت اخون درویزہؒ کے حالات و واقعات کو ان کی جملہ تالیف اور تصنیفات سے

استفادہ کر کے ایک کتابی شکل میں جمع کیا جو ایک بہت بڑا علمی کارنامہ ہے اور آنے والی نسل کیلئے مفید ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

حافظ عبدالغفور
پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور ڈائریکٹر شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی

بایزید واخون بابا اور یہ کتاب

از قلم ڈاکٹر ہدایت اللہ نعیم
ایم اے پی ایچ ڈی پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی

شیطانی اور طاغوتی سازشوں کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی ابتداء یہاں اس دنیا میں حضرت انسان کے والد محترم حضرت آدم علیہ السلام اور انسان کے والد محترم کے دشمن یعنی شیطان کے اترنے سے پہلے ہی ہوئی تھی اور اگر کہا جائے کہ ہمارے والد محترم سے جب ان کا دشمن اپنا بدلہ کسی اور طریقہ سے نہ لے سکا تو ان کے خلاف سازش کی چنانچہ ہمارے والد محترم

سے شیطان نے دشمنی کی اور سازش کر کے کامیاب وار کیا لہذا
دستور اور پشتون روایات کے مطابق دنیا میں آ کر بس جانے
کے بعد حملہ کی باری ہماری رہی ہے۔ اس ''باری'' کے لئے
حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد باری باری آتی ہے اور
موت پر اسی باری کا خاتمہ ہو جاتا ہے جس کے بعد حضرت
آدم علیہ السلام کے صحیح ورثاء اور باپ کے دشمن سے بدلے
اپنی بارے کا حق ادا کرنے کے بعد ہو جاتا ہے جس کے بعد
اسی جگہ واپس چلے جاتے ہیں اور جہاں سے ان کے باپ
نکالے گئے تھے اور جو اپنے باپ پر غیرت کرنے کی بجائے
اس کے دشمن سے ناطہ جوڑے رکھے اپنا وقت پورا کرتے ہیں
تو وہ دوسری طرف چلے جاتے ہیں ایسے کئی کم ظرفوں نے اپنے
دوست کو خوش کرنے کیلئے خدائی کا دعویٰ بھی کیا اور کئی ایسے
بے غیرتوں نے اپنے دوست کو خوش کرنے کیلئے خدائی کا
دعوی بھی کیا ولایت اور پیری کا دعوی کرنا تو آسان ہی
ہے چنانچہ بے شمار کم ظرفوں نے ولایت کے دعوے بھی کئے
یہاں تک کہ صحیح اور حقیقی صورتحال کے سلسلہ میں لوگوں کو شک
میں ڈال دیا اور بے شمار لوگوں کو گمراہ کرتے ہوئے اپنے لئے
بے شمار ساتھی بنا لئے یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور قیامت
تک جاری رہے گا اس وقت تک جب امتحان کا وقت ختم ہو گیا

اور یہاں کوئی نیا امیدوار نہیں آئے گا بندگان خدا کو گمراہ کرنے اور انبیاء کے بعد صلحاء کو مشکوک و متنازعہ بنانے کے طریقے بھی وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے رہے نیز نئے نئے محاذ بھی کھل گئے اور اس کے ساتھ ساتھ شیطان کی اولاد نے جدید سائنسی ایجادات کا استعمال بھی بھرپور طریقے سے اپنایا انسان کے دشمن کی اولاد اور ہمارے کم ظرف بھائیوں بہنوں کی ملی بھگت سے حق و سچائی کے خلاف سائنسی بنیادوں پر غور و خوض ہوا اور طے پایا کہ ان مراکز کو مسمار کیا جائے جن سے ان کے خلاف یا ان کی انسداد کے لئے فوج تیار ہو کر نکلتی ہے یا ان سرچشموں کا قلع قمع کیا جائے جن سے ان کے مخالف عنصر یعنی آدم علیہ السلام کے غیرتی فرزندوں کو متحرک رہنے کے لئے روحانی ایندھن فراہم ہوتی ہو نیز ان مکانات و مقامات کو ڈھا دیا جائے جہاں حضرت آدم کی نیک اولاد اور غیرتی بچے آرام کے ساتھ سکھ کا سانس لے کر زندگی گذارتے ہیں ۔ چنانچہ شیاطین اور اس کے سپاہی چارسو پھیل کر مسجد مدرسے اور خانقاہ کو بدنام کرنے کی کوشش میں لگ گئے ان کے خیال خام میں یہ مقدس اور پاک مقامات بدنام اور داغ دار ہو جائے تو کوئی ان کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھے گا۔ اور نتیجتاً حضرت آدم علیہ السلام کی وفادار اور غیرتی اولاد یعنی

سچے مسلمان خوار و ذلیل ہوں گے میں یہ نہیں کہتا کہ بایزید انصاری شیطان کا ساتھی اور آلہ کار تھے مگر ان کی بدبختی یہ ہوئی کہ ایک عرصہ (جس کا ذکر آگے آ رہا ہے) سے انہیں جس مصنوعی مقام پر رکھ کر حضرت آدم علیہ السلام کی شیطان دوست اولاد جس ناپاک مقصد کے لئے استعمال کر رہی ہے اس کی وجہ سے ان کی روح بھی بے آرام ہو گی انہیں جس مقام پر رکھا جا رہا ہے اس سے نہ بایزید انصاری کا کوئی واسطہ ہے نہ ہی کوئی فائدہ اسے پہنچتا ہے کیونکہ ان کے نظریات، علمی استطاعت اور معاشرتی معاملات کے بارے میں ان کا فہم سب کو معلوم ہے اس لئے کہ ان سب چیزوں کے شواہد ہمارے پاس موجود ہیں بایزید انصاری کو شہرت و مقام ایک دینی راہنما کی حیثیت میں ملی وہ نہ قوم پرست تھے اور نہ انہوں نے ایک سیاسی یا قومی راہنما کی حیثیت سے کام کا ابتداء کیا مسجد سے باہر ان کا ایک سیاسی لیڈر بننا بھی اسی دینی پلیٹ فارم کی مرہون منت ہے وہ کسی امیر کبیر یا رئیس و نواب کے بیٹے بھی نہیں تھے بلکہ ایک جید عالم دین کے فرزند ناخلف تھے۔ تاہم لگتا ہے وہ ذہین، چالاک اور محنتی تھے انہوں نے اپنے لئے ایک راستہ نکالا جس پر چل کر نکلا اور مقام حاصل کیا ان کے گرد لوگ بھی جمع ہوئے مگر علاقائی سرکاری حکام کو ان سے

ایک قومی اور عوامی لیڈر کی حیثیت سے کوئی ڈر نہیں لگتی تھی بلکہ
ان کی دینی لیڈر کی حیثیت سے حاصل کیۓ گۓ مقام سے البتہ
خوف کھاتے ہوں گے وہ بھی اس لیۓ کہ وہ پشتونوں میں
ہوتے تھے اور پشتونوں کا ان سے یا تو دینی عقیدت تھی اور یا
روحانی اور ان دو رشتوں کی خاطر پشتون بڑی سے بڑی
قربانی دیتے ہیں ۔ بایزید انصاری اپنے حلقے کے دینی اور
روحانی عقیدت مندوں کے انہی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلیۓ
بھی تقریری اور تالیفی کام کرتے وہ چونکہ باسواد نہیں تھے لہذا
اپنی بات لکھوادی اور ایک انتہائی مشہور کتاب جو کہ پشتو ادبی
تاریخ میں بلند مقام کا حامل رہی ہے خیر البیان سامنے آئی
بقول ان کے جوان کی اپنی فہم اور اٹکل کے مطابق تھی نہ کہ علم
کے متعلقہ شعبہ کے مسلم اصول و حقائق کے مطابق ۔ اس کتاب
کا انداز بیان تصوف کے دائرے میں ان کی اختراعات اور
دینی احکام کے سلسلہ میں ان کی تشریحات ایسی چیزیں تھیں کہ
انہیں جان کر اس وقت کے ایک بہت بڑے عالم اور مبلغ بے
بدل جن کا باطن بھی منور تھا حضرت اخون درویزہ بابا سے نہ
رہا گیا چنانچہ اخون بابا نے خیر البیان وغیرہ کے منفی اثرات کو
ممکن حد تک زائل کرنے کے لۓ عقائد عبادات اور تصوف
وغیرہ پر علمی زبان میں سے پہلے سے موجود اور مستند رسالوں کو

پشتو میں ترجمہ کر کے پیش کیا کیونکہ وہ جانتے اور کہتے تھے کہ دین میں کسی کی جانب سے خلل اندازی کے وقت علماء پر امر بالمعروف و نھی عن المنکر یعنی خلل اندازی کا علاج فرض ہو جاتا ہے پھر فارسی زبان میں ایک کتاب تذکرۃ الابرار و الاشرار لکھی جس میں پشتون قبائل بالخصوص غوری خیل یعنی خلیل مہمند اور داؤدزئی اور یوسف زئی کی تاریخ اور غوری پشتون خوا میں جتنے بھی بدعتی دین میں لغویات اور تصوف میں گندگی داخل کرنے والے تھے ان کے خلاف برس برس کر بات کی شیطان دوست ادیبوں اور خلاصہ سازوں نے لکھا ہے کہ خیر البیان تصنیف ہے اور مخزن الاسلام ترجمہ ہے مخزن الاسلام بے شک ترجمہ ہے مگر خیر البیان نہ تصنیف ہے نہ ترجمہ نہ تالیف ہے بلکہ وہ ایک مصلے یا ممبر و محراب میں بیٹھے ہوئے ہوشیار آدمی کی تقریر ہے جسے سننے والے نے لکھی ہے تقریر میں مقرر کی زبانیں استعمال کر سکتا ہے جب کہ تحریر کے اپنے آداب ہوتے ہیں اور کتاب یا تصنیف کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں یہ تو درمیان میں اور بات آ گئی جاری بات یہ تھی کہ حضرت اخون بابا نے قلمی کوشش شروع کی جو کہ پشتونوں کو دینی بے راہ روی سے بچانے کی خاطر تھی اور آخر تک یہ سلسلہ جاری رکھا۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو

گالیاں نظر آتی ہیں اور سن کر لوگ ان سے خفہ اور غصہ بھی ہو
جاتے ہیں مگر بعض اوقات حسب حال اور مناسب موقع الفاظ
کہے اور لکھے بغیر چارہ ہی نہیں ہوتا چنانچہ انہی الفاظ کو شیطان
دوست لوگ اٹھا اٹھا کر کہتے ہیں کہ فلاں اتنے معزز آدمی ہیں
اور گالیاں دیتا پھرتا ہے بات دراصل گنجے کو گنجا کہنے کی ہے
اور اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں شیطان دوست طبقہ جو کہ
دراصل کمیونسٹوں کے نظریات اور خیالات سے متاثر ہونے
والے ناپختہ ذہن وعقل اور ادھوری سمجھ کے مالک افراد پر
مشتمل ہے نے گنجے کو گنجا کہنے پر برا منایا ان لوگوں کو چاہئے
کہ خود بایزید انصاری سے منسوب کتب اور اخون درویزہ باباؒ
کی تحریریں پڑھ لینے کی استطاعت اور اہلیت پیدا کر کے ان کا
تجزیہ کرلیں تو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور تب ان پر
روسی کمیونسٹوں کے وہ مقاصد جو وہ ان دو شخصیات کے مابین
ایک فرضی مخالفت کی ہوا کھڑی کر کے حاصل کرنا چاہتے ہیں
آشکارہ ہو جائیں گی روسیوں نے اپنے مقاصد کے لئے بلکہ
مقاصد کے لئے اکثر افغانستان کے دانشوروں، شاعروں اور
ادیبوں کو خوب استعمال کیا بعض پاکستانی پشتون لکھاری
افغانیوں کے توسط سے اس شیطان دوست طبقہ میں شامل
ہوئے ان کی نشانی یہ ہے کہ نماز نہیں پڑھتے ۔ رمضان کے

روز ے شاید عادتاً یا ماحول کی ڈر کی وجہ سے رکھتے ہیں ان کا
کردار کمزور اور عقیدہ ضعیف ہوتا ہے یہ تو پشتون خصوصاً مثلاً
مہمان نوازی حوصلہ مندی ، جرات اور بہادری اور دوستانے
میں ایثار و قربانی اور وفاء سے عاری ہوتے ہیں یہ بڑی حد
تک کنجوس اور بزدل ہوتے ہیں یہ لوگ انتہائی مطلب پرست
ہوتے ہیں یہی لوگ کمیونسٹوں کی کوششوں کا حاصل ہوتے ہیں
اور بلحاظ زبان پشتون علمی طور پر اپنے ملک اور وطن کے بھی
خیر خواہ نہیں ہوتے شیطان دوست طبقہ کے بڑوں یعنی روسی
کمیونسٹوں نے یہ فیصلہ کر دیا کہ مسلمانوں کے مراکز دینیہ کو
اجھاڑ اور ویران کرنا نہ صرف ضروری تھا بلکہ یہ کام انہوں
نے اپنے ذمے لے لیا تاکہ وہ اپنے مذموم مقاصد کے مطابق
آگے لے جائیں وسط ایشیاء یعنی بلخ ، بخارا ، تاشقند وغیرہ میں
ایسی کچھ مقامات کو ذریعہ آمدن بناتے ہوئے اور ساتھ ساتھ
دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی غرض سے بحال رکھی ہیں
اور ان میں خوب قالین وغیرہ بچھا رکھی ہیں تاکہ اگر سیاح اور
کوئی سفارت کار آئیں تو انہیں دیکھنے کو کچھ تو ملے باقی کو
پوری پوری آبادیوں کے ساتھ مصنوعی زلزلوں اور دیگر
طریقوں سے اکھاڑ کر ان کی جگہ جدید تعمیرات کھڑی کر دی
ہیں افغانستان میں کیا ہوا کیسے ہوا اور کیوں ہوا ؟ ؟؟ یہ بھی

داستانیں ہیں مگر اپنے مقاصد کو پورا کرنے کیلئے کمیونسٹوں نے یہ ضروری سمجھا کہ مسجد مدرسے اور خانقاہ کو تاراج کریں مگر ان مراکز دینیہ کو بموں اور بلڈوزروں سے تاراج کرنا نہیں تھا کیونکہ بموں اور بلڈوزروں سے بہت سی ایسی مراکز کو صفحہ ہستی سے ہٹا بھی دیا ہے مگر ایک کی جگہ دو دو بن جاتی رہی ہیں اس بار شیطان دوستوں نے ان مراکز دینیہ کے پاسداروں اور آباد رکھنے اور چلانے والوں کو معاشرے میں خوار اور بے وقعت کر کے لوگوں کی نظروں میں گرانا تھا اس سے دو فائدے حاصل کرنے کی توقع تھی ایک تو معاشرے کو ان مقامات سے متنفر کرنا تھا اور دوسری اس طرح ان مقامات کو سنسان کرنا ہمارے منطقے میں شیطان کبھی انگریز کی صورت میں کام کرتا ہوا نظر آیا اور کبھی روس کی صورت میں ان سب یہود و نصاریٰ نے اسلام اور مسلمانوں کو تتر بتر اور منتشر کرنے کے مختلف بالواسطہ طریقے ڈھونڈے تھے کبھی پرویزیت، کبھی قادیانیت اور کبھی ذکری قبیلہ پیدا کر کے مسند نبوت اور دین متین پر حملے کرتے رہے اور کبھی کسی شخصیت کو اپنا کر اسے صلحاء کے خلاف استعمال کرتے رہے نیز تاریخ مسلمانان اور تاریخ پشتون کو مشکوک و متنازعہ بناتے ہوئے بعض تاریخی شخصیات کی سوانح میں مصنوعی قصے شامل کر کے اور کبھی بالخصوص پشتونوں

کے دینی اور روحانی پیشواؤں کے بعد از وفات بدنام کرنے کے لئے ان پر مختلف قسم کے الزامات لگاتے رہے کیونکہ ان کی اور ان کے آباؤ اجداد کی توقعات کے خلاف ان صلحاء کی خانقاہیں برابر مراجع خاص و عام رہیں اور یہود و نصاریٰ کے مقاصد پورے نہ ہو سکے۔ عیسائیت متحرفہ کے پیروں اور روسی کمیونسٹوں نے بھی یہودوں اور انگریزوں کی طرح مسجد و مدرسے اور خانقاہ کو آخری دم تک معاف نہیں کیا چنانچہ پشتونوں کو دو حصوں میں تقسیم کرنے ان کے دینی د روحانی پیشواؤں کے کرداروں کو مشکوک اور ان کی حیثیت کو متنازعہ بنا کر پشتونوں کے دو گروہوں کو کچھ آپس میں لڑانے اور کچھ حکومت سے لڑوا کر انہیں ختم کرنے کی سازش تیار کی اور روسیوں نے پہلے تو پشتونوں کی نسل کے سلسلہ میں نئے نظریہ کی خوب اشاعت کی۔ اور پھر ان کو ختم کرنے کیلئے انہی کے گذشتہ مشاہیر و دینی یا روحانی پیشواؤں میں سے بعض کو پشتونوں کے ہیرو قرار دیتے اور بعض کو حکومت کے ایجنٹ کہہ کر بدنام کرنے کی کوشش کی ایسے ہی شخصیات میں حضرت بایزید انصاری اور حضرت اخون درویزہ بابا اور ان کے مرشد حضرت پیر باباؒ بھی تھے مصلے پر بیٹھ کر شہرت و عزت کی بلندیوں پر پہنچنے والے بایزید انصاری کو پشتون ہیرو قرار دیا

گیا اور مسجد، مدرسے اور خانقاہ کے رونقوں اور دین کے خادموں کو حکومت وقت کے ایجنٹ قرار دیا گیا۔ یہ سبق جو افغانستان کے لکھے پڑھے اور ادیب ولکھاری طبقہ کو دیا گیا یہ گرم پانیوں تک پہنچنے کی بے قرار خواہش رکھنے والے کمیونسٹوں اور اشتراکیوں کے پروگراموں کا ایک حصہ تھا بالکل اس کے ساتھ دوسرا سبق پشتونستان کی رٹ تھی قومیت نسل پرستی اور زبان ورنگ کے آلے جذبات کے اندھا دھند کیفیات میں پشتونوں پر آزمائے گئے شیطان دوست طبقہ کے افراد افغانستان سے باہر پاکستان اور حتیٰ ہندوستان کے جس جس کونے میں تھے انہوں نے اس پیغام لعنت کو عام کرنے کی بھرپور کوشش کی تاریخ وحقائق کو پس پشت ڈال کر بے سرو پا باتیں کی جانے لگیں اور یہی کوشش جاری بن کر بایزید انصاری کو پشتونوں کے قومی ہیرو ثابت کئے جائیں اور آخون درویزہ باباؒ کو مغل حکومت کے ایجنٹ کے طور پر پیش کیا جائے بایزید انصاری اور اخون درویزہ باباؒ کے مابین مناظروں اور مناقشوں کا زمانہ کبھی کا گذر چکا ہے کیا ہوا تھا اور کیسے وکہاں ہوا تھا؟ اس سلسلے میں ایک تاریخ موجود ہے اور یہ پرانی باتیں ہیں مگر سولہویں صدی عیسویں کے اوائل کی باتوں کو مکرر کر کے بعد از وقت مردہ بحث میں جان ڈال کر اس میں

پشتونوں کو الجھانے کے پس پشت کیا مقاصد ہو سکتے ہیں؟ یہ اس زمانے کی باتیں ہیں جب زار روس وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کو ہڑپ ہڑپ کر ہضم کر رہا تھا یہ تیمور خاندان کی حکومت کے بعد کی بات ہے جب شیبانوں (۱۵۰۰ء تا ۱۵۹۷ء) اور استرا خانیوں (۱۵۹۷ء تا ۱۶۸۰ء) کی حکومتیں تھیں تب وہاں مسلمانوں کی قومیت کا جنازہ بھی نکل چکا تھا اور ایک متحدہ مسلم حکومت ہی نہیں رہی تھی بلکہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں مثلاً قازقستان، بخارا، خیوہ اور فرغانہ وغیرہ وغیرہ میں بٹ چکی تھی اور اس وقت ان الگ الگ مسلمان ریاستوں کو ایک ایک کر آسان نوالوں کی طرح نگلنے کا پروگرام تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر بایزید انصاری پشتونوں کا ہیرو اور اخون درویزہ باباؒ اور حضرت پیر بابا بالفرض ایجنٹ تھے تو اس افترا کا پشتونوں کو نقصان پہنچتا ہے ان کی تاریخ مسخ ہو رہی ہے ان کی توانیاں ضائع ہو رہی ہیں ان کے اتفاق و اتحاد کو نقصان پہنچ رہا ہے ان کے محسن و مرشد خواہ مخواہ متنازع بن رہے ہیں ان کی طاقت کم سے کم تر ہوتی جا رہی ہے اور وسطی ایشیاء کی ریاستوں کی طرح یہ ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں اگر شیطان دوست طبقہ عقل و ہوش کے ناخن لیں تو انہیں اس اکیسویں صدی کے دہلیز پر اپنا رویہ انتہائی نامناسب معلوم ہوگا

تو کیوں؟ اس لئے کہ سائنس وحکمت کے اس روشن دور میں ایسی بے پرکیاں اڑانا اور بے سروپا باتیں بنانا بے وقوفی اور جہالت کی نشانیاں ہی ہوسکتی ہیں آج نہیں بلکہ شروع سے اسلام دلائل وحقائق اور شواہد وثبوت کا قائل رہا ہے جھوٹ پر اسلام لعنت بھیجتا ہے ہر حقیقت و دعوٰی کے ثبوت کے لئے شواہد مانگتا ہے کوئی بات یا کام بغیر دلائل کے معتبر نہیں سمجھتا چنانچہ کامیاب دنیا کے بھی یہی اصول ہیں موجودہ دور میں جھوٹ بولنے پر حیرت اس لئے ہوتے ہے کہ بہت کچھ خودبخود واضح ہوچکا ہے بہت سی گھتیاں وقت نے لوگوں کے سامنے کھول کررکھی ہیں لہٰذا اندھیروں میں تیریں مارنے کی عادت چھوڑکر حقیقت پسند بننا چاہیئے شیطان دوست طبقہ کو اپنے رویئے میں لچک پیدا کرنا اور اپنے اس الزام کے دلائل وثبوت کا پتہ لگانا ہوگا کہ حضرت پیر باباؒ اور حضرت اخون درویزہ باباؒ پر مغل حکومت کے ایجنٹ ہونے کا جو الزام ہے وہ کس حد تک درست ہے زیر نظر کتاب میں میاں ظاہر شاہ صاحب نے اس سلسلے میں معقول بحث کی ہے انہوں نے عقلی و نقلی دونوں دلائل سے ثابت کردیا ہے کہ حضرت پیر باباؒ اور حضرت اخون درویزہ باباؒ کو مغل حکومت کے ایجنٹ قرار دینا ان پر بہتان ہے اس امر کی کوئی عقلی یا نقلی دلیل موجود نہیں بلکہ

اس امر کے وافر دلائل موجود ہیں کہ وہ مبلغین اسلام تھے سچے مسلمان اور اس خطے کے باسیوں کے محسن تھے جنہوں نے ان کی دینی و روحانی رہنمائی کا بیڑا اٹھایا نیز انہوں نے اس امر کا خاص خیال رکھا کہ پشتونوں کے عقائد کو فتنوں اور آلائشوں سے پاک صاف رکھیں تا کہ جہاد کے یہ متوالے اور شہادت کے عاشق چوکس رہے ہیں مغل حکومت ہو یا ان کے بعد سکھ اور انگریزی کی حکومتیں ہوں ایجنٹ جس حکومت کا بھی ہو وہ بڑے مزے کی زندگی گذارے تھے۔ میں کہتا ہوں روسی اور یہود و نصاریٰ تھے ہی عقل کے اندھے مگر شیطان دوست طبقے سے تعلق رکھنے والے موجودہ دور کے لوگ ان سے بھی زیادہ بے وقوف معلوم ہوتے ہیں کہ اتنی وسیع و عریض سلطنت و حکومت کے ایجنٹ ان لوگوں کو قرار دیتے ہیں جو پہاڑوں اور جنگلوں میں بسیرا کر کے عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے وہ مغل کے ایجنٹ نہیں ہے البتہ پیر باباؒ کی والدہ ماجدہ مغلوں کی شاہی خاندان میں سے تھیں۔ میاں ظاہر شاہ صاحب نے اس سلسلے میں اچھی تحقیق پیش کی ہے میں اتنا کہوں گا کہ کم از کم افغانستان یا پاکستان کے پشتون تو اس الزام کا جائزہ لیں کیونکہ ہمارے معاشرے میں ہر جگہ مغل اور انگریزوں کے ایجنٹوں کی اولادیں اب تک موجود ہیں آج تک وہ سرکاری

جاگیروں پر خانیاں کرتے ہیں مغل حکومتوں کے جوایجنٹ تھے وہی لوگ انگریز کے بھی ایجنٹ رہے اور وہی لوگ سکھوں کے دور کوتاہ کے وقت بھی حکومت کے ایجنٹ رہے مغلوں اور انگریزوں اور سکھوں کے ایجنٹوں کی اولادوں نے پاکستان پر بھی ۵۳ سال تک حکومت کی اور آج تک پاکستانی معاشرے کے گردن پر بیٹھے ہوئے ہیں عجیب بے وقوفانہ الزام ہے مگر حیرت اس شیطان دوست کمیونسٹ اور اشترا کی طبقہ کی عقل پر ہے کہ نہ کسی کی بات سنتے ہیں نہ آنکھوں سے کام لیتے ہیں دراصل بنیادی طور پر یہ ہوتے ہی ہیں جاہل اور عقل کے اندھے شیطان دوست طبقہ کی پہچان یہی ہے۔

حضرت اخون درویزہ باباؒ نے پشتونوں کے عقائد اخلاقیات کے نظام کی جو حفاظت کی ہے وہ اپنی جگہ پر ان کا ایک احسان ہے اور پشتو زبان وادب کی جو خدمت کی ہے وہ ان کا الگ کارنامہ ہے ان کے نسلی رشتے جس قوم سے جوڑا جاتا ہے وہ تحقیق طلب ہے مجھے اخون بابا مکمل پشتون معلوم ہوتے ہیں تاجک انہیں اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کے اباؤ اجداد تاجک ماجک میں رہے جو افغانستان میں ایک گاؤں کا نام تھا بالکل اسی طرح جس طرح تہکال بالا میں پہلے دلہ زاک رہتے تھے اور سولہویں صدی عیسوی کی ابتداء سے یہاں

اسی گاؤں میں خلیل رہنے لگے ہیں جن سے راقم الحروف کا تعلق ہے یہ ایک الگ بحث ہے مگر شیطان دوست طبقہ یہ بات بھی زور دے کر کہتا ہے کہ بایزید پشتون تھے اور اخون بابا پشتون نہیں تھے گذشتہ صفحات میں شیطان دوست طبقہ کے کوائف و علامات کا ذکر ہوا ہے یہ وہ علامات ہیں جو ایک پشتون کی نہیں ہو سکتی مثلاً کنجوسی بزدلی بے وفائی خودغرضی، مطلب پرستی ، بے نیازی اور بے مروتی جب کہ صحیح پشتون حقیقت پسند مہمان نواز، وفادار، سخی، نمازی و دیندار اور دریا دل ہوتے ہیں میں مزید تفصیل میں بھی جانا نہیں چاہتا کیونکہ نہ ختم ہونے والا بیان ہے لہٰذا آتے ہیں میاں ظاہر شاہ صاحب کی کتاب کی طرف ۔میاں صاحب ظاہر شاہ قادری کی اس تصنیف کی محرک شیر افضل خان بریکوٹی صاحب کی کتب ہیں جو انہوں نے پیر بابا اور بایزید انصاری پر لکھیں ہیں ان کتب کا سرسری مطالعہ راقم الحروف نے بھی کیا ہے مگر میاں صاحب نے دقیق عمیق مطالعہ کر کے ان دو مشاہیر کے حوالے سے بہت سے متعلقہ تاریک گوشوں کو روشن کرنا ضروری سمجھا واقعی یہ مطالعہ جو کہ نہ صرف پشتو ادب کا ایک الگ دور تشکیل دیتا ہے بلکہ تاریخی لحاظ سے بھی خاطر خواہ اہمیت کا حامل رہا ہے اس لحاظ سے بھی یہ دور توجہ طلب رہا ہے کہ اس کا شیطان

دوست طبقہ کے ذریعے یہود و نصاریٰ نے بھی استحصال کیا ہے
اور اپنی مطلب براری کے خاطر اس کی تاریخ کو مسخ کرنے کی
کوشش کی ہے جہاں تک جناب بریکوٹی صاحب کی تحریر کا تعلق
ہے تو میں اس سلسلے میں اتنا کہوں گا کہ وہ کوئی خاص عالمانہ
تحقیق پر مبنی نہیں ۔ بلکہ انہوں نے ایک موضوع پر مختلف افراد
کی تحریروں سے ان کی آراء کی تالیف کی ہے اور کوئی معیاری
تحقیق تشکیل نہیں دیتیں تاہم جو آراء انہوں نے لے کر اب
اپنی کتب میں لکھی ہیں وہ ان کی تحریر کا رخ متعین کرتی ہیں
اور مؤلف کے عقیدے کی عکاسی کرتی ہیں یہ الگ بات ہے کہ
جناب بریکوٹی صاحب نے کسی رائے کو پرکھا نہیں نہ اس کا
تجزیہ کر کے معاصر تاریخ کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش کی ہے
یہی وجہ ہے کہ میاں ظاہر شاہ صاحب کو لکھنا پڑا اور سواتی کی
تالیفات سواتی ہی کے لئے چیلنج بن گئیں مگر یہ امر جناب
بریکوٹی صاحب کے لئے ان کی دل شکنی یا پست حوصلگی کی وجہ
نہیں بننا چاہئے اور انہیں تالیف و تصنیف کا کام جاری رکھنا
چاہئے ۔ زیر نظر کتاب ایک لحاظ سے تنقید بھی ہے اور تحقیق بھی
اس میں جناب میاں صاحب ظاہر شاہ نے حضرت اخون
درویزہ باباؒ پر بسیط اور حضرت پیر باباؒ پر سیر حاصل بحث کی ہے
یہ ایک ایسی تحریر ہے جس کی ویسے بھی ضرورت محسوس کی جاتی

تھی اگر بریکوٹی صاحب کی تالیفات اس کی محرک نہ بنتیں تو شاید میاں صاحب یہ کام نہ کرتے اس لحاظ سے ہم جناب بریکوٹی صاحب کے بھی مشکور ہیں۔

میاں صاحب کی اس کتاب کی منجملہ دوسری خصوصیات کے ایک یہ بھی ہے کہ سواتیوں کے بارے میں خوشحال خان خٹک کی رائے کی اس میں خوب تشریح موجود ہے کتاب کا حصہ خاصا دلچسپ ہے نیز خوشحال خان خٹک کی بعض دوسری اختصارات یعنی اشعار جن میں کہ بعض انتہائی اہم تاریخی واقعات کی طرف اشارے ہیں کی تفصیل بھی اس کتاب میں اہتمام کے ساتھ دی گئی ہے خصوصاً خوشحال خان خٹک نے اپنی قید کے بارے میں جو حقیقت اگل دی تھی اور کہا تھا (ترجمہ) میں اورنگزیب عالمگیر کا قیدی نہیں کہ جس سے رہائی ملے گی مجھے تو شیخ رقم کارکا کا صاحب (زیڑی بابا) نے گرفتار کیا ہوا ہے۔

میاں صاحب چونکہ ایک متبحر عالم ہیں مشرقی زبانوں میں کئی زبانوں پر عبور رکھتے ہیں اس لئے لکھ لکھ کر نہ تھکتے ہیں اور نہ تنگ ہوتے ہیں تقریباً پچاس کتابوں کے مصنف و مؤلف ہیں ان سے میری غائبانہ آشنائی ۱۹۸۰ء کے عشرہ کے ابتدائی سالوں کے دوران اس وقت ہوئی تھی جب میں پی ایچ ڈی کر

رہا تھا اور ان سے خط و کتابت ہوتی تھی میں نے انہیں ہمیشہ تعاون کے جذبہ سے سرشار پایا اور خطوط کے جوابات نہایت مستعدی سے دیتے تھے فی الحال مزید خدا حافظ۔ فقط

ڈاکٹر ہدایت اللہ نعیم

پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی

۹۔۱۰۔۔۔۔۲۰۰۰ء

تقریظ

پروفیسر صاحبزادہ لطیف الرحمان ایم اے فارسی، ایم اے ایجوکیشن، ایم اے سائیکالوجی، ماہر لسانیات وادب ماہر تدوین نصاب وتربیت

اَلحمد للہ وکفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین الصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم۔ بسم اللہ الرّحمان الرحیم۔ ومن یطع اللہ والرسول فاؤلٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین و الشھداء

وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیْقاً.

(النسا ۶۹ ء)

ترجمہ :۔ اور وہ جس نے اطاعت کی اللہ کی اور رسولؐ کی وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے اور وہ انعام یافتہ لوگ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ اور ان سے بہتر ساتھی دوسرا کوئی نہیں۔

چند دن قبل میرے ایک محترم دوست میاں ظاہر شاہ قادری صاحب میرے غریب خانے پر تشریف لائے۔ بغل میں ایک بستہ نما چیز بھی رکھتے تھے۔ اور انداز تکلم سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی بیرونی ہاتھ نے بہت ستایا ہے۔

میاں ظاہر شاہ قادری صاحب محتاج تعارف نہیں لیکن حقوق احباب کی وجہ سے موصوف کے بارے میں چند حقائق پیش کرنا لازم سمجھتا ہوں۔ اس طرح دوستی کا حق بھی ادا ہو جائے گا اور قارئین کرام کو بھی کچھ آگاہی نصیب ہوگی۔

میاں ظاہر شاہ صاحب حضرت میاں عبدالعظیم عرف ملا باچہ صاحب کے فرزندار جمند ہیں مدین ضلع سوات سے تعلق رکھتے ہیں ان کے آباؤاجداد نے ہمیشہ سے اسلام کی خدمت کی ہے ہر دور میں اسلام کی سربلندی کا تحفظ ان کا شعار رہا ہے۔ میاں صاحب بڑے عالم ہیں محکمہ تعلیم میں تدریسی فرائض

انجام دے رہے ہیں ایک متوکل انسان ہیں اور جہاں بھی اہل سنت والجماعت کے خلاف کسی نے حرکت کی میاں صاحب نے برجستہ جواب دیا۔ حنفیہ عقائد پر بے شمار تصنیفات اور تالیفات لکھی ہیں۔ میاں صاحب میں یہ بھی ایک ملکہ موجود ہے کہ اگر بے خبری میں یا سہواً تقریری یا تحریری غلطی کرتے ہیں تو اس کا ازالہ اسی وقت کرتے ہیں۔ میاں صاحب نے بتایا کہ اس بستے میں ایک دو کتابیں اور میرا لکھا ہوا مسودہ بھی ہیں کتاب بایزید انصاری المعروف بہ پیر روخان اور دوسری کتاب پیر باباؒ پر لکھی ہے پیر روخان والی کتاب میں حضرت اخون درویزہ باباؒ کے خلاف بریکوٹی صاحب نے خوب تجاوزات سے کام لیا ہے اور حضرت پیر بابا صاحبؒ کے متعلق قدرے اختصار سے کام لیا ہے۔ اس کے برعکس پیر روخان کی شخصیت کے متعلق مؤلف بریکوٹی نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر حضرت پیر باباؒ اور حضرت اخون درویزہ باباؒ سے بالاتر ثابت کرنے کی نام نہاد کوشش کی ہے۔

شیر افضل بریکوٹی صاحب نے یہ سب تحقیق کچھ اپنے ملک میں اور زیادہ تر لندن میں کی ہے۔ اس کا اندازہ مؤلف کی تصاویر سے لگایا جا سکتا ہے جو جامع مسجد پیر بابا صاحبؒ میں کھینچی گئی ہیں ان کتابوں میں ایک خاص چیز یہ دیکھنے میں آئی

ہے کہ بریکوٹی صاحب اپنی کتاب کا تحفہ انڈیا آفس لائبریری لندن کے ڈپٹی ڈائریکٹر جی۔ ڈبلیو شاؤ کو پیش کر رہے ہیں اور اس سے بھی زیادہ قابل غور بات یہ ہے کہ پیر بابا صاحبؒ کی کتاب کے ایک صفحے پر بریکوٹی اور مسٹر شاؤ کی تصاویر نظر آ رہی ہیں جو ٹوپی، ٹائی، کوٹ، لباس، عینک اور شکل و شباہت کے لحاظ سے منطبق ہیں۔

اہل بصیرت لوگ ان تمام مناظر سے تناظر کا اندازہ لگانا خوب جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اہل یورپ خاص کر برطانیہ اور انگلینڈ وغیرہ کا اسلام سے کیا رشتہ ہے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام رسالت کو کس نظر سے دیکھا تھا۔ اور پھر حضورؐ کی یہ حدیث شریف کو عیسائیوں اور یہودیوں کو سرزمین عرب سے نکال دو کیا معنی رکھتا ہے۔

محترم قارئین کرام! میں نے ابتداء میں ایک آیت کریمہ پیش کیا ہے اس کی روشنی میں چند گزارشات پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مخلوقات میں سے انسانوں کو چار زمروں پر منقسم فرمایا ہے۔ نمبر ۱ انبیاء نمبر ۲ صدیقین نمبر ۳ شہداء اور نمبر ۴ صالحین۔

ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان پر میں نے انعام فرمایا ہے اور جو لوگ ان چاروں میں سے کسی

ایک کے ساتھ تعلق رکھے گا وہ انعام یافتہ لوگوں میں شمار ہوں گے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ لوگوں کو ظاہر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے خود کلام عظیم الشان میں ایک Criteria فارمولا پیش فرمایا ہے۔ اور اس میں کسی محقق یا مؤلف اور فلسفی کا بس نہیں چل سکتا کہ چوں چرا اں کرے کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا جس نے تکذیب کی ہے صفحہ ہستی سے مٹ گیا ہے جس نے عمرانیات کا مطالعہ کیا ہو اس کو یہ حقیقت معلوم ہے۔

انبیاء کا عالم بشریت میں آنا بند ہو چکا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ تمام انبیاء حیات ہیں اور ان کی حیات مسلمہ ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان کی کیفیت عام نہیں خاص ہے۔ معراج کی شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت موسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ اور کئی پیغمبروں سے ہوئی ہے حالانکہ ان کا زمانہ بہت پہلے تھا۔

انبیاء کے علاوہ صدیقین، شہداء اور صالحین اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں تمام کے مختلف مدارج ہیں اور عروج و نزول میں کام کرر ہے ہیں جو دنیا سے پردہ کر چکے ہیں وہ بھی عالم برزخ میں حیات ہیں اور جو ابھی دنیا میں زندگی پوری فرما دیتے ہیں وہ بھی اپنے اپنے مدار میں مصروف ہیں۔

اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ

ترجمہ :۔ اولیاء مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کو منتقل ہو جاتے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء و صالحین کا کیا مقام ہے مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

رَبِّ هَبْ لِی حکماً وَّاَلْحِقْنِی بِالصَّالِحِیْنَ۔ (الشعراء آیت 83

یہ ارمان اور خواہش حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اے اللہ مجھے وہ علم عطا فرما جس پر میں عمل کرسکوں اور مجھے صالحین میں سے کر۔ یہ ہے صالحین کا مقام۔

یہ مکان و مقام تب حاصل ہوتا ہے کہ انسان اقدار ذمیمہ کو ختم کرے ظاہر و باطن کا تزکیہ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع مکمل طور پر کرے۔ جزوی اتباع سے یہ مقام حاصل نہیں ہوتا اور نہ زبانی جمع خرچ سے کوئی صدیق، شہید یا صالح بن سکتا ہے۔

اب عنوان کی طرف راجع ہو کر حضرت پیر صاحبؒ اور حضرت اخون درویزہ باباؒ پر مختصر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔ تفصیل میاں صاحب نے پیش کی ہے اور مکمل تاریخی پس منظر بیان کیا ہے قارئین حضرات انشاء اللہ میاں صاحب کی زیر نظر کتاب میں ان دونوں حضرات کے بارے میں مکمل حالات پڑھ لیں گے۔ میں از روئے تصوف صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ

حضرت اخون درویزہ بابا ؒ حضرت پیر بابا کے مرید تھے اور مدارج تصوف طے کرتے کرتے حضرت پیر بابا ؒ نے حضرت اخون درویزہ بابا ؒ کو اپنا خلیفہ اکبر نامزد فرمایا تھا۔ خلیفہ اکبر وہ ہوتا ہے جو ہر لحاظ سے قولاً و فعلاً شریعت محمدی کا پابند ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قریب ترین دوستوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ گویا حضرت اخون درویزہ بابا ؒ کا یہ ایک منفرد اعزاز ہے۔ الحمد للہ۔ اخون درویزہ بابا ؒ کی پوری زندگی اسلام کی پاسداری کیلئے وقف تھی اور تقویٰ اور ورع میں کامل تھے۔ اپنے اولیاء کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن عظیم الشان میں فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ. الخ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو جو ایمان لائے ہیں منکرین اور مخالفین سے تحفظ فرماتے ہیں۔ سورۃ الحج ۳۸۔

اس کا مطلب صاف ظاہر ہے اور عالمی تاریخ سے بھی پتہ چل سکتا ہے کہ ہر زمان میں مخالفین موجود ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ کا مقام تو اپنی جگہ ہے ایسے لوگ بھی گذرے ہیں کہ جنہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا جنہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا وہ بھی غرق ہو گئے اور اسی طرح نبوت کے دعویدار بھی اپنے انجام تک پہنچ گئے ہیں۔

اگر اولیاء کے مخالفین مخالفت کریں ۔ پیران کامل کے خلاف جعلی پیر پیدا ہوں تو کچھ بھی نہیں ہوگا ۔ اولیاء کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے ۔ لاکھ کتابیں مخالفت میں لکھی جائیں ان کی تردید اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی ذریعے سے کر دیتے ہیں ۔

جس طرح فرعون کیلئے موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور فرعون واصل جہنم ہوئے جس کی تشریح اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ''فما بکت علیھم السماء و الارض و ما کانو منظرین کے ذریعے مفصل بیان فرمایا ہے ۔ نمرود کی تباہی کیلئے ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے یہ بنیادی اصول ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ اس دنیا میں اپنے دوستوں کیلئے بروئے کار لا رہے ہیں اور وہی طریقہ اولیاء کیلئے بھی ہے جب بھی کسی نے کسی ولی کو ستایا وہ اللہ تعالیٰ کی عتاب میں آیا اور اس پر تاریخ گواہ ہے ۔

اب آتے ہیں پیر روخان کی طرف ۔ یہ ایک مخالف شریعت آدمی تھا ۔ اس کے عقائد اسلامی نظریات کے خلاف تھے ۔ اس کا نام بایزید انصاری ارمڑ تھا ۔ اس نے اپنے فرقے کا نام روخانیہ رکھا ۔ اور اس فرقے کے بنیادی عقائد عقل پر مبنی تھے اور وہی الہامات پر کام کرتے تھے ۔ عوام کو

اعمال میں کمی کر کے عوام کو خوش کرنے کی کوشش کی ہے۔
یہاں تک کہ قرآن پاک میں تحریف سے بھی منہ نہیں موڑا۔
مثلاً ایک آیت کریمہ ہے قرآن پاک کی۔ ان اللہ علیٰ
کل شي محیط ۔ پیر روخان صاحب نے اس کو یوں بنایا
ان اللہ مع کل شي محیط ۔ یہ متفقہ امر ہے کہ تحریف فی
القرآن کفر ہے۔

اسی طرح پیر روخان وحدت الوجود کے بھی قائل تھے
اور قرآن ناطق ہے کہ لیس کمثلہ شيی و ھو
السمیع البصیر ۔ اتنا واضح حکم کے باوجود اگر کوئی اس
مسئلے کو چھیڑتا ہے تو فاش غلطی کرتا ہے۔

پیر روخان کے بارے میں مزید معلومات عبدالحلیم اثر
افغانی کی کتاب روحانی رابطہ میں کیا جا سکتا ہے۔ تاکہ قارئین
حضرات کو پیر روخان کی تمام خرافات کا علم ہو سکے۔ اور یہی
وجہ ہے کہ حضرت پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت اخون
درویزہ بابا نے مل کر اس کا نام پیر تاریک رکھا جو بجا تھا پیر
تاریک کا قلع قمع کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر بابا اور
اخون درویزہ بابا پیدا فرمائے اور عوام کو پیر تاریک سے
نجات دلائی۔ الحمد للہ۔

یہ دستور زمان ہے کہ خدا کو شکست دینے کیلئے خدائی کا

دعویٰ۔ نبی کو شکست دینے کیلئے نبوت کا دعویٰ۔ ولی کو بدنام کرنے کیلئے ولایت کا دعویٰ اور پیر کو ناکام بنانے کیلئے پیری کا دعویٰ کیا جاتا رہا ہے۔ اس لئے کہ لوہا لوہے کو کاٹتا ہے لیکن حقیقت اور تصنع میں فرق ہوتا ہے۔

جب بھی دشمنوں نے نقصان پہنچایا تو دوستی کی آڑ میں پہنچایا۔ اگر کسی کو شک ہو ''ہمفرے کے اعترافات'' والی کتاب پڑھے جس کا انگریزی زبان میں بھی ترجمہ موجود ہے اور اس کا نام ہے۔

The Conzessions of an English spy

اس میں ہمفرے نے اپنا نام محمد ظاہر کیا تھا۔ اس کو انگلینڈ میں خوب تربیت دی گئی تھی اور اس نام نہاد محمد جو درحقیقت ایک عیسائی تھا۔ اس نے عبدالوہاب نجدی کو پٹڑی سے اتارا اور آج تک مسلمان اس فتنے کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث موجود نہیں ہے کہ عیسائی اور یہودیوں کو جزیرۃ العرب سے نکالو۔ ان کو اپنی علم نبوت سے معلوم تھا کہ مسلمانوں کو نقصان یہ لوگ پہنچائیں گے اس لئے یہی پیشن گوئی فرمائی اور جو صحیح ثابت ہو رہی ہے ہمارے محققین اور مؤلفین جب بھی کوئی مذہبی کتاب لکھنا چاہتے

ہیں تو ان کو لندن یاد آتا ہے۔ گویا لندن اسلام کا مرکز ہے۔ وہی لندن جس نے ہمفرے کو سعودی عرب بھیجا اور اس کا لگایا ہوا پودا آج تک اہل سنت والجماعت کیلئے دردسر ہے۔ اور یہ بھی حیرانگی کی بات ہے کہ لندن والوں کو اسلامی تحقیق کا اتنا غم کیوں ہے۔

لندن میں تو مسلمانوں کی تباہی کے پلان بنتے ہیں اور یہ حضرات لندن کا رخ کرکے اپنا کمال دکھاتے ہیں۔

نوآبادیاتی نظام کس ملک کا پیداوار ہے برصغیر کو سینکڑوں سال غلام رکھنے کا کام کس قوم کی وجہ سے تھا۔ نہر سویز کو اپنے تسلط میں رکھنا کن کا کام رہا ہے عراق کی تباہی کون کرا رہا ہے۔ کیا یہ لندن والوں کا کام نہیں ہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ تاریخ کی بات ہے ۔ عالمی تاریخ پڑھیں ۔ آنکھ کھل جائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث شریف ہے۔ ''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ'' یعنی جو جس قوم کے ساتھ مشابہت کرے گا ان ہی میں سے ہوگا۔

محترم بریکوٹی صاحب نے تحقیق کیلئے لندن کا انتخاب کیا۔ کتاب تحفتاً جی ڈبلیو شاؤ کو پیش کی جا رہی ہے۔ لباس وہی پسند فرمایا ہے جو شاؤ کا ہے اس انطباق کا کیا مطلب نکل

سکتا ہے کہ محترم بریکوٹی کیوں اور کس رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔

واقعی وہ اسلامی تحقیق کرر ہے ہیں یا اسلام کے خلاف برسر پیکار ہیں یو ایس اے میں علم نفسیات پر لکھی ہوئی ایک کتاب بلیئر۔ جان اینڈ سمسن'' ملاحظہ کریں اس میں ایک باب ہے کہ ہر حرکت کیلئے ایک محرک ہوتا ہے انگریزی میں Behavior is Cavsed کہتے ہیں

اگر صرف ان تین الفاظ کی تشریح ہو جائے تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا کہ یہ کتابیں کیوں لکھی گئی ہیں۔

میں خود بھی حیران ہوں کہ اسلامی تحقیق کا غم لندن والوں کے ساتھ کیوں ہے اس کا جواب مجھے چاہئے۔ میاں صاحب کی طرح میرے لئے بھی اولیاء کی شان میں گستاخی نا قابل برداشت ہے اس لئے مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔

جن حضرات نے ان دونوں کتابوں پر مقدمات اور تمہیدات لکھی ہیں اور تقریبا بریکوٹی صاحب کی حمایت کی ہے انہوں نے بھی بن دیکھے سب کچھ لکھا ہے ان میں سے اکثر حضرات کو کافی قریب سے جانتا ہوں ان کی نظریات اور عقائد اسے نہیں جیسے دکھائی ہیں۔

میں حیران ہوں کہ وہ کیسے بریکوٹی صاحب کے دام
میں پھنس گئے۔ بعض اوقات مندرجہ ذیل شعر جیسا ماحول پیدا
ہو جاتا ہے اور انسان مجبوراً اپنے ضمیر کے خلاف کرتا ہے۔

ان کی نظر میں میری تباہی کے واسطے
اتنا خلوص تھا کہ شکایت نہ کر سکے

ویسے ایک چھوٹا مشورہ اگر میں دے دوں تو بہتر رہے
گا کہ دین کا کام دینی مسائل، تصوف وغیرہ میں بہت احتیاط
کرنا چاہئے۔

قرآن پاک کی آیت '' وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ
عَلِیْم۔ سورہ یوسف ۷۶
ترجمہ:۔ ہر عالم سے بڑھ کر دوسرا عالم موجود ہے۔ ہر آدمی
اقبال جیسا نہیں ہوسکتا وہ کہتے ہیں۔

خیرہ نہ کرسکا مجھے جلوہ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

تمام مسلمان اتنے غافل نہیں کہ بس کتاب آ گئی اور
اس پر یقین کرلیا گیا چاہے کتنے خوشنما اور اسلامی عنوانات
ہوں اہل بصیرت کو دھوکہ نہیں ہوتا اور خاص کر میاں ظاہر شاہ
تو اس تاک میں ہوتے ہیں کہ کب نئی کتاب آئے گی جب بھی
آتی ہے میاں صاحب سرجن بن کر اس کا خوب آپریشن

کر دیتے ہیں۔

حسب معمول اللہ تبارک و تعالیٰ کی حکمت دیکھیں کہ یہ کتابیں ایک سواتی نژاد باشندے نے لکھی ہیں اور تردید کیلئے بھی میاں صاحب جو مدین سوات کا باشندہ اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا۔ سبحان اللہ۔

میاں صاحب عربی، فارسی، اردو، پشتو پر عبور رکھتے ہیں اور شعر وادب سے بھی لگاؤ ہے۔ اپنی زیر نظر کتاب میں خوشحال خان خٹک کے چند اشعار پیش کئے ہیں جو تقریباً شگوفے ہیں اور سمجھنے والے دور تک سمجھ جاتے ہیں۔

جہاں تک اس کتاب کا تعلق ہے تو میاں صاحب اگرچہ ایک خاص نکتے پر لکھنا چاہتے تھے لیکن متبحر عالم کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ کہیں سے کہیں نکل جاتا ہے اور واپس آنا اس کے لئے مشکل ہو جاتا ہے لیکن میاں صاحب میں یہ کمال ہے کہ ایک جست سے اپنے عنوان پر آ سکتے ہیں۔ حضرت پیر باباؒ اور حضرت اخون درویزہ بابا جو میاں صاحب کے جد امجد بھی ہیں ان کا تحفظ فرمایا اس کے علاوہ اس کتاب میں تاریخ عالم، اوراد، وظائف، تصوف، طریقت، آداب اور نہ جانے کیا کیا شامل ہیں اگر اس کتاب کو انسائیکلو پیڈیا (دائرۃ المعارف) کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

دعا ہے کہ میاں صاحب کی یہ خدمت جو دین کی خاطر کرر ہے ہیں رضائے الٰہی کے موجب ثابت ہو۔آمین۔

اور میاں صاحب نے نہ صرف پیر باباؒ اور اخون درویزہ بابا کے خلاف منفی واقعات کو رد کیا بلکہ دنیا بھر کے اولیاء کا خیال رکھا۔ ہزاروں ہیں یا لاکھوں تمام اولیاء ایک ہی شاخ کے پھول ہوتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک آفاقی تالیف ہے نہ کہ طبقاتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اور رسولؐ بھی اس سے خوش ہوئے ہیں کیونکہ نیکی ہے اور نیکی سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔

آخر میں ایک مشورہ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اپنے ہم مسلک، ہم عقیدہ اور ہم خیال دوستوں سے اسی طرح ضرور رابطہ رکھیں۔مشاورت میں برکت ہوتی ہے۔لیکن اگر مطلب پرست لوگ شامل ہو جائیں تو پیلاں بلغزند کے مصداق آدمی دور چلا جاتا ہے۔

زبانی بات کچھ اور ہوتی ہے اور تحریری کچھ اور تحریری بات کا کوئی علاج نہیں ہوسکتا۔وہ پھر ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما بن جاتی ہے جس کا مٹانا ناممکن ہوتا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ میاں صاحب کی یہ تالیف خاص و عام کیلئے مشعل راہ کا کام دے اس میں کسی قسم کی بدنیتی شامل

نہیں اور نہ کسی کی دل آزاری مدنظر ہے۔ عقائد کی بات ہے جس کا جو عقیدہ تھا وہ پیش ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح اور درست عقیدے پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دعاگو

پروفیسر صاحبزادہ لطیف الرحمان پشاور

کلمات ابتدایہ

از قلم سید طاہر بخاری

محقق مؤلف مترجم دانشور

جناب میاں ظاہر شاہ قادری صاحب کو کہنے سننے کی حد تک نہیں بلکہ حقیقت میں ایک عالم، فاضل اور محقق ہیں اور میں دل کی گہرائیوں سے ان کی قدر کرتا ہوں اسی طرح ان کی بے شمار تالیفات اور تصنیفات انؔ کے مداح ہیں۔ یہ سب کتابیں تصوف اور تصوف کی روح پر لکھی گئی ہیں یا حضرات اہل بیت علیہم السلام کی سوانح و کردار وغیرہ پر لکھی ہیں۔ زیر نظر کتاب ''اخون درویزہ بابا'' رحمتہ اللہ علیہ پر تحریر فرمائی اس عالمانہ اور تاریخی کتاب میں باچا صاحب نے وقت کے ایک اہم مسئلے پر قلم اٹھایا ہے۔ وہ حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ کے دینی عقاید، وحدۃ الوجود اور ان کی ''سیاسی زندگی'' یعنی مغلوں سے تعلقات پر زور قلم دکھایا ہے۔ حضرت اخون رحمتہ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی کا نام تو میں نے لے لیا۔ مگر اس کا وجود کوئی بھی ثابت نہیں کرسکتا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے بعض اہل قلم حضرات کہتے ہیں کہ اخون اور ان کے مرشد پاک حضرت سیدنا سید علی پیر بابا صاحب قدس سرہ مغل کے ایجنٹ تھے

میں بذات خود اس الزام کو ایک لایعنی اور بے فائدہ بات سمجھتا ہوں ۔ جناب میاں ظاہر شاہ قادری صاحب نے ایسے الزام لگانے والوں کا منہ بند کرنے کیلئے مدلل اور مؤثر جوابات دیئے ہیں مثلاً حضرت سیدنا سید علی پیر بابا صاحب قدس سرہ نہ محل میں رہے نہ ہی کسی دہلی، لاہور اور آگرہ جیسے بادشاہی شہروں میں دفن ہوئے ۔ دوسری دلیل انہوں نے یہ دی ہے کہ اگرچہ ان کی والدہ ماجدہ رحمتہ اللہ علیہا ایک مغل شہزادی تھیں لیکن یہ امر ہمارے اس دور تک عوام کے مشاہدے میں ہیں کہ حضرت سیدنا سید علی پیر بابا صاحب قدس سرہ شہروں بلکہ آبادی سے بھی دور علاقہ بونیر کے جنگلوں اور پہاڑ کے ایک غار میں رہے ۔ اور نیز کوئی مورخ یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ بابر ہمایون یا اکبر نے اس کی اولاد کو کوئی جاگیر دی ہو ۔ حضرت سیدنا پیر بابا صاحب قدس سرہ کی اولاد کے پاس اگر جائیداد ہے تو وہ دیگر افغان یوسف زئیوں کی طرح مالکانہ ہے اگرچہ اکثر ترمذی سادات کو یوسف زئی پختونوں نے سیرئے کے طور پر زمینیں دی ہیں جناب میاں ظاہر شاہ صاحب کی یہ دلیل بے حد وزنی ہے بہرحال ہمارے بعض اہل قلم دوستوں نے میرے خیال میں غلط جگہ ہاتھ ڈالا ہے جذبات اور طبعاً ہنگامی جذبات کی رو میں بہہ کر وہ نہ علم کی

خدمت کرتے ہیں اور نہ پختونوں کی۔

جناب میاں ظاہر شاہ صاحب نے حضرت پیر رخان کا بھی ذکر کیا ہے حضرت اخون درویزہ اور حضرت پیر روخان کے درمیان عقیدوں کے اختلاف کا بھی ذکر فرمایا ہے یہ بھی ایک عالمانہ بحث ہے اور اس میں شک نہیں کہ ان دونوں بزرگوں کے درمیان وجود یعنی وحدۃ الوجود کے مسئلہ پر احتلاف کا تو سوال ہی پیدانہیں ہوتا۔ کیونکہ حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ خود بھی اسی عقیدہ کے ایک نامی گرامی بزرگ تھے۔ خصوصاً ان کی ایک کتاب ''ارشاد المریدین'' میں تو نہ صرف علمی اور تحقیقی طور پر وحدۃ الوجود پر بحث کی ہے بلکہ وجدانی طور پر یہ مرتبہ ان کو حاصل تھا۔ ویسے اس میں تو کوئی شک نہیں کہ حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ ایک عالم تبحر بلکہ ایک ایسے عالم جو اپنے علم کے مطابق اوامر ونواہی پر عامل بھی تھے۔ اگر حضرت اخون درویزہ نے حضرت پیر روخان پر یہ اعتراض کیا ہو کہ ''صاحب ! تمہارا مرشد نہیں چنانچہ بغیر مرشد کی تعلیمات اور ہدایات کے ایسی باتیں نشر نہ کریں جن کے متعلق مشائخ عظام بے حد احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ تو یہ کوئی بری بات نہ تھی اور حقیقت وجودی حضرات اور تمام اہل سلوک کو معلوم ہوگی۔ کہ پہنچے ہوئے اولیاء اور

بزرگ ایسی باتوں کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ کیونکہ ایسی باتوں سے عوام کو گمراہ ہونے کا خطرہ ہوتا ہے جناب باچا صاحب نے اس مسئلہ اور اسی طرح دوسرے متنازعہ مسائل کی صفائی کی ہے اور ثابت فرمایا ہے کہ حضرت اخون درویزہ ایک بے پناہ بڑے عالم فاضل اور وحدۃ الوجودی صوفی تھے۔ وہ دینی احکام پر سختی سے پابندی کے قائل تھے جبکہ حضرت پیر روخان صاحب رحمتہ اللہ کے بعض کمزور عقائد حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک پسندیدہ نہ تھے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ چونکہ حضرت اخوند حضرت پیر روخان کے مخالف تھے تو خدانخواستہ مغلوں کے ایجنٹ تھے۔ مراد یہ ہے کہ ہمارے بعض اہل قلم کو اپنا قلم ذرا قابو میں رکھنا چاہئے۔ اور خصوصاً حضرت اخون درویزہ یا سیدنا حضرت سید علی پیر بابا قدس سرہ کے متعلق کوئی ایسی بات نہ لکھنی چاہئے جس سے بے ادبی پائی جاتی ہو کم از کم حضرت اخون بابا کی ان خدمات کو یاد رکھنا چاہئے جو انہوں نے پختونوں کے علاوہ پختو زبان کی کی ہے اگر ہمارے بعض اہل قلم جذباتی باتیں نہ تحریر فرماتے تو زیر مطالعہ کتاب میں میرے محترم باچا صاحب خوشحال خٹک کا ذکر نہ کرتے میرے خیال میں اگر مستند اور مدلل تحریر نہ ہو تو ایسے اہل قلم حضرات کسی نازک علمی، تاریخی یا صوفیانہ مسئلے یا

مخفیات پر قلم اٹھانے کی زحمت ہی نہ فرمائیں بس یہی ان کی سب سے بڑی قومی اور دینی خدمت ہوگی۔

آخر میں' میں جناب میاں ظاہر شاہ صاحب کو ایک اچھوتی موضوع پر قلم اٹھانے اور اس کا حق ادا کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں خدا کرے پختون عوام ان کی علمی اور متصوفانہ افکار سے اسی طرح مستفید ہوتی رہے۔

طاہر بخاری

موضع لاہور۔ ضلع صوابی

کچھ مؤلف کے بارے میں

میاں ظاہر شاہ صاحب قادری

از

محمد پرویش شاہین ایم اے اردو

تاریخ پشتو گولڈ میڈلسٹ ریسرچ سکالر رینگورہ سوات

سوات کی حسین وجمیل وادی جو کہ حسین بھی ہے اور رنگین بھی ہے جو اپنی فطری رعنائی کے لئے دنیا بھر میں شہرت رکھتی ہے جو مختلف وقتوں میں مختلف مذاہب ، مسالک اور تہذیبوں کا گہوارہ رہ چکی ہے اگر ایک طرف یہ سرزمین اپنی قدرتی رعنائی ، سبزہ زاروں ، مرغزاروں ، بلند و بالا کہساروں ، برف خوش پہاڑوں ، بہتی ندی نالیوں ، گنگناتے دریاؤں آبشاروں ، گھنے جنگلوں ، وافر پھل ، پھول ، لہلہاتی فصلوں اور بھرے کھیت کھلیانوں کے لئے مشہور ہے تو دوسری طرف یہ سرزمین اپنی گوناگوں تہذیبی اور تمدنی خصوصیات کی وجہ سے سیاحوں ، ماہرین اراضیات ماہرین بشریات ، ماہرین اثاریات ، ماہرین نباتات کے لئے بھی ریسرچ فیلڈ کی ایک شاندار حیثیت رکھتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس وادی میں ہر موسم اور ہر وقت میں

بیرونی عالم مختلف کاموں میں لگے ہوئے نظر آ رہے ہیں اور مختلف فیلڈوں میں اپنے اپنے تخلیقی کام میں مصروف نظر آتے ہیں۔

سوات مذہب کے لحاظ سے کچھ عجیب وغریب وادی رہ چکی ہے جب بھی یہاں کے باسیوں نے کوئی نیا مذہب قبول کرلیا ہے تو پھر ایسے شدومد کے ساتھ قبول کرلیا ہے کہ گویا یہی مذہب ان ہی کے ہاں پیدا ہوا ہے جس کی ترقی وترویج کے لئے انہوں نے خون پسینہ ایک کرلیا ہے اور یوں یہ مذہب اپنے آپ تک محدود بھی نہیں رکھا ہے بلکہ اسے دور دور کے علاقوں اور ملکوں کو برآمد بھی کرلیا ہے۔

جب خدا کا آخری دین، اسلام جو کہ ایک نور ہے ہدایت ہے اسی وادی میں غزنویوں کے عہد میں آ پہنچا تو پھر یہ سوات ہی کے باسی تھے جنہوں نے اسی دین مبین کو کشمیر، داریل، تانگیر، چیلاس، انڈس کوہستان، سوات کوہستان اور دیر کوہستان تک پہنچایا پھر ان میں خود ایسے ایسے بڑے موحد، مرشد اور عالم بھی پیدا ہوئے کہ جن کی شہرت سرزمین سوات سے نکل کر دور دور کے ملکوں ہندوستان، شام اور عراق تک پہنچ گئی۔

سوات کی اس حسین وجمیل سرزمین میں وادی مدین

ایک دلکش اور دلکش وادی ہے جو اگر ایک طرف اپنے فطری حسن و جمال کے لئے شہرت رکھتی ہے تو دوسری طرف یہ وادی اوپر کے علاقوں کے لئے اسلام کا دروازہ ثابت ہو چکا ہے کیونکہ اسی مدین کو مرکز قرار دے کر مختلف علاقوں میں اسلام کا نور پھیلانے کے لئے ایک جہادی مرکز قائم کر لیا گیا اور یہی وجہ ہے کہ اس وادی کی بابرکت اور مخلصانہ کوششوں کی وجہ سے کوہستانیات میں اسلام کا شمع فروزاں ہے۔

بظاہر اگر وادی مدین حسین بھی ہے رنگین بھی اور جمیل بھی ہے لیکن علمی سہولیات کی نظر سے دیکھا جائے تو یہاں وہ آسانیاں اور سہولتیں بالکل مفقود ہیں جو کسی لکھاری، محقق اور عالم کو مہیا ہونی چاہئے کیونکہ علمی اور تحقیقی کاموں کیلئے یہ سہولیات بڑی ناگزیر ہوتی ہیں اور ان کی عدم موجودگی میں تحقیقی کام کا بروقت اور احسن طریقہ سے سرانجام دینا نہایت مشکل ہوتا ہے۔

لیکن جہاں تک میرا اپنا خیال اور تجربہ ہے کہ علم و عرفان کا شوق، جذبہ، لگن اور اسے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ایک غیبی طاقت کا مرہون منت ہوتا ہے اور اس بے سروسامانی کے باوجود قدرت ان پہاڑوں کے اندر بعض شخصیات سے ایسے ایسے کام کراتی ہے جو بعض اوقات بے پناہ سہولیات

رکھنے کے باوجود کوئی بندہ نہیں کرسکتا۔

مدین کی اس مردم خیز مٹی کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے کہ یہاں ایک ایسے سپوت نے جنم لیا ہے جو کہ تمام بے سرو سامانی کے باوجود، علمی، تحقیقی اور روحانی دنیا میں وہ وہ کام سرانجام دے چکے ہیں اور دے رہے ہیں اور اتنے مختصر وقت میں دے چکے ہیں کہ اقبال دنگ رہ جاتا ہے کہ کچھ بھی نہ رکھنے کے باوجود یہ اتنا ڈھیر سارا کام کیسے ہوا اور پھر اس میں بھی ایک اور مشکل مرحلہ یہ بھی ہے کہ اگر ایک طرف کوئی بیٹھ کر اپنے خون پسینے کو ایک کر کے کچھ کام کرے اور پھر وہ فائلوں میں بند رہ کر بند ہی رہ جائے اور کسی کو اس سے کوئی بھی فائدہ نہ پہنچے لیکن تعجب کے ساتھ ساتھ خوشی کی بات یہ بھی ہے کہ مدین کے اسی سپوت نے اپنا یہ سارا تحقیقی کام فائلوں میں بند نہ رکھ سکا بلکہ اسے بروقت چھپوا کر قارئین اور تشنہ گان علم کے سامنے رکھ دیا۔ اس پر کتنی دولت اٹھی ہوگی اور اس کے لئے ان سپوت نے کیا کیا کچھ کیا ہوگا۔ اس کا اندازہ صرف اور صرف وہ کوئی لگا سکتا ہے جو اس میدان کے خود شہسوار ہو اور ان تمام مصائب، تکالیف اور دوڑ دھوپ سے آشنا ہو۔ اس لئے تو میں عرض کر رہا ہوں کہ اس قسم کے کام کے لئے غیبی طاقت مدد کر رہی ہوتی ہے۔

وادی مدین کی اس عالم ، فاضل ، محقق کا نام میاں ظاہر شاہ ہے جو کہ علم ، عرفان تعلیم و تربیت ، تالیف وتصنیف ، تراجم کے علاوہ روحانی دنیا کے سلسلہ میں بھی رشد و ہدایت کے کام میں مصروف بہ عمل ہیں اور ان سارے کاموں کو بیک وقت بہ نفس نفیس بلا روک ٹھوک بروقت پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں میں تو سوات کے پہاڑوں کے اس اصلی زمرد کی زندگی ، جدوجہد اور ان تمام مشاغل کو دیکھ کر حیران ہو جاتا ہوں اور اس لئے بار بار یہی کہتا چلا آ رہا ہوں کہ کوئی غیبی طاقت ان کی حوصلہ ، لگن جذبہ ، شعور اور جلا بخشی ہے اور اسی طاقت ہی نے میاں ظاہر شاہ کو پیر طریقت اور میاں ظاہر شاہ قادری جیسے بابرکت نام سے نوازا ہے۔

میں ذاتی طور پر میاں صاحب کو گذشتہ تیس سالوں سے جانتا ہوں اور چونکہ میرا تعلق بھی لکھاری قبیلہ سے ہے لیکن جو جو کام میں چاہنے کے باوجود تا حال نہ کر سکا اور کئی کئی سال گزرنے کے باوجود نہ کر سکا دوسری طرف میاں صاحب ہیں کہ آج کسی کام کرنے کا ارادہ کرلیا اور کل ہی اسے پایہ تکمیل تک پہنچا دیا یہی وجہ ہے کہ بہت تھوڑی عمر میں پینتالیس کتابیں چھپی ہوئی شکل میں قارئین تک پہنچا دیں اور کتاب وہ اچھی ہوتی ہے جسے قارئین پسند کرے ، خریدے اور پڑھے اس

بارے میں میاں صاحب ایک دلعزیز مصنف ہیں کہ جونہی کتاب مارکیٹ میں آئی، ہاتھوں ہاتھ لے لی گئی اور بک گئی اور تھوڑے عرصے کے بعد قارئین بسیار تلاش کے باوجود اسے حاصل نہیں کر سکتے یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ ایک دوسرے سے اس کی فوٹو کاپیاں بنواتے ہیں اور یا مستعار لے کر پڑھتے ہیں۔

میاں صاحب کی بعض آراء سے قارئین اختلاف بھی کر سکتے ہیں لیکن یہ اختلاف علمی دنیا میں کوئی نئی چیز نہیں۔ یہ ہمیشہ سے ہوتا آرہا ہے لیکن ایک اختلاف ٹھوس علمی بنیادوں پر کی جاتی ہے اس قسم کے اختلاف کو علمی دنیا میں بڑی وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے لیکن دوسرا اختلاف اختلاف برائے اختلاف ہوتا ہے جو کہ بغض، حسد اور ایک دوسرے کی ٹانگ پکڑنے کے لئے کی جاتی ہے اس قسم کا اختلاف وقتی طور پر شور، شرابا اور یہ اچھا وہ اچھا تو پیدا کر سکتا ہے لیکن بعد میں اس قسم کے اختلافات کے غبارے سے ہوا نکل جاتی ہے کیونکہ کسی ایک تحقیقی کتاب پر تنقیدی نظر ڈالنے کے لئے سینکڑوں مستند کتابیں پڑھنا پڑتی ہے اور اکثر ناقدین اس خوبی سے مبرا ہوتے ہیں اور لکھے پڑھے اور تحقیق و تنقید کے اصولوں اور اداب سے بے خبر میدان میں کود پڑتے ہیں جس کی وجہ سے وہ

مصنف کا نہیں اپنا امیج خراب کر دیتے ہیں۔

یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میاں صاحب قادری اپنے مواد کی تلاش میں کہاں کہاں پہنچتے ہیں کتنا وقت، طاقت اور دولت خرچ کرتے ہیں اور ہاں میں ان کا مطالعہ کے زور اور رغبت سے بھی آگاہ ہوں کہ وہ اس کے لئے اتنی مصروفیات کے باوجود وقت کیسے نکالتے ہیں کتنا نکالتے ہیں اور کون کون سے مراحل طے کرتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان خطا کا پتلا ہے اور اس کے کاموں میں کوئی نہ کوئی بھول ضرور ہوتا ہے لیکن معاملہ اخلاص اور خلوص، مطالعہ، لگن، جذبہ، محنت اور صحیح اور غلط کے ادراک کا ہے اور میاں صاحب اس بارے میں اپنے علم کے مطابق پورے خلوص اور انہماک سے کام کرتے ہیں۔

میاں صاحب جو کچھ خود لکھتے ہیں تو پوری سند اور دلیل کیساتھ لکھتے ہیں اور جب دوسروں پر اصلاح کی نیت اور غرض سے تنقید کرتے ہیں تو بھی سند، دلیل اور برہان کے ساتھ ان کی بات کو رد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اب قاری اور محقق کا فریضہ بنتا ہے کہ ان دو حضرات کے درمیان عدل و انصاف کا فیصلہ کر سکے اور اپنی جچی تلی رائے اصول، سند، دلیل، ماحول، حوالوں اور واقعات کی روشنی میں اپنی مدلل

رائے پیش کر سکے۔

کیونکہ ان سب کچھ کا تعلق ہمارے مذہب ، ہماری تاریخ اور ہمارے کلچر سے ہے اور دنیا کا کوئی بھی فرد اور بشر اپنے مذہب ،تاریخ اور کلچر کو غلط بیانی اور مبالغہ اخیری کی نذر کرنا نہیں چاہتا اور ان سب کا دامن صاف اور شفاف رکھنے کا متمنی ہوتا ہے اور اس میں کسی بھی قسم کی ملاوٹ کرنے کو تیار نہیں ہوتا کیونکہ افراد آتے جاتے ہیں مذہب اور تاریخ باقی رہ جاتی ہے جو آئندہ نسلوں کے لئے ایک مشعل راہ کا کام کرتی ہے اس میں ان کا عروج بھی ہوتا ہے اور زوال بھی ہوتا ہے۔

اگر کسی وقت میں دانستہ طور پر کوئی غلط کام کیا جائے اور پھر اسی کام کو کتابی شکل دے دی جائے اور سامنے لائی جائے تو یہ پھر اسی ایک وقت کی بات نہیں ہوتی بلکہ عرصہ دراز تک وجہ تنازعہ بن جاتا ہے۔ اور ایک لمبے عرصے تک اس کے جواب در جواب میں بہت بڑا وقت بھی ضائع ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اس سے دلوں میں نفرت، کدورت پیدا ہو جاتی ہے اور آخر کار ایک علمی کام میدان کارزار بن جاتا ہے۔

اس لئے کوشش یہ ہونی چاہئے کہ کوئی بھی علمی اور تحریری کام ،خراب نیت ابنائیت ،اور غیر یت اور پسند و ناپسند

کی نظر سے نہ کیا جائے اور اگر ایسا کر لیا جائے تو پھر اس کو علمی ، تحقیقی اور اصلاحی کام نہیں کہا جا سکتا اس قسم کے کام کو پھر پروپیگنڈہ کام کا نام دیا جاتا ہے۔

میاں صاحب جو کہ ایک اچھے مؤلف ، مترجم ، مصنف اور محقق ہیں اپنے تحقیقی کاموں کے لئے ایک اچھی اور بھرپور لائبریری رکھتے ہیں جو اس قسم کے کاموں کے لئے نہایت ضروری ہوتی ہے مطالعے کے بڑے رسیا اور حافظے کے لحاظ سے بڑے تیز واقع ہوئے ہیں ہمت کے دھنی ہیں اور ایک نہ تھکنے والے انسان ہیں ۔ ہر وقت لکھنے پڑھنے میں مصروف رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حافظہ میں یادداشت کا ایک انبار جمع کر چکے ہیں معمولی معمولی کام کے لئے لمبے لمبے ہاتھ ڈالتے ہیں اور اپنی کہی ہوئی بات کو مضبوط اور مستند بنانے کے لئے کئی کئی دلائل ، حوالے اور سند پیش کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے کام میں پڑھنے والوں کو بہت کچھ میسر آجاتا ہے۔ یہ میاں صاحب کی محنت اور لگن ہی کا جذبہ اور اثر ہے کہ ان کی کتابیں قارئین میں پسند کی جاتی ہیں خریدی جاتی ہیں اور پڑھی جاتی ہیں۔ اور یہی ایک مصنف کی مستند ہونے کی بڑی دلیل ہوتی ہے۔

میاں صاحب بذات خود ایک سیدھے سادھے ، بے

عیب اور بے ضرر انسان ہیں اتنے بڑے کام کے باوجود نہ بے جا شملہ اُونچا کرنے کی کوشش کرتے ہیں نہ اپنے کام کا خود پروپیگنڈہ کرتے ہیں نہ بہتر اور کہتر کے مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور نہ مستند ہے میرا فرمایا ہوا کا نقارہ بجاتے ہیں بلکہ کام کام اور کام ہی کر جاتے ہیں اور نتیجہ قارئین پر چھوڑ جاتے ہیں اور اگر محققین دلائل وبراہین کی روشنی میں کوئی اچھا، ٹھوس اور تحقیقی نتیجہ سامنے لاسکیں تو میاں صاحب اس کی قبولیت کے لئے ہر وقت اور ہر دم تیار رہا کرتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے قبول کرتے ہیں۔

یہ ہماری بدقسمتی اور بدقسمتی کیا ایک قسم کی نا اہلی ہے۔ حسد ہے، بغض ہے اور ناقدری ہے کہ ہم اپنے لکھاریوں، مصنفوں، دانشوروں اور محققین کی زندگی میں قدر نہیں کرتے ان کی ساری جدوجہد، محنت، ہمت اور مصائب وتکالیف اٹھانا تو ہماری بقا، دانش اور بہتر زندگی گذارنے کے لئے ہوتا ہے کیونکہ اچھے اچھے دانشور روز' روز پیدا نہیں ہوتے تصنیف و تالیف اور تحقیق کا کام جان جوکوں میں ڈالنے والا کام ہے اس میں آدمی کی پوری زندگی صرف ہو جاتی ہے اور وہ بھی تھکاوٹوں سے بھری ہوئی زندگی ہوتی ہے۔

بیدار اور ہوشیار اقوام وہ ہوتی ہیں جو ہر وقت اپنے

دانشوروں کی قدر کریں ان کو سہولیات مہیا کریں اور ان کو روزگار کی فکر سے آزاد کردیں تاکہ وہ یکسو ہوکر اپنے کام میں مگن ہو سکے۔

لیکن دوسری طرف ہمارے دانشور اور محقق میاں ظاہر شاہ صاحب قادری ہیں جن کو کسی بھی قسم کی سہولت میسر اور مہیا نہیں ہے سوات کے پہاڑوں میں بیٹھے ہوئے خون پسینہ کی کمائی کتب کی نذر کر کے ہمارے لئے بہت کچھ اور سب کچھ کر رہے ہیں اور مسلسل کر رہے ہیں اور آج کل کتاب کا لکھنا اور چھپوانا یقینا ایک نہایت ہی مشکل کام ہے لیکن وہ یہ مشکل کر کے دکھاتے ہیں تو کیا اس ملک کے ایک شہری کے ناطے حکومت کے مختلف اداروں کا یہ فرض عین نہیں بنتا کہ میاں صاحب کی کتابیں اپنے اپنے اداروں کے کتب خانوں کے لئے خریدنے کے احکامات جاری کردے تاکہ ہمارا یہ دانشور آگے آسانی کے ساتھ اور بروقت مزید کام کر سکے میں ذاتی طور پر میاں صاحب کے جذبے، لگن، مطالعے اور جدوجہد کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

احترام کے ساتھ۔

محمد پرویش شاہین
سکندر قلعہ منگلور سوات

فون ۰۹۳۶۔۷۳۰۴۸۹

بسم اللہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

از

حضرت العلامہ مفتی خلیل الرحمان گلوزی پشاور

اللہ تبارک وتعالی نے انبیاء علیہم الصلواۃ والسلام کے بعد دنیا میں کچھ لوگ ایسے پیدا فرمائے ہیں جنہیں اصطلاح شرع شریف میں اولیاء اللہ کہا جاتا ہے یہ حقیقت ہے کہ اولیاء اللہ کا مقام عام لوگوں سے بہت زیادہ ارفع و بالا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ لذات دنیاوی طلب جاہ مال وغیرہ یکسر ترک فرما دیتے ہیں ان کا مقصد صرف اور صرف قرب الہی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اس کے لئے وہ اپنے نفس امارہ کو زندہ درگور کرنے کیلئے اس کے ساتھ ہمہ وقت برسر پیکار رہتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہیں سب سے بڑا جہاد (رَجَعْنَا اِلیٰ الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ) حدیث شریف مشہور ہے۔

شعر:۔

نہنگ و اژدہا شیر نرمارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

اپنے نفس امارہ پر قابو پانے کے بعد اللہ تعالی انہیں نفس امارہ کی شرارتوں سے محفوظ فرما دیتا ہے اور یہ پاکباز

(مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا نمونہ بن جاتے ہیں)

یہ حضرات اپنے مجاہدات اور ریاضات کے دوران دنیا والوں سے بہت دور جنگلوں پہاڑوں ویرانوں میں جاکر بسیرا کر لیتے ہیں تاکہ انہیں اپنے مالک حقیقی سے حصول ثواب کے لئے پوری یکسوئی میسر آسکے یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر سختی سے عمل پیرا رہتے ہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر حصول ثواب ورضائے الٰہی کا حصول ناممکن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ۔ الایہ۔ یعنی آپ فرمائے کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرتے تو تو میری اتباع کرو۔ الخ۔)

شعر:۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

یہ مردان خدا اتباع سنت کے ساتھ ساتھ اپنے پیرو مرشد کے حکم سے سالہا سال ان ویرانوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر میں مشغول رہتے ہیں اور دنیا سے سروکار نہ رکھتے ہوئے نہایت پرسکون اطمینان سے وقت گذارتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے (اَلَاْ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ) خبردار اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان اور سکون

میسر ہوتا ہے۔

یہ اولیاءؒ جب اپنی عبادات مجاہدات اور طلب صادق کے ذریعے دائرہ قرب الٰہی میں پہنچتے ہیں تو پھر رب کائنات اپنی عنایات کے دروازے ان نفوس ذکیہ پر کھول دیتا ہے۔ جیسے کہ حدیث قدسی ہے روح البیان میں ہے فَیَکُوْنَ اللّٰہَ تعالیٰ ھُوَالسَّمْعَ وَالابصَارَ ھُمْ وَالسِنتھُمْ کَمَا قال اللّٰہ تعالیٰ ۔فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہٗ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِہٖ وَرِجْلَہُ الَّذِیْ یَمْشِیْ بِھَاوَاِنْ سَئَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ ۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۸۹ روح البیان جلد ۳ صفحہ ۲۷۶۔

ترجمہ :۔ پس میں اپنے ولی کے کان بن جاتا ہوں جسے وہ سنتا ہے اور میں اپنے ولی کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر میرا ولی مجھ سے کچھ مانگے تو میں اسے ضرور عطا کر دیتا ہوں۔

اَللّٰہُ تبارک و تعالیٰ وَحدہٗ لاَ شَرِیکَ لَہٗ لاَ مِثْلَ لہ ولا مِثالَ لہٗ (لیس کمثلہ شیئی وھو السمیع البصیر) اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے

اس کے مثل کوئی چیز نہیں حدیث قدسی میں رب ذوالجلال نے فرمایا کہ میں اپنے ولی کے کان آنکھ ہاتھ پیر بن جاتا ہوں جبکہ یہ صفات مخلوق کی ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اسے پاک ومنزہ ہے تو حدیث شریف کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے کو ایسی طاقت اور قدرت عطا فرماتا ہے جو کہ خدائی طاقت ہوتی ہے اور وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوتی۔

شعر:۔ تیر جستہ باز گرداند زراہ اور فرماتے ہیں۔

شعر:۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(مثنوی شریف)

جب یہ حضرات کامیاب و کامران ہوکر اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر رب ذوالجلال انہیں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے رشد و ہدایت کے لئے اعلیٰ مناصب پر فائز فرما دیتا ہے جو درحقیقت وارث انبیاء ہیں اور یہی حضرات و علماء ہیں جو ظاہری باطنی علوم سے مالا مال ہیں اور جن کے بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل) صفحہ ۲۵۵ جلد نمبر ۳ تفسیر روح البیان۔ یعنی میری

امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی مانند ہیں۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے (اَلشَّیخ فِی قَومِه کا لنَّبِیِّ فِی اُمَّتِه) صفحہ ۴۶۶ جلد ۳ روح البیان یعنی شیخ اپنی قوم میں مثل نبی امت امت میں ہوتا ہے۔ مثنوی شریف میں رومی فرماتے ہیں۔

شعر:۔

گفت پیغمبر کہ شیخی رفتہ پیش
چوں نبی باشد میان قوم خویش

یہ اولیاء اللہ دنیا کے ہر ملک میں اشاعت اسلام اور کفر و شرک کی بیخ کنی میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں ان حضرات کو نہ مال وزکواۃ کی لالچ اور نہ جاہ وجلال کی خواہش ہوتی ہے اور نہ کسی کا خوف (وَلَا یَخَافُوْن لَوْمَةَ لَائِم) کسی معاند مخالف سے نہ ڈرتے ہیں نہ ان کی پرواہ کرتے ہیں کیونکہ ان کے معاملات اور رابطہ مالک حقیقی سے استوار رہتا ہے جو بہت طاقت والا اور غالب ہے
(اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ)

مشاہیر اولیاء اللہ:۔ ان ہی گروہ اولیاء میں سے چند مشاہیر اولیاء کرام صوبہ سرحد اور نواحی علاقوں میں اپنا فریضہ ادا کرنے کیلئے دوسرے ممالک سے تشریف لائے ہیں کیونکہ

آج سے تین چار سو سال قبل پشاور۔ شبقدر، علاقہ یوسفزئی، بونیر، دیر، سوات، کوہستان وغیرہ یہ سب علاقے کفر و شرک، بدھ مت، ہندو مت سے اٹے پڑے تھے اور کہیں کہیں سکھ راجے اور مہاراجے برسر اقتدار تھے ان حالات میں ان علاقوں میں رشد و ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ کے خاص بندے (اولیاء اللہ) پہنچے جن میں سے چند اولیاء اللہ حضرات کے نام یہ ہیں۔

حضرت شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ، حضرت سید حسن رحمتہ اللہ علیہ پشاور، حضرت میاں محمد عمر (چمکنی) رحمتہ اللہ علیہ حضرت سید عبدالوہاب (پنجو) رحمتہ اللہ علیہ۔ حضرت سفان بن محبق ھذلی رضی اللہ عنہ المعروف بہ اصحاب بابا چغرمٹی) ، حضرت غوث الزمان عبدالغفور رحمتہ اللہ علیہ (سوات)، حضرت علی غواص ترمذی المعروف بہ پیر بابا رحمتہ اللہ (بونیر)، حضرت شلمان باباجی رحمتہ اللہ علیہ (لنڈیکوتل) حضرت شیخ حافظ غلام محمد (المعروف بہ حافظ بدھائی) رحمتہ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ (مانکی شریف)، حضرت شیخ رحمکار رحمتہ اللہ علیہ، حضرت اخون درویزہ ننگرہاری رحمتہ اللہ علیہ۔

یہ وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جنہوں نے دین اسلام کی

اشاعت کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں جس علاقے میں کفر وشرک کی تاریکی دیکھتے وہاں پہنچ کر دین حق کی شمع روشن فرماتے لوگوں کو اللہ و رسول کی طرف بلاتے جہاں علوم ظاہری کی ضرورت ہوتی وہاں اسی سے رشد وہدایت فرماتے جہاں علم و باطن کی ضرورت پڑتی وہاں اپنی خداداد باطنی روحانی طاقت سے مخلوق خدا کو راہ راست پر لاتے غرضیکہ ان نفوس ذکیہ محبوبان خدا کی مساعی جمیلہ سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں گم گشتگان راہ حق راہ راست پر آئے اور واصل بخدا ہوئے ان برگزیدگان خدا کا یہ معمول رہا ہے کہ کفر وشرک میں مبتلا لوگوں کو اسلامی تبلیغ کی بدولت راہ راست پر لگاتے اور اگر کوئی دشمن اسلام یا ملحد ان کے ساتھ مقابلہ یا مناظرہ کرتا تو یہ مقبولان حق فوراً وہاں پہنچ کر اس کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے اور پھر نتیجہ وہی ہوتا جو ساحران موسیٰ علیہ الصلواۃ والسلام کا ہوا تھا ان اولیاء کرام نے اپنے اپنے وقت میں جہاں ضرورت محسوس کی وہاں جاکر بھرپور طریقے سے دین اسلام کی خدمت فرمائی۔

شعر:۔

نگاہ ولی میں یہ تاثر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ان کے مخلوق خدا کو رشد و ہدایت کے کارناموں سے لاتعداد کتابیں مزین ہیں یوں تو دین اسلام کی خدمت اور اشاعت کے سلسلے میں جو صعوبتیں اور تکالیف ان پاکبازان ملت اسلامیہ کو درپیش آئی ہیں وہ تاریخ کی اکثر کتابوں میں ثبت ہیں لیکن شیخ المشائخ حضرت سید علی غواص ترمذی المعروف (پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ) اور فخر العلماء حضرت اخون درویزہ بابا رحمتہ اللہ علیہ کا دور نہایت پرفتن اور پرآشوب دور تھا۔ حضرت پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ۹۰۸ھ ہجری میں ہوئی اور وفات ۹۹۱ھ ہجری میں ہوئی آپ بڑے عالم فاضل انسان تھے جامع شریعت وطریقت تھے بڑے بڑے علماء سے ان کے مناظرے اور مجادلے ہوتے رہتے اس زمانے میں دشمنان اسلام کے ہتھکنڈے تو ایک طرف خاص کر اسلامی معاشرے میں جعلی پیروں کی بھرمار تھی جو اکثر ملحدانہ عقائد اور تناسخ اواگون جادو ٹونے وغیرہ کی پرچار عوام میں کیا کرتے۔ یوں تو ان گمراہوں کے سحر باطل کو توڑنے کے لئے پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ کو ہوئے بایزید انصاری کو حضرت پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ نے پیر تاریک کا نام دیا اور اس کے پیروکاروں کو (تاریکی) کہا جانے لگا۔

بایزید انصاری کے علاوہ بھی بہت سے جعلی پیر لوگوں کو

بشدت گمراہ کرنے میں مصروف تھے۔ جس میں سے ۔ پیر پہلوان جو خراسان سے آ کر چکدرہ میں مقیم تھا اور رافضی عقیدے کا حامل تھا۔ لال شہباز قلندر ۔ موضع لنگر میں مقیم تھا بھنگ پینے والا انسان تھا اس نے علاقہ ڈھوک پر حملہ کیا اس جنگ میں مارا گیا جہاں اس کو دفن کیا گیا اس جگہ کا نام شہباز گڑھ پڑ گیا۔ پیر طیب مدعی ولایت تھا یہ شخص عقیدہ تناسخ کا قائل تھا۔۴۔ پیر ولی بڑیچی یہ بھی عقیدہ تناسخ کا قائل تھا۔۵۔ ملا میروان کا عقیدہ تھا کہ رب العزت ایک وسیع مکان میں انسان کی صورت میں متشکل ہو کر تخت پر جلوہ افروز ہے۔۶۔ شیخ میران صواتی علم غیب کا مدعی تھا اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) اپنی خدائی کے اختیارات و تصرفات مجھے بتلاتا رہتا ہے۔۷۔ شیخ میرداد خیل ۔ نت نئے عجیب و غریب دعوے کیا کرتا تھا وہ کہتا تھا میرے سابقہ کبیر گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیئے اور آئندہ بھی معاف کرتا رہے گا۔

۸۔ ملا رکن الدین ۔ یہ شخص بدعقیدگی میں حد سے بڑھ گیا تھا اور ملحدانہ حدوں کو چھوتا تھا۔ ۹۔ ملا عبدالرحمان یہ ہندوستان سے وارد ہوا تھا یہ بعث ثانی احوال قیامت کا منکر تھا۔ ۱۰۔ زڑی خان یہ بھی پیر تھا تارک صوم وصلوۃ اور آزاد منش انسان تھا۔ غرضیکہ مصنف (حیات پیر باباؒ) نے اس قسم کے ۳۲

سے زائد پیروں کا ذکر کیا ہے جو سب کے سب بدعقیدہ ملحد اور
خودساختہ پیر تھے یہ تھا اس عہد کے خودساختہ پیروں کا حال
لیکن اس قسم کے تمام پیروں کا سرغنہ وہ شخص تھا جو اپنے کو پیر
روشن کہا کرتا تھا لیکن حضرت شیخ المشائخ سید علی غواص رحمتہ
اللہ علیہ المعروف پیر باباؒ نے اس کو پیر تاریک کا نام دیا تھا۔
جس کا تھوڑا سا حال درج ذیل ہے۔

یوں تو حضرت پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ سید علی ترمذیؒ اور
حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے ارادتمندوں کو
بہت سے بدعقیدے مدعیان ولایت سے مقابلے اور
مناظرے کرنے پڑے تھے تاہم ان کی یادگار معرکے وہ تھے
جو بایزید انصاری (پیر تاریک) اور ان کے ساتھیوں سے
ہوئے صفحہ ۱۳۳ حیات پیر باباؒ بایزید انصاری (پیر تاریکے)
وزیرستان کے مقام کانی گرام کے ارمڑ قبیلہ کا چشم و چراغ تھا
اس کے والد کا نام قاضی عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ
تھا۔ اس کا سال ولادت ۱۵۲۵ء ہے یہ ان دنوں پیدا ہوا تھا
جب بابر نے دہلی پر حملہ کیا تھا پیر تاریکے ملحدانہ عقائد کا حامل
تھا۔ اس نے علم حاصل نہیں کیا تھا۔ وہ اپنے آپ کو ہادی اور
رہنما کہتا تھا وہ کہتا تھا مجھے الہام ہوتا ہے۔ وہ کہتا تھا خلق منافق
ہیں۔ صفحہ ۱۴۳ حیات پیر باباؒ۔ تاریکے اپنے مریدوں کے حلقہ

میں بسا اوقات (نبی) ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا کرتا۔ وہ اصل میں اپنی نئی شریعت رائج کرنے کے در پے تھا۔

بایزید (تاریکے) کے پاس ایک مہر تھی جس پر یہ عبارت کندہ تھی۔ سبحانک الملک الباری۔ جدا کرد عالم نوری از ناری۔ بایزید انصاری) دوسری مہر تھی جس پر یہ عبارت نقش تھی۔ بایزید مسکین ہادی المضلین بایزید۔ پیر تاریک نے اپنے عقیدتمندوں مریدوں کو قتل و غارت لوٹ مار اور بدکاری کی بھی اجازت دے رکھی تھی یہ لوگ بزرگوں ائمہ دین کے متعلق بڑی بے باکی اور گستاخی سے باتیں کرتے۔ یہ لوگ بعث بعد الموت کے بھی منکر تھے اور کہتے کہ اس جسم کو جس قدر ناز و نعمت میں رکھو اچھا ہے ان کے خیال میں انسان مرنے کے بعد دوسری صورت میں جنم لیتا ہے نہ حساب ہے نہ کتاب نہ دوزخ ہے نہ جنت یہی دنیا۔ دنیا بھی ہے اور آخرت بھی۔ زندگی کے جتنے مزے لوٹ سکتے ہو لوٹو۔ اس پیر روشن (تاریکی) نے ایک عورت کو جس کا نام قاشی تھا اپنا خلیفہ بنا کر تبلیغ پر مامور کر رکھا تھا اصل میں یہ نوجوانوں اور فاسقوں کو جال میں پھنسانے کا ذریعہ تھی۔ پورا قصہ (حیات پیر باباؒ) میں ہے۔ بہر حال اس پرفتن دور میں کئی ایسے نام نہاد خود ساختہ جعلی پیروں کے ساتھ جو بدعقیدہ اور ملحد تھے حضرت شیخ المشائخ

سید علی غواص المعروف (پیر باباؒ) اور حضرت العلامہ اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ نے مناظرے اور مقابلے کئے لیکن ہمیشہ جیت حق کی رہی اور ان جعلی پیروں کو منہ کی کھانی پڑی ۔ بارہا ایسا ہوتا کہ پیر بابا ایسے گمراہوں کا مناظرہ اور مجادلہ حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد فرماتے یوں تو حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ ہر گمراہ کے ساتھ مناظرہ اور مقابلہ کرنے کے لئے خود پہنچ جایا کرتے اور اس گمراہ کو شکست فاش ہوتی نتیجتاً یا تو وہ راہ سنت پر آجاتا یا پھر کہیں بھاگ جاتا ۔ لیکن پیر تاریک (خود ساختہ پیر روشن) ایک ایسا شخص تھا جو کئی بار حضرت اخون درویزہ بابا رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھوں شکست فاش کھایا لیکن وہ راہ راست پر نہ آیا ۔ سچ ہے (مَنْ یُضلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ) اللہ تعالیٰ جسے گمراہ کردے تو اسے راہ راست پر کون لائے) تذکرہ علماء و مشائخ سرحد میں ہے کہ حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ نے تین بار اس پیر تاریک سے مناظرہ کیا ہر بار اس نے شکست کھائی آخر کار چوتھی بار فیصلہ کن مناظرہ مباحثہ کیلئے اسے بلایا گیا تو وہ سامنے نہ آیا ۔ اور آتا بھی کیسے حضرت پیر باباؒ رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس خدائی طاقت تھی اور پیر تاریک کے پاس طاغوتی اور شیطانی طاقت تھی ۔

۔ا

حضرت العلامہ اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ جید عالم جامع المعقول والمنقول تھے ولی کامل تھے صاحب خوارق و کرامات تھے ماحی البدعت محی السنتہ تھے۔ مبلغ اسلام تھے اپنی زندگی خدمت دین اسلام کیلئے وقف کر چکے تھے ہمیشہ ملحدوں زندیقوں جعلی پیروں کے ساتھ برسرپیکار رہتے تھے۔

جناب محمد شفیع صابر صاحب ایم اے انگریزی ہیں اور ساتھ ہی فارسی، عربی، پشتو، ہندو ادبیات کے فاضل بھی ہیں اپنی کتاب (حیات پیر بابا) میں صفحہ ۱۲۷ پر لکھتے ہیں۔ حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ کما حقہ ادا کیا انہوں نے قاشقار (چترال) کشمیر اور دوسرے دور و دراز مقامات کے دورے کئے اور وہاں کے علماء صلحاء فقراء سے استفادہ کیا جب واپس اپنے شیخ گرامی (پیر باباؒ) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حضرت اخون درویزہؒ کو چاروں سلسلوں میں انہیں ماذون اور خلیفہ بنایا۔ ماذون اور صاحب اجازت ہونے کے بعد انہوں نے عامتہ المسلمین کی اصلاح کی کوششوں کو تیز تر کر دیں جیسے کہ بتایا جا چکا ہے کہ وہ دور دینی اعتبار سے بڑی ابتری کا دور تھا جو بھی اٹھتا اپنے بھونڈے عقیدوں کا ڈھنڈورا پیٹتا۔ اکثر لوگ شرک و بدعت اور غیر اسلامی عقائد اختیار کر چکے تھے ہر طرف بے

عمل علماء نام نہاد صوفی اور اباحتی پیروں کی بھرمار تھی وہ لوگ محض دنیوی فوائد کے لئے لوگوں کو اپنے شعبدہ بازیوں سے گمراہ کرنے میں مصروف تھے ایسے میں حضرت اخون درویزہؒ نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر ان ملحدوں اور منکران دین کے خلاف آخری دم تک اپنے قلم اور زبان سے جہاد کیا حضرت اخون درویزہؒ نے بتیس سے زائد گمراہوں کی نام نہاد پیشوائیت کا خاتمہ کیا الخ صفحہ ۱۵۸ حیات پیر باباؒ)

اسی کتاب میں آگے چل کر فرماتے ہیں حضرت پیر باباؒ کے خلفاء میں سب سے زیادہ شہرت حضرت اخون درویزہؒ کے حصے میں آئی انہوں نے اپنے مرشد گرامی حضرت پیر باباؒ کی زندگی میں بھی ۲۹ سال تک شب و روز ان کا ساتھ دیا۔ ان کی طرف سے مخالفین اور بدعقیدہ لوگوں سے مناظرے اور مجادلے کئے کفار کے خلاف جہاد میں سرگرم حصہ لیا۔ مرشد گرامی کے وصال کے بعد جس نے اپنے مرشد کے مشن کی وہ بھی حضرت اخون درویزہؒ ہی تھے۔ الی ان ۔۔۔ حضرت اخون درویزہؒ تبحر عالم تھے۔ متقی انسان تھے۔ دین کے اس درجہ عاشق تھے کہ اپنے فرزند عزیز کو کوہستان میں کفار کے خلاف جہاد میں بھیجا جہاں وہ راہ حق میں شہید ہو گئے۔ صفحہ ۶۰) حیات پیر بابا رحمہ۔

دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق حضرت اخون درویزہؒ ایک آتش بیان خطیب اثر انگیز مقرر و مؤلف اور نہایت سخت گیر محتسب تھے۔ پشتو، فارسی اور عربی میں تقریر کرتے تھے۔ شعر کہتے تھے اور حاضرین پر چھا جانے کا وصف رکھتے تھے صفحہ ۱۵۵ حیات پیر باباؒ)

حضرت اخون درویزہؒ نے طویل عمر پائی زیادہ عرصہ یوسفزئی میں رہے اور وہیں زندگی گذاری تاہم آخری دنوں میں پشاور آگئے انہوں نے یہیں وفات پائی ان کا مزار پشاور شہر کے مشرق میں ہزار خوانی کے نواح میں مرجع خلائق ہے آج چار سو سال گذر جانے کے بعد بھی پیر باباؒ اور اخون درویزہؒ سے اہل سرحد کی عقیدت کا سلسلہ بدستور قائم ہے۔

لیکن بایزید انصاری۔ پیر تاریکے۔ اور اس کے خلفاء کے کوئی ارادتمند کہیں دیکھنے میں نہیں آئے) صفحہ ۱۵۳ حیات پیر باباؒ)

حضرت العلامہ شیخ القرآن والحدیث سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ حسنیہ یکہ توت شریف پشاور شہر کے سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی زیدہ عمرہ و دام فیضہ نے اپنی کتاب (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد) میں تحریر فرماتے ہیں (حضرت اخون درویزہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ننگرہاری) ولادت

۹۵۶ھ وفات ۱۰۴۸ھ آپ کا اسمِ گرامی درویزہ والد کا نام گدا دادا کا نام سعدی اور لقب رئیس الفضلاء ہے آپ علاقہ ننگرہار ملحقہ کابل کے رہنے والے تھے۔ (وضاحت) یہاں حضرت العلامہ مذکورہ نے لفظ اخون کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ اخون اخوند کا مرخم ہے یہ تورانی لفظ ہے جس کے معنی تبحر عالم کے ہیں۔ الخ)

حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد معرفت میں کوشاں ہوتے آخر کار آپ کے استاد صاحب ملا سنجر صاحب نے آپ کو حضرت شیخ الاسلام والمسلمین جانشین حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ سید علی ترمذی المشہور پیر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر کیا۔

حضرت اخون درویزہؒ نے اپنے علم زہد وریاضت اور عبادت کا تمام حال عرض کیا اور ساتھ ہی اپنی پریشانی کا بھی تذکرہ کیا حضرت پیر باباؒ نے متبسمانہ انداز میں فرمایا (شیخ کامل افغانان گشتہ) یعنی افغانوں کے شیخ کامل بن گئے ہو الخ۔ صفحہ ۲۷ جلد اول تذکرہ علماء ومشائخ سرحد)

اس کے بعد حضرت اخون درویزہؒ اپنے مرشد گرامی کی اجازت سے ایک طویل سفر پر روانہ ہوئے یعنی چترال

اور کشمیر وغیرہ کے علاقوں میں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیتے رہے جب واپس اپنے شیخ کی خدمت بابرکت میں پہنچے تو حضرت پیر باباؒ نے ہر چہار سلاسل میں آپ کو ماذون اور معنعن فرمایا (یعنی سلسلہ چشتیہ) سروردیہ، کبرویہ اور شطاریہ میں۔ آپ مسند آرائے شریعت و حقیقت ہوکر علم ظاہری و باطنی کی اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ حضرت اخون درویزہؒ کا دور خاص بدعت اور الحاد و زندقہ کا دور تھا شیخ الاسلام و المسلمین حضرت پیر باباؒ کے زیر سایہ آپ نے بھی سر دھڑ کی بازی لگا کر اس الحادو زندقہ کا خوب مقابلہ کیا۔ صفحہ ۲۹ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد۔ حضرت اخون درویزہؒ ایک مرد حق گو اور مرد خدا کی طرح اپنی جان خطرہ میں ڈال کر اپنے شیخ کے ارشاد پر عمل پیرا رہے اور ان منکرین کے خلاف جہاد بالقلم اور باللسان آخری دم تک جاری رکھی۔ صفحہ ۳۰ تذکرہ علماء و مشائخ اس وقت جن گمراہوں کے خلاف آپ نے قدم اٹھایا اور بحث و مباحثہ کیا ان میں سے مشہور ترین پیر پہلوان۔ بابا قلندر رافضی۔ پیر طیب غلجی۔ پیر ولی ٹرچی کریمداد ملحد۔ ملا رکن الدین، شیخ حسن تیراہی، خواجہ خضر افغانی، حاجی محمد، حاجی عمر غوری خیل، شیخ قاسم غوری خیل، بایزید انصاری الملقب پیر روشن، المعروف پیر تاریک، پیر قاسم۔

یہ تمام خودساختہ جعلی پیر نہایت بدعقیدہ اور صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ملحد تھے۔ صفحہ ۱۳۱ اول تذکرہ علماء و مشائخ سرحد۔

حضرت اخون درویزہؒ نے بہت کتابیں لکھی ہیں جو غالباً بیس ہیں ان میں پانچ چھپ چکی ہیں، تذکرہ الابرار والاشرار، ارشاد الطالبین، ارشاد المریدین، مخزن الاسلام (پشتو میں ہے) شرح قصیدۃ الامالی و شرح اسماء الحسنیٰ، بھی غالباً چھپی ہے۔

آپ جامع علوم ظاہر و باطن تھے اور اپنی ولایت کے جمال کو درس و تدریس اور تعلیم و ملائی میں پوشیدہ رکھتے تھے اور زنادقہ ملاحدہ اور رفضہ کے شر کو دفع کرنے میں بہت زیادہ کوشاں رہتے جب بھی سنتے کہ فلاں جگہ میں رافضی یا ملحد ہے فوراً وہاں پہنچتے اور اس کے ساتھ مقابلہ کرتے۔

آپ بہت زیادہ صاحب کرامات تھے لیکن ظاہر نہ فرماتے پھر بھی آپ کی ایک زندہ کرامت یہ ہے کہ اس وقت تک آپ کے مزار کے احاطہ میں کوئی عورت داخل نہیں ہوسکتی بلکہ باہر سے کھڑے ہوکر عورتیں فاتحہ پڑھتی ہیں۔ اور یہ کرامت بھی آپ کی مشہور ہے کہ جو بچہ غبی یا کند ذہن ہو یا

جس حافظ قران کو قرآن حفظ نہ ہوتا ہو وہ آپ کے مزار اقدس پر جاکر تین یا پانچ یا سات جمعرات قرآن پڑھے تو اللہ تعالی کے فضل سے اس کی زبان رواں ہو جاتی ہے آپ کی وفات ۱۰۴۸ھ میں ہوئی اور آپ کے صاحبزادہ حضرت مولنا شہید کی وفات ۱۰۷۲ھ میں ہوئی انکا مزار کانجو سوات میں ہے۔ صفحہ ۳۸ تذکرہ عطاء ومشائخ۔

علامہ عالم فقری نے اپنی کتاب اولیاء پاکستان میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء میں حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ بہت زیادہ مشہور ہیں۔ صفحہ ۳۹۱ تذکرہ علماء پاکستان مؤلف علامہ عالم فقری۔

زبدۃ المورخین حضرت علامہ قاضی مفتی غلام سرور لاہوری رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب خزینۃ الاصفیاء میں تحریر فرماتے ہیں مولانا درویزہ پشاوری چشتی قدس سرہ مرید وخلیفہ میر سید علی غواص است جامع علوم ظاہر و باطن بود جمال ولایت خودرا در پردہ تدریس وتعلیم وملائی پوشیدہ میداشت و دردفع زنادقہ وملاحدہ ورفضہ بسیاری کوشید وہرجا کہ ملحدی یا رافضی شنیدی نزداو رسیدے وبااو تذاکرہ کردے واورا ملزم ساختی خصوصا باعیسیٰ بلوتی بسیار تذاکرد وبایزید ملحد کہ خودرا پیر

روشن نام نہادہ بود با او مذاکرہ کردے و اورا بنام تاریکی فرمودے الخ (صفحہ ۱۷۴ جلد نمبر 1 خزینۃ الاصفیاء۔)

ترجمہ :۔ یعنی مولانا درویزہ رحمتہ اللہ علیہ چشتی قدس سرہ حضرت سید علی غواص ترمذی قدس سرہ کے مرید اور خلیفہ تھے جامع علوم ظاہر و باطن تھے اپنی ولایت اور کرامات کو درس و تدریس اور تعلیم و ملائی کے پردہ میں پوشیدہ رکھتے تھے زندیقوں ملحدوں رافضوں کو دفع کرنے میں بہت زیادہ کوشاں رہتے تھے جب سنتے کہ فلاں جگہ میں کوئی ملحدہ یا رافضی ہے تو دہن سے وہاں پہنچ جایا کرتے اور اس کے ساتھ مناظرہ مباحثہ کرتے یہاں تک کہ اس کو ملامت ہوتی اور شکست سے دوچار ہوتے حضرت اخون درویزہؒ نے خاص کر عیسیٰ بلوتی ملحد کے ساتھ بہت مناظرہ کیا اور بایزید ملحد کے ساتھ جو اپنے اوپر پیر روشن نام رکھا تھا اور وہ پیر تاریک کے نام سے پکارا جاتا تھا اس کے ساتھ بھی بہت مناظرہ مقابلہ کیا علامہ قاضی مفتی غلام سرور صاحب مرحوم صفحہ ۱۷۴ جلد اول خزینۃ الاصفیاء۔

حضرت علامہ مولٰنا عبدالحلیم اثر افغانی اپنی کتاب (روحانی رابطہ) اور روحانی تڑون) جو پشتو زبان میں ہے۔ میں حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ کے حالات کو پوری تفصیل سے بیان فرمائے ہیں جس کا ترجمہ ہم اردو میں کرتے ہیں۔

حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ ۔ ولادت ۔ ۹۴۰ھ ۔
وفات ۱۰۴۸ھ ۔

حضرت مولنا شیخ المشائخ قدوۃ العلماء الراسخین زبدۃ الاولیاء الکاملین شیخ عبداللہ المعروف بہ اللہ داد اور ملقب بہ اخون درویزہ ننگرہاری" ایک مشہور دینی عالم اور روحانی پیشوا تھے ۔ الخ ۔ صفحہ ۵۱۱ روحانی رابطہ ۔ حضرت اخون درویزہ" مشہور بزرگ پیر شریعت پیر طریقت حضرت شیخ الاسلام والمسلمین قدوۃ الاولیاء الکاملین قطب الوجود غوث العالم غواص بحرالاسرار والرموز والمعانی السید العلی الترمذی الحسینی ۔ المعروف پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے اپنے بوسیلہ مالازنگی" حضرت پیر بابا سے بیعت فرمائی تھی ۔ بعد میں حضرت پیر بابا" نے حضرت اخون درویزہ" کو چاروں سلسلوں یعنی سلسلہ عالیہ قادریہ ۔ شہروردیہ ۔ چشتیہ اور کبرویہ میں خلافت و اجازت عطا فرمائی ۔ صفحہ ۱۱۳ روحانی حضرت اخون درویزہ" نے اپنی طویل عمر میں علمی ، ادبی ، تاریخی مذہبی اور تبلیغی کارنامے انجام تک پہنچائے تھے اسی وجہ سے بعد میں آنے والے ادیبوں ، شاعروں ، عالموں نے ان کو ان الفاظ سے یعنی بحثیت عالم ، ادیب مؤرخ ، صوفی ، واعظ ، مناظر ، مبلغ اسلام ، مصنف کے اپنی عقیدتمندی کا اظہار فرمایا اور بہت سے

علماؤں، بزرگوں نے اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ سے فرما دیا یعنی حضرت اخون درویزہؒ کی ذات بابرکات دین اسلام کا چراغ ۔ مذہب اسلام کی روشنی ،حق گو، فاضل عالم اہل ھوا اور اہل بدعت کے مقابلے میں ایمان و اسلام کے بڑے مدافع ۔ قطب المکتہ ، رکن السنتہ ۔منبع الانوار، شیخ شیوخ الطریقہ امور شریعت کا علامہ ،قبلتہ الابرابر نقطتہ الاحرار، وحدت کے جذبات کا مجذوب ،الشیخ فاضل ،الولی الکامل ۔

یہ ہے وہ ذات بابرکات حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ کی جن کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار بعد میں آنے والے علماء کرام ومشائخ عظام نے مندرجہ بالا القابات کے ساتھ فرمایا اور ان کی تعریف میں رطب اللسان تھے ۔ ذالک فضل اللہ ۔

نوٹ:۔ ان تمام مذکورہ بالا حوالہ جات سے حضرت اخون درویزہؒ کا مرتبہ و مقام بخوبی آشکارا ہوا کہ وہ کون تھے اور کہاں تھے قارئین حضرات مذکورہ بالا حوالہ جات پر انصاف سے غور فرماویں ۔

حضرت اخون درویزہؒ کے زمانے میں بکثرت ملحد بدعقیدہ گمراہ جعلی اور خود ساختہ پیر تھے جو لوگوں کو صراط مستقیم سے بھٹکانے میں مصروف تھے اور عقائد اہل سنت والجماعت

سے منحرف تھے حضرت اخون درویزہؒ نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ المشائخ علی غواص ترمذی معروف پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ کی اجازت اور حکم سے ان تمام گمراہوں کے ساتھ مقابلے کئے اور ہر ایک گمراہ کو شکست فاش دی اور ان کا قلع قمع کر دیا لیکن سب سے زیادہ مقابلے مناظرے اپنے ان تمام ملحدین کے سرغنہ پیر روشان معروف بہ پیر تاریکے کے ساتھ کئے جو بہت بڑا گمراہ اور ملحد دائرہ اسلام سے خارج تھا اور اخون درویزہؒ اپنی کتاب تذکرۃ الابرار والاشرار میں فرماتے ہیں کہ اگر اس دور میں ان بے دینوں اور ملحدین کا مقابلہ نہ کیا جاتا اور ان کا قلع قمع نہ ہوتا تو آج صوبہ سرحد میں ایک بھی مسلمان نظر نہ آتا۔

حضرت اخون درویزہؒ اگرچہ حق پر تھے اور ان کی تمام کوششیں اور کاوشیں دین مقدس اسلام کی سربلندی اور اشاعت اسلام کیلئے تھیں لیکن پھر بھی بعض لوگ حضرت اخون درویزہؒ کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔ اور ان کا کہنا یہ ہے کہ حضرت اخون درویزہؒ نے پیر روشان کے ساتھ مقابلہ نہ کیا ہوتا تو پیر روشان پختونوں کی ایک بڑی خودمختار مملکت بنانے میں کامیاب ہو جاتے اور یہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس وقت پیر روشان مغلوں کے خلاف جدوجہد میں مصروف تھے

اور نہایت سرگرمی سے مغلوں کے خلاف کام کرتے تھے لیکن اس کا پس منظر کچھ اور تھا جس کے لئے روحانی رابطہ کا مطالعہ ضروری ہے بہرحال اس ناقابل تسلیم اور بھونڈی وجہ سے بعض لوگ حضرت اخون درویزہؒ کی شان میں نامناسب گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور ان پر بے جا بے بنیاد الزام تراشی اور بہتان سے بھی گریز نہیں کرتے۔ یہ لوگ اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ حضرت اخون درویزہؒ کے مقابلے مناظرے پیر روشان المعروف پیر تاریکی کے ساتھ اپنے مفادات یا عزت و ناموس کے لئے نہ تھے بلکہ وہ جو اتنی صعوبتیں اٹھا کر بے دینوں ملحدوں زندیقوں جعلی پیروں علماء سوء کے ساتھ مناظرے کیا کرتے تھے تو صرف اور صرف رضائے الٰہی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کرتے تھے اور اپنے آپ کو فریضہ تبلیغ کی بجا آوری سے عہدہ برآہ ہونے کے لئے ۔۔۔۔صفحہ ۵۳۸ روحانی رابطہ۔ علامہ عبدالحلیم اثر۔

بہرحال حق پرستوں کے مخالفین دنیا میں ہوا کرتے ہیں قرآن کریم کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سلسلہ انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جاری ہے ہر زمانے میں جو بھی نیک صالح ولی بزرگ دین اسلام کی خدمت کرتا ہے اور لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف بلاتا ہے بہت سے گمراہ جہلا اس کے

مخالف بن جاتے ہیں اور اس کے ساتھ بغض و حسد کینہ عناد کرنے لگتے ہیں۔

اسی طرح حضرت اخون درویزہؒ کے بھی اس دور میں معاندین مخالفین موجود تھے جو ان کے مسائی جمیلہ کو اچھی نظر نہ دیکھتے تھے اور ان کی مخالفت پر ہر وقت کمربستہ رہتے تھے لیکن تعجب کا بھی مقام ہے اور افسوس کا بھی کہ آج چارسو سال بعد ایک کورچشم جس کا نام شیر افضل خان بریکوٹی سواتی ہے نے ایک کتاب بنام (بایزید انصاری پیر روشان) لکھی ہے کتاب کیا ہے بکواس اور خرافات کا مجموعہ ہے۔ کتاب میں مؤلف نے اپنی تصویر بھی چھاپی ہے۔ مؤلف نے مذکورہ کتاب میں جو اپنی تصویر چھاپی ہے مکمل طور پر وضع قطع اور لباس وغیرہ انگریزوں کا سا ہے مؤلف کے ساتھ ایک انگریز کھڑا ہے جس کو مؤلف اپنی مذکورہ کتاب تحفتاً دے رہا ہے۔ شرعی نقطہ نگاہ سے تصویر نکالنا اشد ناجائز اور حرام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا ہے جو تصویر نکالے گا خداوند کریم قیامت کے دن اسے کہے گا کہ اس کو زندہ کرو۔ مشکوٰۃ شریف۔

کفار کا لباس ایک سنی صحیح العقیدہ مسلمان کیلئے پہننا شرعاً ناجائز ہے حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے مَنْ تَشَبَّہ

بقومٍ فهو منهم ۔الحدیث۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر یہ کتاب حق پر مبنی ہے تو پھر تو شیر افضل خان بریکوٹی کو چاہئے تھا کہ کتاب کسی عالم دین کو دیتا نہ کہ انگریز کو اسے معلوم ہوا کہ دال میں ضرور کچھ کالا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانان سرحد حضرت اخون درویزہؒ کو ایک جید عالم ظاہری اور باطنی علوم کا سمجھتے ہیں انہیں پیشوا و مقتدا مانتے ہیں اور انہیں ایک ولی کامل جانتے ہیں انہیں ایک غازی مجاہد مبلغ اسلام پیر طریقت رہبر شریعت کے طور پر پہنچانتے ہیں ایسے شخص کے خلاف اگر شیر افضل خان بریکوٹی نے ہرزہ سرائی۔ اور غلط بیانی کر کے کتاب لکھی ہے تو ظاہر ہے کہ اس کتاب کو انگریز تحفہ میں قبول نہ کرے گا تو کون کرے گا اس کتاب کے لکھنے کا مقصد ہی اپنے انگریز آقاؤں کو خوش کرنا تھا لیکن اس طرف شیر افضل خان نے نہ دیکھا اور نہ سوچا کہ اس نے غضب الٰہی کو دعوت دی۔مولنا رومی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔شعر۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان زند

مثنوی یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی کو ذلیل کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو نیک پاک صلحاء لوگوں کی برائی کرنے کی

طرف مائل کر دیتا ہے۔

حضرت اخون درویزہؒ اور حضرت پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے مانند دیگر اولیاء کرام بزرگان دین تو وہ ہستیاں ہیں جن کے بارے میں رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا ہے۔

اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَھُمْ یَحْزَنُوْنَ .الایہ.

خبردار: ۔تحقیق اللہ تعالیٰ کے دوستوں کیلئے کوئی خوف نہیں دنیا اور آخرت میں ان حضرات کیلئے کوئی غم نہیں ۔

یہ ہے مقام اللہ کے دوستوں کا جسے ہم اولیاء کہتے ہیں ۔

اور حدیث قدسی ہے

(فکنت سمعہ الذی یسمع بہ الخ صفحہ ۱۸۹ مشکواۃ شریف)

ترجمہ: ۔ میں اپنے ولی کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اپنے ولی کی آنکھ بن جاتا ہوں جسے وہ دیکھتا ہے اور میں اپنے ولی کے ہاتھ بن جاتا ہوں جسے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جسے وہ چلتا ہے اور اگر میرا ولی مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور اسے دیتا ہوں ۔

یہ ہے مقام اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا لیکن شیر افضل خان بریکوٹی کو یہ مقام اولیاء اللہ کا کہاں نظر آیا بہر حال شیر افضل خان بریکوٹی کو مقام اولیاء نظر آنے یا نہ آنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

شعر ہے۔

ماضر شمس الضحیٰ فی الافق طالعۃً
ان لا یریٰ ضوءھا من لیس ذا بصر

یعنی جب سورج افق آسمان پر طلوع ہو جاتا ہے تو اندھے کو نہ دیکھنے سے اس کی روشنی میں کوئی نقصان واقع نہیں ہوتا۔ اب یہ اندھا اگر سورج کی عیب جوئی کرے تو تعجب کی بات اور مقام غور ضرور ہے۔ یہی کچھ حال ہے شیر افضل خان بریکوٹی صاحب کا۔ اور قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (اُولٰئِکَ کَالا نعَامِ بَلْ ھم اضَلْ) یعنی ایسے لوگ جانوروں سے بھی گذرے ہیں) جنہیں حق سوجھنا ہی نہیں۔ اسی لئے تو حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ نے مثنوی میں فرمایا ہے۔

شعر:۔

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد
کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد

ترجمہ:۔ اس وجہ سے پورا عالم گمراہ ہوگیا کیونکہ بہت کم لوگ اللہ تعالیٰ کے ابدال (اولیاء) سے آگاہ ہوئے (نوٹ) یقیناً شیر افضل خان انہیں لوگوں میں شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے مراتب اور مقامات سے بے خبر ہیں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

شعر:۔

اشقیار ا دیدہ بینا نبود

نیک و بد دردیدہ یکساں نمود

ترجمہ:۔ان بدبختوں کی دیکھنے والی آنکھ نہ تھی۔اچھا اور برا ان بدبختوں کی آنکھوں میں یکساں نظر آیا۔ مجھے مولانا کی بات سے اتفاق اس لئے ہے کہ جب میں نے شیر افضل خان بریکوٹی کی تصویر کو جب دیکھا تو مجھے اس میں نیک بختی کے کوئی آثار نظر نہیں آئے بلکہ نصاریٰ یعنی بدبختی کے آثار ضرور نظر آئے۔ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ کی شان میں گستاخی کرنا انہیں اذیت پہنچانا ان کے ساتھ عناد رکھنا یہ سب وہ حرکات ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ متعلقہ شخص پر غضبناک ہوتا ہے۔ (جلد نمبر ۷۔

حدیث قدسی ہے ۔ من عادیٰ لی ولیًا فقد اذنتہ بالحرب، تفسیر روح البیان یعنی جس نے میرے ولی کو اذیت پہنچائی وہ میرے ساتھ لڑنے کو تیار ہو جائے کیا شیر افضل خان صاحب اللہ تعالیٰ سے لڑنے کی طاقت رکھتا ہے۔ حاشا ہرگز نہیں تو پھر توبہ تائب ہوکر بارگاہ رب العزت میں رجوع کرے اور اپنی کتاب (بایزید انصاری) کی رد میں (پیر تاریکی) کے نام سے ایک کتاب لکھ کر شائع

کرے اور اقرار کرے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی تھی حقیقت میں
حضرت اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے ولی اور
دوست تھے اور وہ حق پر تھے (فَالْحق احق ان یتبع)
پس حق ہی تابعداری کے لائق ہے اور اگر توبہ نہیں نکالے گا تو
پھر (خسر الدنیا والاخرۃ) اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کر
چکا ہے۔اور اس کی کتاب (بایزید انصاری) کے رد میں
ہمارے محترم دوست حضرت العلامہ رہبر شریعت پیر طریقت
مولانا مولوی میاں ظاہر شاہ صاحب (مدین) سوات نے جو
کتاب (اخون درویزہؒ) کے نام سے تالیف فرمائی ہے جو
نہایت مستند اور مدلل ہے اور دلائل لایزد سے مزین ہے۔شیر
افضل خان (بریکوٹی) کی کتاب بایزید انصاری کیلئے صاعقہ
آسمانی ثابت ہوگی جس طرح بایزید انصاری (پیر تاریکے) کا
نام ونشان نہیں اور نہ اس کا نام لیوا کوئی ہے اسی طرح شیر
افضل خان بریکوٹی صاحب کی کتاب بایزید انصاری کا بھی نام
ونشان باقی نہ رہے گا ۔بہ حضرت العلامہ میاں ظاہر شاہ
صاحب مدظلہ کی کتاب کا مطالعہ کیا نہایت مفید کتاب ہے کما
حقہ علامہ موصوف نے حضرت اخون درویزہؒ کے مقام کو اجاگر
کیا اور ان کے دینی خدمات کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان
فرمایا اور ثابت کیا کہ حضرت اخون درویزہؒ صدفی صد حق کے

راستہ پر گامزن تھے اور وہ ظاہری باطنی علوم کے جامع تھے اور کامل ولی اللہ صاحب خوارق وکرامات تھے ان کی ایک زندہ کرامت یہ ہے کہ آج بھی ان کے مزار اقدس کے احاطہ میں مستورات داخل نہیں ہو سکتیں اسی طرح حضرت علامہ موصوف نے اپنی کتاب (اخون درویزہؒ) میں پیر تاریکے کے تاریک کارناموں کی بھرپور وضاحت فرمائی فجزاہ اللہ تعالیٰ۔

میری دعا ہے بارگاہ رب العزت میں کہ اللہ تعالیٰ علامہ موصوف کی کتاب (اخون درویزہ باباؒ) سے کما حقہ جملہ مسلمانوں کو مستفید فرماوے آمین اور اللہ تعالیٰ علامہ موصوف کو عمر دراز عطا فرماوے تاکہ شیر افضل خان بریکوٹی کی طرح بے راہ بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لانے کیلئے رہنمائی فرماتے رہیں۔ امین ثم امین۔

خادم اسلام خلیل الرحمان قادری گولڑوی پشاور۔

اظہار تشکر

فقیر حقیر پر تقصیر نے جب کتاب اخون درویزہ باباؒ مرتب کی اس سلسلہ میں کتابوں کی چھان بین کیلئے فقیر کو جو دشواری سامنے آئی اگر خداوند عالم کی مرضی شامل حال نہ ہوتی تو یہ کتاب بھی منصہ شہود میں ظاہر نہ ہوتی اور فقیر نے تقریبا ایک مہینہ میں اس کتاب کو مرتب کی یہ پیر باباؒ اور اخون درویزہ بابا کی کرامت تھی کہ اتنا مشکل کام آسان ہوا۔ جب کتاب کو ترتیب دی گئی اور مسودہ کو پشاور لے آیا تاکہ اس پر محققین کی آرا بھی شامل ہو جائے تو سب سے پہلے فقیر حضرت العلامہ مفتی خلیل الرحمان صاحب گلوزی پشاور کے پاس حاضر خدمت ہوا کتاب کا مسودہ دکھایا اور اس پر کچھ لکھنے کے لئے بھی عرض کیا حضرت العلامہ مفتی خلیل الرحمان صاحب نے بڑی فراخ دلی سے پیش لفظ لکھ دیا اور کتاب کا لب لباب اور خلاصہ لکھدیا اور ایک سمندر کو کوزے میں بند کیا حضرت العلامہ مفتی خلیل الرحمان صاحب کئی کتب کے مؤلف ہیں اور ماہنامہ الحسن کے لئے فتوے بھی لکھتے ہیں جو کہ علمی اور تحقیقی معلومات سے مزین ہوتے ہیں۔ آپ نے حیلہ اسقاط کے جائز ہونے پر اور دعاء بعد نماز جنازہ پر بھی کتب تالیف کی ہیں

اور ایک رسالہ فضائل عمامہ پر بھی ہے حضرت شاہ محمد غوث لاہوری کی فارسی شرح بخاری تیسرے پارے کا ترجمہ بھی آپ نے کیا ہے جو کہ چارسوصفحات پر مشتمل ہیں ۔اس کے بعد اس مسودہ پروفیسر صاجزادہ لطیف الرحمان قادری صاحب جو ماہرلسانیات وادب بھی ہےاور تدوین نصاب وتربیت کے بھی ماہر ہے تعلیم ایم اے فارسی ایجوکیشن سائیکالوجی ہے کی کتاب پرایک علمی اور تحقیقی تقریظ قلم بند کی فقیران دنوں محققین کا تہہ دل سے شکرگزار ہے کہ انہوں نے فقیر کی فرمائش پر اپنے قیمتی وقت نکال کر قیمتی موتیوں سے فقیر کا دامن بھردیا اس مرحلہ کے بعد ہمارے صوبہ سرحد اور خصوصاً ضلع سوات کا شاہین محمد پرولیش جو ایک محقق و دانشور ہے بہت سی کتب کے مؤلف بھی ہیں آپ کی تعلیمی قابلیت ایم اے اردو، تاریخ، پشتو ہیں اور تقریباً سترہ گولڈمیڈل آپ کو مل چکے ہیں اوران میں سے ایک امریکہ کا بھی The man Ofeir کے طور پر گولڈمیڈل عطا کیا ہے کراچی کے سائنس بورڈ نے آپ کو دلائی لاما کا ایک اعزازی سرٹیفکیٹ بھی عنایت کیا ہے اور صدارتی ایوارڈ سے بھی نوازا گیا ہے آثار قدیمہ اور بدھ مت کے متعلق آپ کی تالیفات میں سے بدھ مت پہ سوات کے ۔آپ کی شاہکار ہے اور مشرق کا سوئٹزرلینڈ ، ہیونگ ،

سانگ کاکا، سواتیان اسلام اور پختانہ، سوات سردرو وطن، گل ورینے سو کے وغیرہ آپ نے تالیف کی ہیں۔

سوات ریسرچ ادارے کا سربراہ بھی ہے۔ آثار قدیمہ پر آپ کی جاندار کتب مرتب ہوئی ہیں مثلاً سواتیان سردرو وطن، گل ورینے سو کے اسلام اور پختانہ وغیرہ۔ میرے محترم محقق محمد پرویش شاہین نے جو کچھ لکھ دیا ہے فقیر نے جب دیکھا تو فقیر کے متعلق تھا فقیر کو یہ شوق نہیں کہ کتاب میں اپنا تعارف بھی پیش کردے لیکن جب انہوں نے اپنا خود نوشت رائے دے دیا تو وہ فقیر نے ضائع ہونے سے بچا دیا عنوان مؤلف کے بارے میں ہے۔ فقیر بھی اس کا تہہ دل سے شکرگزار ہے کہ اس نے بھی اپنے خیال کا اظہار فرمایا اس اثناء میں محترم المقام سید طاہر بخاری سے بھی ملاقات ہوئی ان کو کتاب دکھائی آپ نے بھی اس کتاب کے متعلق کچھ اظہار خیال فرمایا اس کا عنوان کلمات ابتدایہ ہے آپ بھی کئی کتب کے مؤلف ہے مترجم بھی ہیں تجلیات محمدیہ، تذکرہ ستاریہ کو اردو میں ترجمہ کیا غزونے حصہ غزل کی تشریح کی ہے اور برہ غون نثر قلندر مومند کی شاعری پر تنقیدی تبصرہ ہے۔ باد فرنگ یورپ پر تنقید ہے اور دروغ دروغ مشہور سیاسی لیڈروں پر محققانہ تبصرہ ہے، نغمے سید احمد خان، مولانا محمد حسین آزاد،

مولانا حالی اور ترقی پسند ادیبوں پر مدلل تنقید ہے افسانوں میں دجادو ماتڑی دنسوارو ڈبے، امانت، خپیلا بہ، شیطان انسان اور رحمان آپ نے لکھے ہیں مقالات آپ کے مندرجہ ذیل ہیں الوسی مظلوم ملفوظات حمزہ، رحمان بابا، ہلالی ادب اسلامی، صلیبی رائے۔

غزلیات نعت اور منقبت وحمد پر بھی آپ کی شاعری کا منہ بولتا ثبوت ہے ریڈیو کے لئے ڈرامے اور ڈائیلاک فیوچر اور افسانے لکھ کران میں سے دوہ نیمے مرلے، موٹر وغیرہ ہیں ٹی وی کے بچوں کے پروگراموں میں بھی آپ شامل ہوئے ہیں آپ نے قیمتی وقت نکال کر کتاب کلمات ابتدایہ کے عنوان سے اپنے زرین خیالات سے نوازا فقیر تہہ دل سے شکر گذار ہے اگر فقیر ڈاکٹر ہدایت اللہ نعیم پی ایچ ڈی کا ذکر نہ کرے تو بھی فقیر کی کوتاہی ہوگی۔ آپ ایک معروف ترین شخصیت ہے فقیر کے عرض پر آپ نے اپنے رائے سے فقیر اور قارئین کو مشرف فرمایا آپ نے حال ہی میں حافظ الپوری کی شاعری اور زندگی پر ایک کتاب مرتب کی ہے اس کتاب کا نام دیوانی مقدمہ ہے آپ پشاور یونیورسٹی میں پشتو اکیڈیمی میں ریسرچ آفیسر کے عہدہ پر فائز ہے اور سرپرست ادبی جرگہ پشتو ہے اور خلیل عوامی اتحاد پشاور کا چیئرمین بھی ہے اور ریسرچ بورڈ

آف ایڈوائزر ABI یو، ایس اے کا ممبر بھی ہے آپ کے مقالے پر فقیر بھی شکر گذار ہے ڈاکٹر محمد عبدالغفور ڈائریکٹر شعبہ اسلامیات آپ نے پی ایچ ڈی حضرت اخون درویزہ باباؒ پر کی ہے اور یہ تحقیقی مقالہ پنجاب یونیورسٹی میں محفوظ ہے۔

ان کا بھی تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ اس نے اپنا قیمتی وقت نکال کر اس کتاب کے لئے اپنے تاثرات سے قارئین کو مستفید فرمایا اللہ تعالیٰ ان تمام عنایت گذاروں کو اجر عظیم سے نوازیں۔ اس عظیم کام کے ترتیب میں محترم ڈاکٹر پرویز مہجور خویشگی پی ایچ ڈی پشتو اکیڈمی میں ریسرچ آفیسر ہے کا بھی شکر گذار ہوں آپ نے صراط التوحید اور مقصد اقصی سے استفادہ کرنے میں تعاون فرمایا اس کے طباعت کے سلسلہ میں میاں سید رحمان داملنی مدین اور سرن زیب میاں اور کئی دوسرے میاں گان صاحبان کا بھی نہایت شکر گذار ہوں کہ انہوں نے بھی اس سلسلہ میں اپنے سعی سے ہمارا حوصلہ بلند کیا اس کتاب میں تنقیدی پہلو سے زیادہ مثبت اور علمی نکات اور تشریحات سے قارئین کے لئے ایک انمول تحفہ پیش کیا امید واثق ہے کہ یہ فقیر کے لئے ایک توشہ آخرت ثابت ہوگا کہ فقیر نے ان دو بزرگوں یعنی پیر بابا اور حضرت اخون درویزہ باباؒ پر لگائے ہوئے الزامات کے تردید میں یہ تحقیقی مواد عوامی عدالت میں پیش کیا۔

از

میاں ظاہر شاہ مدین سوات۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ اَوْلِیَاءً وَسِیْلَةً لِعِرْفَانِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ قَسَمَ عِرْفَانَهٗ وَ رَحْمَةً لِنَاسُوْتِهٖ وَ مَلَكُوْتِهٖ وَعَلٰی آلِهٖ هُمْ سَفِیْنَةُ نُوْحٍ لِاُمَّتِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ هُمْ نُجُوْمُ الْهِدَایَةِ لِرَبِّهٖ اَمَّا بَعْدُ آج بمورخہ ۲۸-۷-۲۰۰۰ سے دو دن پہلے فقیر کے دوست اور خانوادہ اخون درویزہ بابا میاں سید رحمان صاحب نے فقیر کو مطالعہ کے لئے ایک کتاب عنایت کی اس کتاب کا نام ''پیر بابا'' تھا ٹائیٹل پر حضرت پیر بابا کے مزار کا فوٹو بھی تھا رنگین ٹائٹل جاذب نظر تھا مرتب کنند کا نام شیر افضل بریکوٹی تھا اس نے یہ کتاب جون ۱۹۹۹ء میں شائع کی ہے اس کا ناشر فضل ربی راہی ہے کتاب ۳۲۸ صفحات پر مشتمل ہے اس پر مقدمہ پروفیسر پریشان خٹک نے کیا ہے اور تاثرات ناشر فضل ربی راہی نے قلم بند کئے اور تقریظ اس پر فضل محمود روخان نے لکھی ہے۔ فقیر کا خیال تھا کہ یہ کتاب پیر بابا کی سوانح عمری اور آپ کے روحانی کمالات اور کرامات اور ایک علمی مجموعہ ہوگا لیکن جب کھول کر پڑھنا شروع کیا تو کتاب پیر تاریک کی حمایت اور خصوصاً آپ کے مشہور مرید اور خلیفہ و ماذون حضرت العلامہ مجتہد العصر اخون درویزہ باباؒ

کی مخالفت میں مرتب کی گئی تھی اور حضرت پیر باباؒ کے روحانیت پر کچھ خاص بحث نہیں کی گئی تھی بعض بعض جگہوں پر نرم انداز اور رکیک قسم کے حملے بھی تھے صرف بایزید انصاری کی طرف داری تھی اور اس کے لئے وکالت سرانجام دیا تھا محقق کا یہ کام ہوتا ہے کہ پہلے ایک انسان کے گردو پیش حالات کا جائزہ لیتا ہے اور اس کے سوسائٹی کی طرف بھی دیکھتا ہے اور بعد میں اس کے علمی سیاسی اور روحانی معلومات لکھتے ہیں۔

حضرت اخون درویزہ بابا کو نشانہ بنایا گیا کبھی الزام لگایا کہ وہ پیر یا ولی نہ تھے کبھی لکھا گیا کہ اس نے طریقت کی کوئی خدمت نہ کی حضرت اخون درویزہ باباؒ کے خلاف صرف ایک مشہور شاعر کے چند اشعار کو آڑ لے کر دل کی بھڑاس خوب نکالی۔ روشنائی تعلیمات سے متاثر نے اپنی مخالفت کو قرطاس ابیض کے شکل میں لکھ کر روشنائی تعلیمات سے متاثرین حضرات سے داد حاصل کیا اور بیرون ملک لندن میں بیٹھ کر مؤلف نے یہ کارنامہ سرانجام دیا۔ حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ حضرت پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ نے بایزید انصاری کے خلاف تحریک چلانے کے لئے حضرت اخون درویزہ بابا رحمتہ اللہ علیہ کو نامزد کیا او ر خود بھی ساتھ شریک تھے جیسا کہ حضرت

اخون درویزہ بابا رحمتہ اللہ علیہ نے تذکرۃ الابرار والاشرار
میں اس کا ذکر کیا ہے۔ بایزید کے دونوں مخالف تھے لیکن
بریکوٹی صاحب نے حضرت پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ کو اس بھنور سے
نکالا اور اس کو بچا کر صرف حضرت اخون درویزہ بابا رحمتہ اللہ
کو تنقید کا نشانہ بنایا مخالف دونوں تھے مؤلف کو یہ چاہئے تھا کہ
دونوں پر تنقید کرتے لیکن اس نے ایسا نہ کیا پیر کو بچا کر مرید کو
پکڑا اور الزامات کی بوچھاڑ سے حضرت اخون درویزہ باباؒ کو
زخمی کیا۔ حضرت پیر بابا کو شاہ خراسان اور ولی کامل کے
الفاظوں سے یاد کیا اور اس کے مرید کو طریقت سے باغی قرار
دیا نہ اس نے خزینۃ الاصفیاء مطالعہ کیا اور نہ نتائج الحرمین کو
مطالعہ میں لایا اور نہ مولوی نجم الغنی رامپوری کی کتاب
مذاہب الاسلام کو پڑھا اور نہ آئینہ تلبیس دیکھی نہ حافظ الپوری
کے دیوان کو ملاحظہ کیا ابتداء میں حافظ کے اشعار جو حضرت
اخون درویزہ بابا رحمتہ اللہ کے منقبت میں ہیں وہ لکھ دی ہیں
لیکن اس سے کوئی تاثر نہیں لیا۔ موازنہ کے لئے یہ دیکھنا پڑتا
ہے کہ دونوں بایزید اور پیر باباؒ پیری مریدی کے دعویدار تھے
اور دونوں روحانیت کے بھی دعویدار تھے ان دونوں کے لئے
اکثر ثالثی کا کام سرانجام دینا ہو تو پھر روحانیت سے سرشار
لوگوں کے تاثرات لکھ دیتا ہے تو اس وقت کے لگ بھگ جتنے

پیران طریقت تھے جو عوام و خواص میں مشہور تھے وہ حضرت
عبدالوہاب المعروف بہ اخون پنجو صاحب تھے جو کہ حضرت
اخون درویزہ بابا اور پیر بابا کے مداح تھے اور ان کا پورا
ساتھ دیا۔ حضرت بہادر بابا اور اس کے فرزندار جمند حضرت
کیسترگل المعروف بہ کاکا صاحب تھے آپ بھی حضرت پیر بابا
اور اخون درویزہ بابا کے مداح ہیں آپ کا صاحبزادہ حضرت
حلیم گل بابا بھی حضرت اخون درویزہ بابا کے مداحوں میں سے
تھے اس طرح صوبہ سرحد کے تمام صوفیائے کرام باتفاق ان
کے ساتھ تھے خوشحال خان خٹک کے کچھ اشعار آپ کے
خلاف ہیں لیکن بعد میں عو اشعار ان سے مروی ہے نتیجہ یہ نکالا
جاتا ہے کہ اس نے حضرت اخون درویزہ بابا کو ایک مرد مومن
اور دائی ایمان بھی کہا تھا اور بایزید انصاری کو کفر کی تلقین دینے والا
بیان کیا ہے۔ بریکوٹی صاحب نے جو بیانات قلم بند کئے ہیں
وہ تمام کے تمام روحانیت سے عاری لوگوں کے ہیں اس نے
جو کتب مطالعہ میں لائی ہیں ان تمام کتب میں روحانی لوگوں کی
کتابیں بہت کم ہیں باقی ان لوگوں کی کتابیں ہیں جو روحانیت کے
منکر ہیں اور عقائد اہلسنت کے پابند بھی نہیں ہیں۔

اس کتاب سے قبل بایزید انصاری کے معتقدین نے
پیر بابا اور اخون درویزہ بابا دونوں پر خوب تنقید کئے اور

یہاں تک لکھدیا کہ یہ دونوں مغلوں کے ایجنٹ تھے اور ایک صاحب نے تو حضرت پیر بابا کو بچا کر صرف حضرت اخون درویزہ بابا کو نشانہ بنایا کیونکہ اس کا اپنا پیر و مرشد حضرت پیر باباؒ کے نواسے تھے اور لوگوں کے سنی سنائی باتوں کو لکھ کر تنقید کی۔ حضرت اخون درویزہ بابا پر جو تنقیدات مختلف حضرات نے قلم بند کی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱:۔ آپ وحدت الوجود مسئلہ کے قائل نہ تھے اور جو قائل تھے ان پر کفر کے فتوے لگاتے۔

۲:۔ آپ مغل حکومت کے ایجنٹ تھے۔

۳:۔ آپ طریقت سے بے بہرہ تھے۔

۴:۔ آپ اہل بیت اطہار کے مداح نہ تھے۔

ان الزامات کو سامنے رکھ کر روشنائی تعلیمات سے متاثر محققین نے حضرت اخون درویزہؒ کو نشانہ بنایا کسی منصف محقق نے ان حضرات کا یہ شکوہ دور نہ کیا اور نہ کسی نے اس دروازہ پر قدم رکھا فقیر کو جو معلومات حضرت اخون درویزہ باباؒ کے متعلق معلوم ہیں وہ ناظرین کے لئے پیش خدمت کرے گا۔ اور ان الزامات کے جوابات بھی دے گا جو کہ قارئین کرام کے لئے باعث فرحت و انبساط ہوگا اور ایک عظیم محقق اور صوفی و پیر کامل اور ایک فقیہ و مجتہد کے علوم سے آگاہی اور اس سے

مستفید ہونے کا سبب ہوگا۔ اور یہ فیصلہ بھی قاری کے لئے آسان ہوگا کہ حق بجانب کون ہے و باللہ التوفیق و الیہ حسن المآب۔

حضرت اخون درویزہ باباؒ کا شجرہ نسب

اسلام کا درخشندہ ستارہ اور ذی النورین کے لقب سے سرفراز اور تیسرا خلیفہ برحق حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے کون واقف نہیں مسلمان تو چھوڑ دو بلکہ غیر مسلم بھی آپ کے نام اور بزرگی کے قائل ہیں حضرت اخون درویزہ باباؒ کا شجرہ نسب حضرت عثمان ذی النورین تک پہنچ جاتا ہے۔حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا صاحبزادہ حضرت ابانؒ جو کہ ایک محدث ہوگزرا ہے اور بہت سی احادیث کے راوی بھی ہے آپ کا شجرہ مندرجہ ذیل ہے حضرت اخون درویزہؒ آپ کا مزار مبارک ہزارخوانی پشاور شہر میں ہے بن شریف شرف الدین المعروف بہ اخون گدا باباؒ بن ظہیر الدین المعروف بہ اخون رحمت باباؒ بن سید جنید المعرف بن اخون جنتی باباؒ آپ کا مزار مبارک ننگرار میں ہے بن عرفان الدین باباؒ ہراتی بن ظفر شاہ بابا ہراتی بن مصور شاہ بابا ہراتی آپ کا مزار مبارک بھی ہرات میں ہے بن سید حسن بابا خوجندی بن سید احمد بابا خوجندی آپ کا مزار مبارک بھی خوجند میں ہے بن شرف الدین بابا مرغانی آپ کا مزار مبارک بھی مرغان میں موجود ہے اور یہی مرغان خوارزم کے قریب واقع ہے بن جلال

الدین آپ کا مزار مبارک بھی خوارزم کے گرد و نواح میں ہے بن جلال الدین بخاری بن جمال الدین بخاری بن عبدالحکیم ان تین بزرگوں کے مزارات بخارا میں واقع ہیں بن عبدالسلام کوفی بن عبدالعظیم کوفی بن حضرت جابر کوفی بن حضرت عمران کوفی بن حضرت مسلم کوفی بن حضرت نعیم کوفی بن عبدالرشید کوفی ان تمام بزرگوں کے مزارات کوفہ میں واقع ہیں بن حضرت عبدالعزیز مدنی بن حضرت عبدالقادر مدنی بن حضرت عبدالرحمانؒ بن حضرت ابان مدنیؒ بن حضرت عثمان ذی النورینؓ بن عفان بن عاص بن امیہ بن عبدشمس عبدمنا بن قصیٰ بن کلاب بن صرہ بن کعب بن لوی غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان الخ۔

حضرت عثمان ذوالنورینؓ

معلم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عثمان میرا دنیا و آخرت میں دوست ہے۔ نیز فرمایا عثمان بڑا شرمیلا ہے۔ ملائک بھی اس سے حیا کرتے ہیں نیز فرمایا عثمان

میری امت کا سب سے شرمیلا اور کریم ترین ہے نیز فرمایا ہر
نبی کا جنت میں ایک رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق جنت عثمانؓ
ہے نیز فرمایا عثمان کی سفارش سے ستر ہزار جنت میں داخل
کیے جائیں گے بغیر حساب کتاب کے جو سب کے سب مستحق نار
ہوں گے نیز فرمایا میری امت کے ایک شخص کی سفارش سے بنو
تمیم کے اکثر لوگ جنت میں داخل ہوں گے مناوی لکھتے ہیں وہ
شخص عثمانؓ ہیں نیز فرمایا ہر نبی کا ایک امتی دوست ہوتا ہے میرا
دوست عثمان بن عفان ہے نیز فرمایا اے اللہ! عثمان سے
راضی رہ کیونکہ میں اس سے راضی ہوں۔ ابن اسحاق لکھتے ہیں
حضرت عثمانؓ نے جیش العرہ میں بہت مال خرچ کیا تھا کہ کسی
نے اتنا نہ دیا تھا حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ جیش عسرت
میں حضرت عثمان نے ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے لیس کئے
حذیفہ بن یمان سے مروی ہے کہ عثمان جیش عسرت کے دن
دس ہزار دینار لائے وہ حضور معلم ومقصود کائنات صلی اللہ علیہ
وسلم کے سامنے ڈالے گئے تو آپ ہاتھ سے اشارہ کر کے اور
ان کو لوٹ پلٹ کر فرماتے جاتے تھے اے عثمان! جو کچھ تم نے
پوشیدہ یا اعلانیہ گناہ کئے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والے
ہیں سب اللہ نے بخش دیئے اب عثمان کو پرواہ نہ کرنی چاہیے۔
عبدالرحمان بن خبابؓ کی بہیقی نے روایت درج کی ہے کہ

رسول اللہؐ نے خطبہ دیا اور جیش عسرت پر لوگوں کو اکسایا تو حضرت عثمان نے عرض کی میں سو اونٹ مع ساز و سامان کے دو نگا پھر آپ منبر کی دوسری سیڑھی پر اترے اور لوگوں کو ترغیب دی تو حضرت عثمان نے عرض کیا میں سو اونٹ اور مع ساز و سامان کے دوں گا پھر آپ ایک سیڑھی نیچے اترے اور لوگوں کو ترغیب دیا تو حضرت عثمان نے عرض کیا کہ اور سو اونٹ مع پالان وغیرہ پیش کروں گا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اس طرح ہاتھ ملا رہے ہیں جیسے کوئی تعجب کرتا ہے اور فرمایا آج کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں۔ تینوں کے حق میں حضور معلم ومقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میں ابوبکر، عمر اور عثمان دفات پا جائیں گے تو اگر مر سکتے ہو تو مر جاؤ عشرہ مبشر میں ممتاز مقام کے حامل ہیں قبول اسلام میں چوتھے ہیں، حضور معلم ومقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو صاحبزادیاں آپ کے عقد میں آئیں اس وجہ سے ذوالنورین یعنی دو نور والا کا لقب ملا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں قرآن مقدس ایک لہجہ اور قرات پر جمع کیا گیا اور جمع و تدوین قرآن کا اور اس کی اشاعت کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ خلفائے راشدین میں سے تیسرا خلیفہ ہے آپ نے ۲۴ ھ سے ذی الحجہ ۳۵ تک

خلافت کی آپ نے اسلام کے لئے جان و مال نثار کئے کوئی ضرورت مند آپ کے دروازہ سے کبھی مایوس ہوکر نہیں گیا ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرنا ان کا معمول تھا مسجد نبوی میں تمام نمازی نہیں آسکتے تھے تو حضرت عثمانؓ نے غزوہ تبوک کے لئے چندے میں ایک ہزار اشرفیہ پیش کئے آپ کاتب وحی تھے اس کے علاوہ آپ حافظ قرآن بھی تھے آپ اسلام میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے حافظ قرآن ہیں۔آپ بدر کے سوا تمام غزوات میں شریک ہوئے ۔آپ نے بیر رومہ کو خریدا اور اہل مدینہ کو نظر کیا آپ کے دور خلافت میں حدود ہندوستان ، روس ، افغانستان ، لیبیا ، الجزائر مراکش اور بحیرہ روم کے جزائر تک اسلام پھیل گیا حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان حضرت اخون درویزہ کے شجرہ نسب میں ہے فقیر نے شجرہ نسب لکھ دیا ہے بعض ناواقف تذکرہ نگاروں نے آپ کو تاجک لکھا ہے اور بعض نے آپ کو پاپینی میاں گان کے ساتھ منسلک کیا ہے لیکن اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ولادت باسعادت حضرت اخون درویزہؒ

حضرت اخون درویزہ باباؒ ۹۴۰ھ بمطابق ۱۵۳۳ء میں اس دار فانی میں تشریف لائے بعض تذکرہ نگاروں نے کوئی خاص تاریخ ولادت معین نہیں کی ہمارے اس تاریخ کے ساتھ حضرت عبدالحلیم اثر افغانی کی تحقیق برابر ہے آپ نے روحانی تڑون میں تحریر کیا ہے کہ تذکرۃ الابرار والاشرار ۱۰۲۱ھ بمطابق ۱۶۱۲ء میں مرتب ہوا ہے اس وقت حضرت اخون درویزہ باباؒ کی عمر اسی سال تھی جو کہ تذکرۃ الابرار والاشرار ۱۰۲۱ھ بمطابق ۱۶۱۲ء میں مرتب ہوا ہے اس وقت حضرت اخون درویزہ باباؒ کی عمر اسی سال تھی جو کہ تذکرۃ الابرار میں ذکر ہے اس حساب سے آپ کی پیدائش کا سال ۹۴۰ھ بمطابق ۱۵۳۳ء بنتا ہے (روحانی تڑون)

آپ کے والد کا نام شریف شرف الدین المعروف بہ اخون گدا ہے جس کا مزار مبارک علاقہ بونیر میں ہے آپ ایک عالم باعمل تھے اور مذہبی کتاب جو پشتو اشعار میں ہے اور تقریباً تین سوصفحات پر مشتمل ہے جس میں نماز، روزہ، حج اور زکواۃ اور کئی دوسرے اہم مسائل پشتو نظم میں موجود ہے دادے کا نام ظہیرالدین المعروف بہ اخون رحمت بابا کے نام

سے مشہور ہے پرداد ے کا نام سعید جو کہ اخون سعدی کے نام
سے مشہور ہے اخون سعدی ننگرار میں جوان ہوا اور ۸۸۰ھ
بمطابق ۱۴۷۵ء جس وقت یوسف زئی قوم مرزا الغ بیگ سے
خفہ ہوئے تو واپس ننگرار سے آئے اور آپ دعا کے لئے ان
کے ساتھ آئے تھے خیبر کے راستہ میں صوبہ سرحد آئے اور
لڑائیوں میں آپ ان کے ساتھ تھے اور ۹۲۰ھ بمطابق
۱۵۱۴ء کے لگ بھگ سوات بونیر فتح کیا گیا تو شیخ ملی نے
زمینوں کی تقسیم کی تو اخون سعدی کی خدمات کے صلہ میں اور
عزت واحترام کے سبب سے تیس افراد کے برابر حصہ ملا اور
ملیزی میں مندوزوں کے ساتھ حصہ دیا گیا اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ آپ کی حیثیت اپنی قوم میں ایک ممبر یعنی نمائندہ کے طور
تھا ۔ یہی بات مولانا اعجاز الحق قدوسی نے لکھی ہے وہ لکھتے ہیں
'' آپ کا دادا سعدی یوسفزئی قبیلہ کے سرداروں کے ہمراہ
مرزا الغ بیگ والی افغانستان کے ہاتھ سے یوسفزئی کے قتل
اور جلاوطنی کے زمانہ میں موجودہ صوبہ سرحد آیا تھا اور شیخ ملی
کی تقسیم اراضیات میں ان کے خاندان کو حصہ دیا گیا تھا ۔''
(تذکرہ صوفیائے سرحد)

سید بہادر شاہ کاکاخیل اپنی کتاب پختون تاریخ کی
روشنی میں لکھتے ہیں ۔

'' شیخ ملی کی اراضیات میں ان کوملیزائے علاقہ دیا گیا تھا'' یہی بات سید تقویم الحق کاکاخیل نے لکھی (مقدمہ مخزن) اخون سعدیؒ کی عبادت اور سخاوت کے متعلق حضرت اخون درویزہ باباؒ تحریر کرتے ہیں'' کہ سعدی اپنی سخاوت اور عبادت کی وجہ سے شیخی اور پیشوائی سے مشہور تھے یوسفزئی قوم بھی ان کی عزت واحترام کرتے تھے اور حاکموں کے ہاں بھی عزت مند وقدرمند تھے اور آپ کے احترام بجالاتے تھے۔ یوسفزئی قوم کے ساتھ اخون سعدی کے ہمراہ بہت سے پاچینی قوم بھی آئے تھے ان میں حاجی محمد زنگی اور سید مصراحمد بھی تھے اور ان پاچینی قوم سے حضرت اخون سعدی نے اپنے بیٹے شریف شرف الدین المعروف بہ اخون گدا کے لئے شادی بھی کی تھی حضرت اخون درویزہ باباؒ نے اس نیک خاتون کا نام قراری بنت نازو خان بن ملک داؤد پائی بن ملک بابو بن سلطان قران بن سلطان خواجہ بن سلطان تومنا بن سلطان بھرا تم بن سلطان کھجامن بن سلطان بندو بن سلطان جسر بن سلطان جمار لکھا ہے اور سلسلہ نسب سکندر ذی القرنین کے ساتھ لگتا ہے۔قراری بی بی بہت نیک اور بزرگ خاتون تھی اپنی زندگی میں تہجد کی نماز بھی قضا نہیں کی۔اس نیک خاتون کے متعلق حضرت اخون درویزہ بابا لکھتے ہیں'' ایک دن جب

میں نے ان کی دائیں آنکھ دیکھا تو وہ سبز ہوئی تھی میں نے پوچھا کہ امی جان یہ کیا ہوا اس نیک خاتون نے کہا کہ میرا والد تہجد گذار اور نیک تھا اور میں بھی اس کے ساتھ تہجد کی نماز ادا کرنے میں شریک ہوتی آج رات تمہاری بیٹی میرے گود میں تھی جب میں صبح اٹھی تو وہ رونے لگی تو میں اسی کو خاموش کرتی تھی اور میری آنکھیں لگ گئیں اس حال میں میں نے انگلی دیکھی لیکن کسی کو نہیں دیکھا وہ انگلی میری آنکھ میں داخل ہوگئی اور کسی نے کہا کہ اٹھو چار سال زندگی تمہاری باقی ہیں چار سال بعد وہ وفات پاگئی تو اس کی آنکھ اسی طرح سبز تھی'' (ارشادالطالبین ۱۶۱)

آگے لکھتے ہیں'' کہ وہ جب دعا کرتی تو یہ دعا کرتی اے اللہ میری اولاد شریعت کے راستہ پر مستقیم رکھے اور انسانیت کے اخلاق پر رکھ اگر ایسا نہ ہو تو پھر ان کو کم عمری میں موت دے کہ ان سے گناہ سرزد نہ ہو۔ (تذکرۃ الابرار ۱۸۷)

حضرت اخون درویزہ باباؒ کے نام کے سلسلہ میں بعض مورخین نے عبداللہ یا اللہ داد تجویز کیے ہیں لیکن قوم پختون میں ملنگ، کچکول یا قلندر، فقیر اس قسم کے نام ہیں اور اللہ داد یا عبداللہ آپ کے کسی بیٹے کا نام ہے تو والد اپنے بیٹے کے لئے

کس طرح اپنا نام رکھواتے ہیں۔ آپ کے صاحبزادوں میں
سے سب سے بڑے میاں کریم دادا ہے جو کہ بڑے عالم و
فاضل اور اپنے زمانے میں یکتا تھا آپ نے مخزن کو آ تک
پہنچایا ہے جو کہ آپ کے والد کی زبان سے آئے خزینۃ
الاصفیاء میں مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کے مناقب لکھے
ہیں اور حافظ الپوری نے اپنے دیوان میں آپ کے متعلق یوں
فرمایا ہے۔

یو عالم وے بل شهید شوے عجب درفرید شوے
دکانجو میاں کریم داده ما نیولے لمن ستاده

ترجمہ:۔ یعنی ایک تو آپ عالم تھے دوسرا یہ کہ آپ کو شہادت
بھی نصیب ہوئی کانجو میاں کریم داد میں نے آپ کا دامن
روحانی طور پکڑا ہے آپ کئی کتابوں کے مؤلف بھی ہیں اور
آپ شاعر بھی تھے کتاب مکتوبات میاں کریم دادا بھی طبع ہو
چکی ہے جو کہ آپ کے قلم کا شاہکار ہے۔ میاں کریم داد رحمتہ
اللہ علیہ جس کا مزار مبارک مدین تیرات میں واقع ہے اور
دوسرا مزار کانجو کبل سوات میں ہے ان دو مزاروں کا واقعہ یہ
ہے کہ جس وقت حضرت میاں کریم داد دریا سوات تیرات
کے قریب شہید ہوئے تو یہاں کے لوگوں نے مدین تیرات

میں دفن کیا چونکہ آپ کانجو سوات میں رہتے تھے تو کانجو والوں نے آپ کے بدن مبارک کو یہاں سے نکال کر وہاں کانجو لے گئے پھر جب مدین والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے وہاں سے نکال کر دوبارہ یہاں لے آیا اور دفن کیا اس وقت اس پر سیمنٹ سے ایک قبر بنایا اور دو چھوٹے چھوٹے منارے بنائے پھر اس قبر کے اوپر مٹی اور ریت ڈال دیئے اور مشہور کیا کہ یہاں خون نکلی ہے یہ قبر اس پر ہے فقیر نے کم عمری میں اس قبر کو دیکھا تھا جب کہ اس پر مٹی اور ریت تھا پھر کانڑا بابا شدگلہ پیر صاحب نے اپنے ایک ملنگ کو بھیجا اور کہا کہ میاں کریم داد مدین میں ہے اس قبر پر ایک بڑا درخت تھا اس درخت کو کٹوایا اور مٹی ریت کو اٹھا کر اس کے نیچے سے وہی سیمنٹ والا قبر اور وہ چھوٹے چھوٹے منارے نکل آئے اور پھر اس کے اوپر بڑا قبر بنایا اور قبر کے دونوں سروں پر روشن دان بنائے ہیں اس میں وہی پرانا قبر موجود ہے جو کوئی دیکھنا چاہتا ہے دیکھ سکتا ہے اتنے خوبیوں کے مالک اور خلیفہ نے اپنے والد ماجد کے لئے بہت سی القابات لکھے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

ملک العلماء الراسخین، رئیس الفضلاء المتبحرین تاج العرفاء الکاملین زبدۃ الاصفیاء الواصلین سیف السنت

والشریعۃ الغراء الی اللہ الباری شیخ الاسلام والمسلمین شیخ درویزہ ننگرھاری قدس اللہ سرہ العزیز اگر آپ کا کوئی دوسرا نام ہوتا تو آپ اپنے والد کے لئے ضرور لکھتے اور ذکر کرتے لیکن آپ کے صاحبزادے نے دوسرا کوئی نام نہیں لکھا اور نہ ذکر کیا ہے۔ اخون خواندن سے ہے جو کہ پڑھنے کو کہا جاتا ہے اور درویز مانگنے والے کو کہا جاتا ہے تو آپ کے والد نے اس لئے اخون کا نام تجویز کیا کہ در، دریعنی ہر جگہ سے حصول علم سے بہرہ ور ہو اور صوبہ سرحد میں دینی طلباء جب دینی علم پڑھتے ہیں تو وہی دینی طلباء لوگوں کے گھروں سے اپنا وظیفہ اکٹھا کرتے ہیں اور یہ طریقہ آپ نے ایجاد کیا تھا جو کہ ابھی تک صوبہ سرحد میں رائج ہے۔ دائرہ معارف اسلام میں ہے۔ اخون عربی زبان میں علامہ اور زمانہ قدیم میں پی ایچ ڈی ڈاکٹر کو کہتے تھے یہ لقب وسط ایشیاء ایران اور مغربی ترکستان میں دینی پیشوا مفتیوں اور بلند پایہ علماء کے لئے استعمال ہوا ہے (ج ۳ صفحہ ۲۰۹)

تذکرہ الابرار والاشرار میں ہے کہ بچپن میں اکثر میں روتا تھا اور والدہ صاحبہ میرے رونے سے تنگ آکر مجھے تیز رسید کرتی اور اسے کچھ پتہ نہ چلتا اور میں یہ بھی نہ کہہ سکتا تھا

کہ میں قبر کی تنگی اور اندھیرے کی ہیبت سے روتا ہوں۔ آگے وہ تحریر کرتے ہیں۔ ''جب میں نے ہوش سنبھالا تو دن کو روزہ رکھتا اور رات کو عبادت کرتا اور ہمیشہ وضو سے رہتا اور ہر وقت امرونہی کا خیال دل میں رکھتا یہاں تک کہ بدن کا تزکیہ نفس اور صفائی حاصل ہوئی اور دینی پابندی زیادہ ہوتی تھی اور دن بدن دل کی صفائی تیز ہوجاتی تھی جب وہ بلوغ کو پہنچا تو اسے وہ حاصل ہوا جو وہ چاہتا تھا'' (تذکرۃ الابرار والاشرار صفحہ ۱۵۸)

اکثر لوگ کشف وکرامت کو بزرگی جانتے ہیں اور بزرگی کشف وکرامت خیال کرتے ہیں ان دونوں کے فرق سے بہت کم لوگ واقف ہیں اور یہ واقفیت بہت علم چاہتا ہے اور جب اخون درویزہ باباؒ کو روح کی صفائی حاصل ہوئی تو کشف کے دروازے اس پر کھول دیئے گئے اور لوگوں نے ان کی بزرگی تسلیم کی یہاں تک کہ اس وقت کے علماء اور سنجیدہ لوگ اس سے پوشیدہ باتوں کے متعلق پوچھتے تھے ملاسنجر پاپینی کے بعد میں حضرت اخون درویزہ باباؒ کے اساتذہ میں سے ہے ایک لڑائی کے نتیجہ میں شدت سے منتظر تھے تو اس نے حضرت اخون درویزہ باباؒ سے پوچھا کہ ترکلانیاں نے کان سرائے کے لوگوں کو بند کئے ہیں تم یہ بتاؤ کہ ان کا کیا حال

ہے حضرت اخون درویزہ باباؒ کان سرائے کو کبھی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا تو اس نے توجہ کی تو سب سے پہلے کان سرائے کی تفصیل بیان کی کہ یہ علاقہ دو دریاؤں کے درمیان میں ہے اور دوسری باتیں اس گاؤں کے متعلق بھی بتادی تو جب اس نے تصدیق کی کہ بس یہ وہی جگہ ہے تو اس کے بعد خوش خبری دی کہ ترکلانیاں کو شکست ہوئی کچھ مدت کے بعد یہ خبر پہنچی تو اس وقت وہی واقعہ ہوا تھا (تذکرۃ الابرار صفحہ ۱۵۸) فقیر کے اس بیان سے شاید بعض لوگ یہ اعتراض کریں گے کہ علم غیب خاصہ اللہ تعالیٰ ہے کسی ولی یا نبی کو یہ علم حاصل نہیں تو کشفی واقعات بھی اس زمرہ میں ہے تو اس کے متعلق اتنا عرض ہے کہ علم غیب دو قسم پر ہے ایک علم غیب ذاتی، مستقل اور غیر متناہی اور قدیم ہے دوسری قسم علم غیب کی عطائی اور غیر مستقل اور متناہی اور حادث ہے جب کسی علم غیب کے متعلق بات ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہو تو وہ ذاتی اور مستقل اور غیر متناہی اور قدیم ہوگا اور جب کسی ولی یا نبی کی طرف اس بات کی نسبت ہو تو وہ متناہی اور حادث، غیر مستقل اور عطائی ہوگا اور یہ دونوں اقسام قرآن مقدس میں مذکور ہے اور تمام قرآن مقدس پر ایمان فرض ہے اس عطائی علم غیب پر تقریباً چودہ آیات دال ہیں اور ذاتی علم غیب کے متعلق پانچ آیات

کریمہ دال ہیں وہ آیات جو علم غیب عطائی پر دال ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ (البقرہ) اور کوئی اس کے علم کے کسی چیز کو احاطہ میں نہیں لا سکتا مگر وہ احاطہ میں لا سکتے ہیں جس کو اللہ چاہے۔یعنی اللہ ان کو علم دے دیتا ہے۔

۲۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ (العمران) اور اللہ تعالیٰ تمہیں غیب پر اطلاع نہیں دیتا لیکن اپنے پسندیدہ رسولوں میں سے جس کو چاہے اطلاع دیتا ہے اس آیت کریمہ میں مجتبیٰ رسولوں کو غیب کی اطلاع کا بیان موجود ہے اور باقی عام لوگوں سے اس علم کی نفی کی گئی ہے تو اگر ہمیں غیب کی اطلاع نہیں تو پھر ہم برگزیدہ رسولوں کی اطلاع علی الغیب کی نفی کیوں کرے جب کہ اللہ تعالیٰ خود اس کا اعلان فرما رہے ہیں۔

۳۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (النساء) اور سکھایا تمہیں وہ علم جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا

فضل تھا وہ کونسا علم تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کو سکھایا وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا علم تھا چونکہ اللہ غیب ہے اور اللہ کی معرفت یعنی پہچان جس کو حاصل ہو تو پھر اللہ کی قدرت اور صنعت کا علم بھی سکھایا ہوگا۔ تو جس علم سے لوگ نفی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے وہ آپ کو سکھایا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو اس کو علم دے دیتا ہے جو وہ نہیں جانتا اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ وہ علم ما کان وما یکون ہے یعنی جو کچھ ہوا یا ہونے والا ہے ایسا ہی تفسیر کاشف البیان میں ہے جس کا شوق ہو وہ ان دو تفاسیر کو دیکھ سکتا ہے۔

۴۔ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتا ہے کہ میں تمہارے کھانے کی چیزیں جو تم کھاتے ہو بتا دیتا ہوں اور جو کچھ تم گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوا کہ پیٹ کی چیزیں جو پیٹ میں ہوتی ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو بتا دیتے ہیں اور گھروں میں موجود رکھی ہوئی چیزیں وہ بھی بتا

دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ اس کو بھی شرک سے تعبیر کریں گے معلوم ہوا کہ یہ علم عطائی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا ہے اور وہ کائنات میں ان چیزوں کی جو دوسروں کے لئے غیب ہے ان چیزوں کے بتانے کا اعلان فرما رہا ہے۔

۵۔ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن) اللہ تعالیٰ غیب پر عالم ہے کسی پر (عام لوگ) ظاہر نہیں کرتا مگر جو پسندیدہ رسول ہو ان پر ظاہر کر دیتا ہے اور ہر رسول سے اللہ تعالیٰ راضی ہے کوئی ایسا رسول نہیں ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو کیونکہ نبوت وھبی ہے کسبی نہیں اور اللہ تعالیٰ انسانوں میں ان ہستیوں کو نبوت کے لئے چن لیتا ہے جس کو وہ چاہے۔

۶۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (التکویر)
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب کی پوشیدہ باتوں کی بتانے میں بخیل نہیں وہ جو لدنی علم ہے وہ لوگوں کو عطا کرتا ہے بمطابق حدیث نبوی اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي میں تقسیم کرنے والا ہوں ان علوم کا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔

۷۔ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ

عِلْماً (القصص) جب وہ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام جوان ہوئے اور چالیس سال کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اس کو حکمت اور علم دیا۔ اس سے علم لدنی اور نبوت مراد ہے چونکہ نبی نبا سے بنا ہے اور نبأ غیب کی باتوں سے خبردار والے کو کہا جاتا ہے تو ہر نبی کو اللہ تعالیٰ پوشیدہ علوم سے نوازتا ہے۔

۷۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ (الرحمان) رحمان نے حضور انور معلم ومقصود دو کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کا علم دیا۔ چونکہ قرآن مقدس میں جن جن اشیاء کا ذکر موجود ہے اگر حضور علیہ السلام ان اشیاء کی ماہیت اور تمام علوم سے واقف نہ ہو جو قران میں ذکر ہے تو پھر کس طرح قرآن کے علم سے وہ عالم ہوں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا دعویٰ ہے کہ رحمان نے قرآن کا علم دیا ہے۔

۸۔ وَ عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا (البقرہ) اور حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کے نام سکھائے اور ان اشیاء کے ناموں کے علاوہ ماہیت بھی سکھایا جیسا کہ مفسرین نے وضاحت کئے ہیں جب آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے آدم

علیہ السلام کو کلی علم ناموں کا سکھایا تو یہ علم عطائی ہوئی اور ہم اہلسنت و جماعت انبیاء اور اولیاء کے عطائی علم کے قائل ہیں نہ کہ ذاتی علم کے۔

۹۔ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (الکہف)

ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ کو پایا ہم نے اس کو اپنے جانب سے رحمت عنایت کیا تھا اور ہم نے اپنے جانب سے علم سکھایا یعنی لدنی علم دیا لدنی علم غیوبات کے علم کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے دلوں میں القاء کرتا ہے یا وہ اپنے آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کے پاس بھیجا اور پھر آپ نے اس کے ساتھ اس کا جواب دیا کہ اس دیوار کے نیچے خزانہ پڑا ہے جب دریا کو عبور کر گئے تو اس کشتی میں سوراخ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا بعد میں جب جواب دیا کہ ایک ظالم بادشاہ اپنے بیگار میں کشتیاں لیتا ہے اس لئے میں نے سوراخ کیا کہ اس کشتی کو عیب ناک تصور کر کے بیگار کے لئے نہ لے جائے اس طرح ایک لڑکے کو قتل

کیا جب اس نے اعتراض کیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس لڑکے کے والدین مومن ہیں اور اگر یہ لڑکا بڑا ہوتا تو ان کے لئے وبال ایمان ہوتا۔ یہ تمام باتیں غیب کی ہیں اگر کسی ولی یا نبی کے لئے یہ شرک ہو تو پھر حضرت خضر علیہ السلام کے لئے یہ علم غیب کس طرح دے دیتا ہے بلکہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے جس کو چاہے دے دیتا ہے کوئی اس کو روکنے والا نہیں۔

۱۰۔ ذَالِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ (یوسف) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہیں وحی کرتے ہیں۔ ان واقعات جو حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے درمیان ہے ان واقعات کو اللہ تعالیٰ غیب کی خبروں سے تعبیر کیا۔

۱۱۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ (الرحمان) اللہ نے انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا اور بیان ما کان و ما یکون انہیں سکھایا یہ تفسیر معالم التنزیل و خازن دونوں نے کی ہیں۔

۱۲۔ ذَالِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ ۔ (العمران) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔

۱۳۔ وَلُوْطاً اٰتَیْنَاہُ حُکْماً وَّ عِلْماً (انبیاء) اور لوط علیہ السلام کو ہم نے حکمت اور علم عنایت کی۔ اس سے مراد علم لدنی و علم غیب ہے۔

۱۴۔ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمَانَ عِلْماً وَ قَالَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ (النمل) اور ہم نے داوٗد و سلیمان علیہما السلام کو علم دیا اور ان دونوں نے کہا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اللہ وہی ذات ہے کہ ہمیں فضیلت دی بہت سے مومن بندوں میں سے ان تمام آیات میں علم غیب عطائی نیک مخلوق کے لئے اثبات موجود ہے اور احادیث نبویہ میں بھی ہیں ایک حدیث شریف جو مشکواۃ شریف میں نقل ہے ک حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے مجھ سے فرمایا کہ ملائک کس بات پر جھگڑتے ہیں تو میں نے کہا کہ اللہ جانتا ہے پھر اللہ نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان دست قدرت رکھا میں نے اس کی برودت کو محسوس کیا اپنے سینے میں پس میں نے جان لیا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمینوں میں ہیں۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث

شریف کے تحت لکھتے ہیں دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین بود عبارت است از حصول تمام علوم جزوی و کلی واحاطہ آں ۔ (اشعہ اللمعات شرح مشکواۃ) میں جان لیا جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے یہ عبارت ہے کہ آپ تمام علوم جزوی و کلی اور ان تمام علوم پر احاطہ آپ کو حاصل تھے ۔ اب وہ پانچ آیات جن سے علم غیب کی نفی غیر اللہ کے لئے ثابت ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں ۔

۱۔ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ (الانعام) اللہ کے ساتھ غیب کی چابیاں ہیں اس پر اللہ کے سوا کوئی عالم نہیں ۔ اس سے علم غیب ذاتی مراد ہے ۔

۲۔ قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَ لَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ (انعام) فرما دیجئے اے میرے حبیب میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب (ذاتی) جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں ملائکہ ہو ۔ حدیث شریف میں ہے کہ مجھے زمینوں کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں تو جب خزانوں کی

چابیاں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہیں
تو پھر وہ دوسروں کو بعطائے الٰہی نہیں دے سکتا حالانکہ
حدیث شریف میں ہے اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی
میں تقسیم کرنے والا ہو جو اللہ نے مجھے عنایت فرمایا
ہے۔

۳۔ وَ لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ
الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْءُ (الاعراف) اور اگر
میں غیب (ذاتی) جانتا تھا تو میں نے زیادہ خیر جمع کیا
ہوتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی خیر آپ نے جمع نہیں
کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے کیونکہ قرآن مقدس
میں ہے وَمَن یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ اور جس
کو اللہ تعالیٰ حکمت عنایت کرتا ہے تو اس کو خیر کثیر
عنایت فرماتا ہے تو نبوت حکمت ہے اور ہر نبی کو یہ
حکمت حاصل ہے تو خیر کثیر ہر نبی کے لئے حاصل ہوا۔

۴۔ قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ (النمل) فرما دیجئے اے میرے
حبیب کہ کوئی نہیں جانتا غیب جو کچھ آسمانوں اور
زمینوں میں ہے سوا اللہ تعالیٰ کے۔ اب ہم بھی اللہ
تعالیٰ کے علم غیب کے قائل ہیں بات تو علم غیب عطائی

حادث، غیر مستقل اور متناہی کی ہے۔ اب اگر کوئی یہ
نبی اور ولی کے علم غیب عطائی کے رد میں یہ آیت
کریمہ پیش کرتا ہے تو وہ مشرک ہوتا ہے کیونکہ اس
آیت کا معنی یہ ہوا کہ علم غیب عطائی، حادث، متناہی
اور غیر مستقل کو کوئی نہیں جانتا جو کچھ آسمانوں اور
زمینوں میں ہے سوا اللہ تعالیٰ کے تو یہ کفر نہیں بلکہ شرک
کی بات ہے اللہ امان میں رکھے۔

۵۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ
وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ (لقمان)

بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت کا علم ہے اور بارش
برسانا اور وہ جانتا ہے جو رحموں میں ہے یعنی ماں کے پیٹ
میں۔ اس آیت کریمہ میں وضاحت ہے کہ اللہ کے
ہاں قیامت کا علم ہے اور بارش برسانے کا علم اور ماں کے
پیٹ میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ اس پر عالم ہے اس دنیا میں کوئی
بھی نہیں جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس یہ علم نہیں بلکہ ہم اہل
سنت تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں میں سے جس
کو چاہے یہی علوم سکھاتے ہیں اور عطا کرتے ہیں اور یہی اکثر
مفسرین کا عقیدہ ہے جیسا کہ تفسیر صاوی شریف میں ہے
وَالَّذِىْ يَجِبُ الْاِيْمَانُ بِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ لَمْ یَنْتَقِلْ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَعْلَمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ بِجَمِیْعِ الْمُغِیْبَاتِ الَّتِیْ تَحْصِیْلُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَھُوْ یَعْلَمُھَا کَمَا ھِیَ عَیْنَ الْیَقِیْن ۔ (الصاوی علی الجلالین) وہ جس پر ایمان واجب ہے وہ یہ ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مغیبات کا علم دیا ہے وہ جو دنیا اور آخرت میں ضروری ہے تو وہ جانتا ہے عین الیقین کی طرح ۔

قرآن مقدس میں ہے کہ کُلُّ صَغِیْرٍ وَّ کَبِیْرٍ مُسْتَطَرٌ لَاحَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَ لَاَ رَطْبٍ وَ لَاَ یَابِسٍ اِلاَّ فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْن ۔ ہر چھوٹا بڑا لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور رطب و یابس مگر لوح محفوظ میں ہیں ۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں سب کچھ ہے اور حضور معلم مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ علوم میں سے لوح محفوظ اور قلم کا علم ہے ۔ قصیدہ بردہ میں ہے وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ آپ کی علوم میں سے لوح اور قلم کا علم ہے ۔ جب لوح محفوظ میں سب کچھ ہیں تو معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہوسلم سب پر عالم ہیں اور قلم کا علم خدا جانے کہ وہ کیا ہے

اس پر بھی حضور علیہ السلام عالم ہیں یعنی جو کچھ لوح محفوظ میں قلم نے لکھایا جو کچھ کراما کاتبین لکھتے ہیں ان سب پر حضور معلم ومقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم ہیں اب ہم اپنے مقصد کی طرف چلتے ہیں کہ جو غیبی واقعات حضرت اخون درویزہ بابؒا سے ظاہر ہوئے ہیں وہ علم غیب عطائی، حادث اور منتہی اور غیر مستقل ہیں اس کے ماننے پر عقیدہ میں کوئی خلل نہیں آتا بلکہ یہ غیبی واقعات بزرگوں کی کرامات سے ہیں اس لئے اس کا ماننا ضروری ہے۔

تحصیل علوم اسلامیہ

تذکرۃ الابرار والاشرار میں ہے کہ "ایک دفعہ وہ شکار کی نیت سے علاقہ بونیر کے پہاڑوں میں گیا تھا اور جعفر نامی پہاڑ کے قریب وہ بیٹھا ہوا تھا کمان میں تیر رکھ کر نشانہ بنائے ہوئے بیٹھا اور دل میں آخرت کا غم اور فکر تھا کہ اچانک اس نے دو آدمیوں کو دیکھا انہوں نے کمر بند باندھے ہوئے تھے اور سفید ریش تھے اور ہاتھ میں عصا پکڑے ہوئے تھے دونوں نے احسن الخالقین، رب العالمین کہا اور غائب ہوگئے حضرت اخون درویزہ باباؒ نے یہ یاد کیا لیکن اس کو پتہ نہ چل سکا کہ یہ کیا مغالطہ ہے حضرت اخون درویزہ باباؒ جب وہاں

سے تشریف لائے تو اپنے علاقہ کے بڑے مولوی صاحب ملا مصر احمد جو سید محمود ولی بخاری کی اولاد میں سے تھے یہ واقعہ سنایا تو مولوی صاحب نے بھی کہا کہ میں نے رات کو آپ کے متعلق خواب دیکھا ہے کہ آپ بڑے دریا میں ڈوب گئے ہیں جتنا کہ میں نے ہاتھ پاؤں مارے لیکن آپ سے پیچھے رہتا یہاں تک کہ آپ مجھ سے غائب ہو گئے اس خواب اور آپ کے اس واقعہ کی تعبیر ایک جیسا ہے اگر آپ نے علم کی کوشش شروع کی تو آپ ایسے مقام تک پہنچ جاؤ گے کہ ہم تمام آپ سے پیچھے رہ جائیں گے۔'' آگے تحریر کرتے ہیں۔'' کہ اس وقت میری والدہ نے کچھ تحفہ لایا اور مولوی مصر احمد صاحب نے مجھے تختہ پر حروف تہجی لکھا یہ ظہر کا وقت تھا تو عشاء تک میں نے حروف تہجی کے سات تختیاں لکھ دیئے اور پھر میں نے ابجد شروع کیا اس کے آخر میں احسن الخالقین ، رب العالمین لکھا تھا پھر میں ہر روز دو سورتیں یاد کرتا سورہ فجر تک پھر اس کے بعد ہر روز ایک سورت پڑھتا یہاں تک کہ جب سال کے اختتام میں میں نے قرآن مجید اور کچھ کتابیں پڑھ کر ختم کیے اور ہمارے مولوی مصر احمد صاحب مجھ سے کچھ مسائل پوچھتے یہ مجھ پر خدا کا فضل تھا کہ جو کچھ میں پڑھتا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حافظہ کی طاقت سے یاد رہتا '' (تذکرۃ الابرار

والاشرار)

مولوی سید مصر احمد صاحب مولوی زنگی پاچینی اور ملا سنجر پاچینی سے علوم حاصل کر کے مزید علم کے حصول کے لئے ہندوستان تشریف لے گئے جو علم کا مرکز تھا ان علماء میں سے ایک مولوی جمال الدین کا ذکر فرماتے ہیں۔ خدا جانے کہ کتنے علماء اور صلحاء کو دیکھ چکے ہوں گے اور کن کن علماء سے تحصیل علم کا حصول کیا ہو اسی طرح آپ نے بخارا اور یوسف زئی کے علماء کا بھی ذکر کیا ہے۔ تذکرۃ الابرار میں مزید وضاحت مندرجہ ذیل ہے۔

علم کے حصول کے دوران حضرت اخون درویزہ باباؒ کا جوش ریاضت اور تقویٰ مزید بڑھتا گیا اور کتب بینی آپ کے درمیان حائل نہ ہو سکی تو حضرت اخون درویزہ باباؒ ہندوستان کے ان علماء اور طلباء سے شکایت کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ میں بچپن سے جوانی تک اللہ سے ڈرتا اور آپ کی عدالت کی ہیبت سے ڈرتا تھا تو جب میں نے طلب علم شروع کیا تو اپنے استاد مولوی مصر احمدؒ کو بہت زیادہ ڈرنے والا دیکھا تو میرا یہ ڈر اور بھی زیادہ ہوا جب میں مولوی جمال الدین ہندوستانی کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے طلباء کو جب میں نے دیکھا کہ وہ قہقہ سے ہنستے ہیں اور بے تکلف

باتیں کرتے ہیں اور موت کا ڈر ان کے دل میں نہ تھا تو ان کی صحبت سے میرے دل سے بھی رعب کم ہوتا جاتا اور روح کی بے قراری بھی کم ہوتی جاتی نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ مجھے یاد آیا (تذکرۃ الابرار صفحہ ۱۶۶) حضرت اخون درویزہ بابا جب ریاضت اور علم کے مراحل طے کرتا تو حضرت پیر بابا سید علی غواص ترمذیؒ جو بعد یں آپ کا مرشد کامل بن گیا وہ علاقہ سدوم میں سکونت پذیر تھے تبلیغ اور تدریس وارشاد میں مصروف تھے۔ حضرت پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ ۹۰۸ھ بمطابق ۱۵۰۲ء میں ہندوستان میں پیدا ہوئے تھے آپ کے والد ماجد حضرت سید قنبر علی شاہ بادشاہ کا رشتہ دار تھا اور دربار کا تعلق دار بھی تھا لیکن اس کا دادا سید احمد یوسف ایک عالم اور بزرگ شخص تھا تو حضرت سید علی ترمذیؒ نے اپنے دادا کا راستہ اختیار کیا اس سے تحصیل علم کی اور اس دینی محبت کی وجہ سے سلسلہ کبرویہ میں خلیفہ مجاز ہوا پھر آپ نے شیخ سالار رومی رحمتہ اللہ علیہ سے چہار سلاسل طریقت چشتیہ، سہروردیہ، شطاریہ اور ناجیہ و جلاجیہ میں بیعت کی ان چہار سلاسل میں خلیفہ یعنی ماذون ہوئے اور اپنے پیر کے ارشاد کے مطابق علاقہ کوہستان روانہ ہوئے حضرت اخون درویزہ بابا یہ کہانی ان کی زبان سے نقل فرماتے ہیں ''شیخ سے میں رخصت ہوا تو

میں نے کشمیر کوہستان کی نیت کی اتفاق سے گجرات کے دیہات میں سے کسی دیہات میں آیا اسی علاقہ کو داؤد پنڈ کہا جاتا ہے کیلاس نامی شخص نے مجھے دیکھا اور لوگوں کو بلایا کہ میں نے جس آدمی کو خواب میں دیکھا تھا یہ وہی شخص ہے آؤ ہم اس کو اپنا پیر بنالے اور شریعت مطہرہ کی بیعت اس سے کر لے میں نے امتحان کے طور پر اس سے پوچھا کہ تم نے یہ خواب اس سے قبل کسی کو بیان کیا ہے تو لوگوں نے گواہی دی کہ ہاں آپ کے چہرہ اور ماتھے کا پورا نقشہ بیان کیا تھا تو وہاں میں نے لوگوں کو بیعت کرایا اور کچھ مدت کے لئے میں وہاں ٹھہرا۔

ہمایون نے جب شیر شاہ سے شکست کھائی اور باقی لشکر کے ساتھ کابل روانہ ہوا تو اسی جگہ میرے والد سے ملاقات ہوئی تو محبت سے مجھے گود میں اٹھایا اور مجھے کہا کہ میں غلطی پر تھا باپ دادا کی جگہ تم نے لے لی الحمد للہ کہ اس مرتبہ پر پہنچے دو ہمیانے ایک سونے اور دوسرا چاندی کا دیا تو میں نے کہا کہ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں تو اس نے کہا کہ یہ نذر ہے لے لو اور فقیر لوگوں پر خرچ کرلو۔ پھر میرے دل میں شوق بڑھتا گیا اور دل میں کہتا کہ اڑ کر شیخ سالار رومی کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ کہ اس پیری مریدی کے قید سے رہائی حاصل کرلو اس کی

طرف روانہ ہوا چند دن جب میں نے سفر کی تو شیر شاہ کی سپاہی ہمایون کے تعاقب میں آ رہے تھے چونکہ میں فارسی زبان میں باتیں کرتا تھا تو مجھے پکڑا اور دشمن خیال کیا انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کچھ مال و زر تمہارے پاس ہے میں نے کہا ہاں دو ہمیانے ہیں ایک سونے اور دوسرا چاندی کا انہوں نے کہا کہ یہ ہمارے ساتھ تعلق رکھتا ہے میں نے خادم کو اشارہ کیا کہ ان کو دے دو۔ (تذکرۃ الابرار صفحہ ۳۵ تا ۳۷)

پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ جب اجمیر شریف پہنچا تو حضرت سالار رومی وفات پا چکے تھے اس کے صاحبزادے نے والد کے اشارہ پر خرقہ پہنایا اور فرمایا کہ میرے والد نے تمہیں کوہستان کے علاقہ کو رخصت کیا تھا آپ کا اپنا وطن ترمذ بھی کوہستان ہے ادھر جاتے ہو یا کسی دوسرے کوہستان لیکن کوہستان کو ضرور جاؤ۔

پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ ترمذ کی نیت سے رخصت ہوا لیکن پشاور میں حاجی سیف اللہ کگیانی اور ملک گدائی کگیانی سے ملاقات ہوئی دونوں اجمیر میں ان کے معتقد ہوئے تھے۔

انہوں نے آپ کو درخواست پیش کی کہ کچھ دن ہمارے علاقہ میں گزار دو اور ان لوگوں کو دین کا راستہ دکھا دو

تو حضرت پیر بابا دوآبہ میں رک گیا۔ایک سال بعد آپ نے پھر ترمذ کا ارادہ کیا لیکن مرید اور عقیدت مند لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ علاقہ یوسفزئی میں دو ملحد ہیں کہ لوگوں کو حضور علیہ السلام کے دین سے بے راہ کرتے ہیں اور بہت شہرت انہوں نے حاصل کئے ہیں ایک ان میں سے غلجو کا پیر طیب ہے اور دوسرا پیر ولی پڑیچ ہے انہوں نے سماع کو رقص اور آلات لھو ولعب ڈھول و سرود کو حلال جانا ہے مرد و عورتیں اکٹھے رقص کرتے ہیں اور پیر ولی تو اپنے آپ کو خدا سمجھتا ہے اگر آپ علاقہ یوسفزئی کو جائے تو یہ لوگ گمراہی سے بچ جائیں گے تو پیر بابا علاقہ یوسفزئی کو آئے اور علاقہ سدوم میں رک گئے یہاں بارک شاہ زئی ملیزو کے ملک دولت نے اپنی بہن کو حضرت پیر بابا کے نکاح میں دے دیا اور پھر وہاں کے ہو گئے صرف ایک بار والدہ کے دیدار کے لئے تشریف لے گیا تھا اور پھر اس کے کہنے پر واپس آئے اور پھر وفات تک اس گاؤں سے کہیں نہیں گئے آخر اکیاسی سال کی عمر میں وصال فرمایا۔(تذکرۃ الابرار صفحہ ۳۹ تا ۴۴)

جس وقت حضرت پیر باباؒ گجرات سے اجمیر شریف روانہ ہوئے تو شیر شاہ پشتون افواج جب ہمایون کے تعاقب کر رہے تھے اور لاہور سے ہمایون کا بھاگنا رجب کے مہینہ

۹۴۷ھ بمطابق ۱۵۴۰ء کے لگ بھگ تھا (تاریخ فرشتہ) اور شیر شاہ سوری ۱۲ ربیع الاول ۹۵۲ھ میں وفات پا گئے اس حساب سے یہ واقعہ ۹۴۷ھ بمطابق ۱۵۴۰ء اور ۹۵۲ھ بمطابق ۱۵۴۵ء کے درمیان ہوا ہے تعاقب کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ۹۵۲ھ بمطابق ۱۵۴۵ء کے قریب نظر آتا ہے اگر یہ تاریخ صحیح ہو تو پھر پشاور کو واپسی کا اندازہ ۹۵۴ھ بمطابق ۱۵۴۷ء ہے اور ایک سال دوابے میں جو آپ ٹھہرے تھے وہ لگا کر تو پھر بونیر کو تشریف لے جانے کی تاریخ ۹۵۵ھ بمطابق ۱۵۴۸ء کا تعین کیا جاتا ہے اس وقت حضرت اخون درویزہ باباؒ کی عمر مشکل سے ۱۱ سال بنتا ہے تو پھر یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ جب حضرت پیر باباؒ دوآبہ تشریف لائے تھے تو حضرت اخون درویزہ بابا بھی ساتھ تھے اور یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ پیر باباؒ کے دوآبہ میں قیام کے دوران آپ سے بیعت کیا تھا (روحانی تڑون صفحہ ۱۴۱ ۴۴) یہ بات بھی مسلم ہے کہ حضرت اخون درویزہ باباؒ نے تحصیل علم کے بعد حضرت پیر باباؒ سے بیعت کیا تھا تو حضرت اخون درویزہ بابا اور پیر بابا کی ملاقات بعد میں ہوا ہے۔

پیر باباؒ سے ملاقات اور شرف بیعت

ایک دفعہ حضرت اخون درویزہ باباؒ اپنے استاد محترم حضرت ملا سنجر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے استاد نے اپنے پیرو مرشد شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سید علی ترمذی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں پہنچایا حضرت اخون درویزہ باباؒ خود لکھتے ہیں'' روزے از روز ہائے مخدومی و مشفقی مکرمی ملا سنجر شفقت نمودہ دلیل گشتہ مرایاں آستانہ طیبہ الخ (تذکرۃ الابرار صفحہ ۱۶۷) شرف ملاقات کے بعد میں نے زھد اور ریاضت کشف و کرامت کا حال بیان کیا تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ پشتون کے کامل پیر بن چکے ہو لیکن یہ اچھا نہیں کیا کہ بغیر فانی فی اللہ پیر یعنی مرشد کی اجازت کے بغیر ادمی گمراہ ہو جاتا ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۱۶۸)

اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ کا آستانہ اور گھر اس سے قبل موجود تھا کہ ملا سنجر اس آستانہ سے تعلق رکھتا تھا۔ پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ حسب دستور حضرت اخون درویزہ باباؒ کو بیعت سے مشرف فرمایا آپ کو ایام بیض کے روزے اور صلواۃ اوابین اور پانچ وقت نماز باجماعت کے ساتھ اور کئی دوسری چیزوں کے لئے تلقین فرمایا

حالانکہ اخون درویزہ بابا اس سے قبل بھی ان کاموں پر کار بند تھا کچھ مدت کے بعد آپ کے مشفق استاد حاجی الحرمین حضرت حاجی محمد المعروف ملازنگی پاپینی رحمتہ اللہ علیہ نے سفارش کی کہ حضرت اخون درویزہ ذکر وسلوک کا اہل ہے تو حضرت پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ نے شرائط تلقین کے بعد ذکر کی تعلیم شروع کی (تذکرۃ الابرار صفحہ ۱۷۰)

تصفیہ اور تزکیہ تو پہلے آپ کو حاصل تھا اور پھر جب بیعت کے بعد اس میں مزید اضافہ کیا تو آپ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ خواب اور کھانا اور لوگوں سے میل میلاپ کا سلسلہ برائے نام رہ گیا اور اس سے قبل جو کشف وکرامت آپ کو حاصل تھا اس کو بھی نظر انداز کیا اور آگے اپنے روحانی منازل طے کر رہا تھا اور کم مدت میں جو کچھ وہ حاصل کرنا چاہتا تھا وہ حاصل ہوا۔ (تذکرۃ الابرار صفحہ ۱۷۱) آگے مزید اس کتاب میں نقل ہے کہ حضرت پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ اب آپ کو علم تصوف میں اور بھی زیادہ کوشش کرنا چاہئے کہ اپنا ایمان اور لوگوں کے ایمان کے زوال سے بچا سکو گے اور کمزور مسلمانوں کو تشبیہ اور تعطیل سے بچاؤ گے کیونکہ بہت اہل ہوا اس مبارک علم میں فکر کرتے ہیں چونکہ اس مبارک علم کے اشارات اور عبارات سے آگاہ نہیں ہے تو اللہ

تعالیٰ کی معرفت میں غلط ہو جاتے ہیں اور کفر تک پہنچ جاتے ہیں بعض لوگ اللہ تعالیٰ کو مجسم تصور کر کے ایک شکل معین کرتے ہیں اور بعض اللہ تعالیٰ کو ایک جگہ پر مانتے ہیں جیسا کہ عرش ہے اور بعض ارواح اور انفاس کو خدا سے تشبیہ دیتے ہیں اور بعض تمام اشیاء کو ایک وجود اور ایک ذات کہتے ہیں بعض اللہ کو مخلوق میں اور مخلوق کو خدا میں گم جانتے ہیں اور بعض اللہ کو شبنم کی طرح سبزہ پر پھیلا ہوا تصور کرتے ہیں اور بعض اللہ تعالیٰ کو زرہ زرہ تصور کرتے ہیں علیٰ ھذا القیاس بے شمار ایسی باتیں ہیں کہ شریعت محمدی کے ساتھ ان باتوں کا کوئی تعلق نہیں ہیں وہ یہ بکواس کر کے خود بھی اور اپنے معتقدین کو کافر بناتے ہیں نعوذ باللہ من الکفر بعد الایمان ۔ تو آگے تحریر فرماتے ہیں کہ اس وقت میرے شیخ مرشد نے مجھے جام جہان نمائے دے دیا اور اس کا درس مجھے شروع کیا (تذکرۃ الابرار صفحہ ۱۷۲) سلوک کی راہ میں ایسے کھٹن مراحل آتے ہیں کہ سالک مختلف انوار مشاہدہ کرتا ہے اپنی روح اور وجود اور صفات خداوندی کو دیکھ لیتا ہے تو بہت سے لوگ ان انوار میں فرق نہیں کرتے ۔ اپنی روح اور وجود اور صفات خداوندی کو دیکھ لیتا ہے تو بہت سے لوگ ان انوار میں فرق نہیں کر سکتا معلوم تو یہ ہوتا ہے کہ حضرت اخون درویزہ باباؒ ان منازل تک

پہنچ کر تو حضرت پیر بابأ نے درس اور عمل دونوں راستے اکٹھے آپ پر کھول دیئے اور علم کی نکات مشاہدہ سے حل کرائے۔ حضرت اخون درویزہ بابأ اس سلسلہ میں تین کتابوں کا ذکر فرماتے ہیں جام جہان نمائے، لمعات، سوانح و دیوان خواجہ قاسم انوار (تذکرۃ الابرار صفحہ ۱۷۲) ان تین کتابوں میں زیادہ مشکل بحث وحدت الوجود کا ہے اور تصوف میں سب سے زیادہ مشکل مرحلہ یہی ہے۔

اخون درویزہ بابأ اپنے پیرومرشد سے جب سبق پڑھتا تو اس میں شب و روز تامل اور تحیر کرتا یہاں تک کہ اس بات کو سمجھ جاتا پھر وہی کیفیت اپنے شیخ و مرشد کو بتا دیتا تو آپ کے مرشد فرماتے کہ آپ نے ٹھیک کہا اور جب سبق کا درس مرشد دیتا تو فرماتا کہ آپ کے فہم میں یہ سبق پورا یاد ہوا اس کے بعد دوسرا سبق پڑھاتا اس طرح فکر اور سلوک کے دونوں مراحل سے آپ گذر گئے یہاں تک کہ خود آپ نے لکھا ہے کہ میں یہ کہتا کہ میں سمجھ گیا ان باتوں کو جو سمجھ کی قابل ہے اور آگے فرماتا ہے کہ یہ معلومات بھی نہ سمجھنے کے برابر ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے معلوم شد کہ ہیچ معلوم نہ شد (تذکرۃ الابرار صفحہ ۱۷۲)

شجرہ نسب حضرت پیر بابا ؒ

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سید علی ترمذی المشہور پیر بابا ؒ ترمذ میں پیدا ہوئے اس وجہ سید علی ترمذی کے نام سے مشہور ہوئے آپ حسینی سادات سے ہے آپ کا شجرہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچا ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے اور فاطمہ الزہراء کے لخت جگر اور حضور معلم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے تذکرۃ الابرار والاشرار میں حضرت اخون درویزہ بابا ؒ نے آپ کا شجرہ نسب یوں تحریر کیا ہے۔

سید علی ترمذی ؒ بن سید قنبر علی ترمذی بن سید احمد نور بن سید یوسف نور بن سید محمد نور بخش ترمذی بن سید احمد بیغم بن سید احمد براق بن سید احمد مشتاق بن سید شاہ ابوتراب بن سید حامد بن سید محمود بن سید اسحاق بن سید عثمان بن سید جعفر بن سید امیر علی بن سید عبدالرحیم بن سید محمود مکی بن سید محمد مہدی بن حسن عسکری بن سید علی نقی بن سید محمد تقی بن سید امام موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن بی فاطمہ زہرا بنت سرور کائنات فخر

موجودات حضور معلم ومقصود کائنات صلی اللہ

حضرت اخون درویزہؒ نے یہ شجرہ ا

لکھ کر معلم ومقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ و

یہی شجرہ شریف حضرت شیخ الاسلام والمسلمین

خود اپنے خلیفہ وماذون حضرت اخون درویز

شجرہ شریف کے ناقل حضرت اخون درویز

خان بریکوٹی نے یوں تنقید کی ہے وہ لکھتے

حضرت مولانا اخون درویزہ کی کتاب ۔

حضرت امام حسینؓ کے بعد حضرت علی کو

مولانا اخون درویزہ کی ذمہ داری ہے ہما

نسب کا حضرت علیؓ پر ختم ہونا زیادہ موزوں

علی کا خاندان پیغمبر اسلام کا خاندان ۔

درمیان میں لانا مولانا اخون درویزہ کی غ

ہے ۔(پیر بابا صفحہ ۷۹)

بریکوٹی صاحب کے اس تنقید کا

حسب ونسب والد کی طرف ہوتا ہے اور سا

ونسب حضور علیہ السلام کی طرف منسو

سادات کرام کا جد امجد ہیں تو حضور علیہ

صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہرا ہیں کیونکہ

ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْفَاطِمَۃُ بُضْعَۃٌ مِنِّیْ فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے اس لئے حضرت اخون درویزہ باباؒ نے سید علی ترمذی المعروف پیر بابا کے شجرہ میں فاطمہؓ کا نام لکھا ہے اس لئے کہ حضرت امام حسینؓ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ایک واسطہ تھا اور حضرت فاطمہ الزہراؓ ہیں حضور معلم ومقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہیں کہ ہر حسب ونسب والد کی طرف ہے اور میرا حسب ونسب میری بیٹی فاطمہ کی طرف نسبت ہے ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ ہر حسب ونسب منقطع ہوگا سوا میرے حسب ونسب کے کہ یہ قیامت تک رہے گا۔

بجیرمی کے حاشیہ جلد سوم صفحہ ۳۵۲ مطبوعہ مصر میں ہے فَالنَّسَبُ مُعْتَبَرٌ بِالْاٰبَاءِ اِلَّا اَوْلَادَ بَنَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ فَاِنَّھُمْ یَنْتَسِبُوْنَ اِلَیْہِ فَلَا یُکَافِئُھُمْ غَیْرُھُمْ۔ پس نسب کا اعتبار اسلام میں اباؤ اجداد سے ہے سوا اولاد بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ وہ حضور سید عالم علیہ السلام سے منسوب ہوتے ہیں پس آپ کی بیٹیوں کی اولاد کا کوئی غیر کفو نہیں ہوتا۔

بجیرمی علی منہج الکلاب ج ۳ صفحہ ۳۵۲۔ وَ بَنُوْھَاشِم وبنو المطلب اکفاء کی وضاحت فرمائے نعم

اَوْلَادُ فَاطِمَۃَ مِنھُمْ لَا یُکَافِھُمْ غَیْرُھُمْ مِنْ بَقِیَۃِ
بَنِیْ ھَاشِمِ لِاَنَّ مِنْ خَصَائِصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ
وَسَلَّمْ اِنَّ اَوْلَادَ بَنَاتِہٖ یَنْسِبُوْنَ اِلَیْہِ فِی الْکَفَائَۃِ وَ
غَیْرِھَا ۔ ترجمہ :۔ ہاں اولاد فاطمہ ان سے مستثنیٰ ہے جو
سادات حسنی حسینی کہلاتے ہیں باقی بنی ہاشم ان کے کفو نہیں
ہوتے کہ حضورؐ کے خصائص سے ہے کہ ان کی بنات کی اولاد
نسب و فضل و شرف میں آپ کی ذات سے منسوب ہے کفائۃ
وغیرہ تمام امتیازات و فضائل میں وہ آپ کے فرمان سے
فروع ہے۔

صواعق محرقہ مؤلفہ امام ابن حجر ہیتمی
مکی نے بھی یہ تحریر کیا ہے ثُمَّ مَعْنَی الْاِنْتِسَابِ اِلَیْہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ اَلَّذِیْ ھُوَ مِنْ
خُصُوْصِیَاتِہٖ اَنَّہٗ اَبٌ لَھُمْ وَ اَنَّھُمْ بَنُوْہُ (الصواعق
المحرقہ صفحہ ۹۵) پھر حضور علیہ السلام سے انتساب کا وہ معنی جو
آپ کی خصوصیات سے ہے کہ آپ کو جد سادات کہا جائے اور
سادات بنی فاطمہ کو اولاد رسول کہا جائے ۔ اگر کسی کو سادات
کی فضیلت کے متعلق معلومات درکار ہو تو امام یوسف النبہانی
کی کتاب اشرف المؤبد لال محمد اور الصواعق المحرقہ ابن حجر کی
ینابیع المودۃ، رشفۃ الصادی ، شرافت سادات ، السیف

الاسلوال مؤلفہ پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی کا مطالعہ چاہیئے ۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد حضرت فاطمہ الزہرا کے علاوہ بھی ہیں وہ سادات نہیں ہیں ان کو علوی یا اعوان کہتے ہیں مثلاً محمد بن حنیفہ اگرچہ وہ حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ کا صاحبزادہ ہے لیکن وہ سادات سے نہیں سادات کا سلسلہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں نہ کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے اس لئے حضرت اخون درویزہ باباؒ نے پیر باباؒ کا شجرہ نسب حضرت فاطمہ الزہراء سے منسوب کر کے معلم ومقصود و کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچایا ہے ۔ بریکوٹی صاحب کا یہ تنقید حقیقت پر مبنین نہیں ہے بلکہ دینی معلومات سے بے خبر ہونے کی نشانی ہے ۔

بریکوٹی صاحب آگے اپنی تالیف پیر باباؒ کے اس تنقید کے بعد لکھتا ہے'' یہ شجرنسب قدرے ردوبدل کے ساتھ تقریباً تمام محققین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے مثلاً سید عبدالجبار شاہ ستھانے میاں کے قلمی مسودہ میں اس طرح درج ہے ۔

سید علی ترمذی ابن امیر نظر بہادر سید قنبر علی بن سید احمد نور بن سید یوسف نور بن سید محمور نور بخش ترمذی بن سید احمد بیغم بن سید احمد براق بن سید احمد مشتاق بن سید شاہ ابوتراب بن سید حامد بن سید محمود بن سید اسحاق بن سید عثمان بن سید جعفر بن سید

عمر بن سید محمد بن سید حسام الدین بن سید شاہ باصر خسرو بن سید جلال گنج العلم بخاری بن سید ابوالمؤید امیر علی بن سید علی نقی بن سید علی تقی بن اما معلی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر امام زین العابدین بن امام حسین حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ (پیر باباؒ صفحہ ۸۰)

یہی بریکوٹی آگے تحریر کرتے ہیں'' سید عبدالجبار شاہ مرحوم نے شجرہ نسب میں جو اضافہ کیا ہے وہ ان کی تحقیق ہے لیکن سید علی ترمذی کے بعد قوسین (بریکٹ) میں غوث بونیر لکھنا اور پیر بابا کے والد قنبر علی کے نام سے پہلے امیر نظر لکھنا محققانہ انداز اور شان کے خلاف ہے شجرہ نسب بالکل ابتدائی شکل میں لکھا جاتا ہے اور بعد کے ایام میں شہرت اور عزت حاصل ہونے سے القابات لگانے میں کوئی اعتراض نہیں تاہم شجرہ میں پانچ پشت زیادہ یا کم درج کرنے میں غلطی کا احتمال ہے لیکن تحقیقی لحاظ سے گوارا ہے (پیر بابا صفحہ ۸۰) فقیر ان دو شجروں کے متعلق عرض کرتا ہے کہ جو شجرہ شریف حضرت اخون درویزہ باباؒ نے درج کیا ہے وہی قابل قبول ہے اس لئے کہ پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ نے خود اپنا شجرہ حضرت اخون درویزہ باباؒ کو عنایت کیا تھا بعد میں اگر کسی نے ردو بدل سے شجرہ نقل کیا ہو تو وہ قابل قبول نہیں اس لئے کہ وہ شجرہ حضرت پیر باباؒ سے

بذات خود تعلق نہیں رکھتا۔ بغیر واسطے اور واسطہ میں بڑا فرق ہے۔

سید علی ترمذی المعروف پیر باباؒ کی والدہ بابر کی بیٹی تھی بابر نے اپنی لڑکی سید قنبر علی کو نکاح میں دی اور سید قنبر علی ان کے فوجی مشیر تھے تو پیر بابا ظہیر الدین بابر کے نواسے اور ہمایون کے بھانجے ہیں یہ تحقیق مولانا عبدالغفور امام مسجد پیر بابا کی ہے۔ اس کو حیات طیبہ میں درج کیا ہے لیکن حضرت اخون درویزہ بابا کی تحقیق مندرجہ ذیل ہے جو تذکرۃ الابرار والاشرار میں یوں ذکر ہے حضرت علی ترمذی المعروف پیر بابا کی والدہ چھٹی پشت میں سید احمد بیغم کی بیوی جو امیر تیمور کی سگی بہن تھی اس خاتون سے رکھتی تھی اور یہ دور کا رشتہ بھی مغل خاندان سے تھا اور ہمایون بادشاہ کو اس کا بڑا احساس تھا اس وجہ سے پیر بابا کے والد سید قنبر علی کو دربار ہمایون میں اہم مقام حاصل تھا قاضی عبدالحلیم اثر افغانی لکھتے ہیں '' حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا امیر تیمور گورگانی کی بہن کی اولاد میں سے تھے اور یوں سمجھئے کہ پیر بابا کے پرداداؤں میں بھی امیر تیمور گورگانی کا ہم عصر تھا اس پر امیر تیمور کی بہن بیاہ تھی اس بارے میں اگر قدرے غور کیا جائے تو حضرت پیر بابا اور ہمایون دونوں ہم عصر بلکہ ہم عمر تھے۔ ۹۰۸ء میں پیدا

ہوئے اور ہمایون کی ولادت ۹۱۳ھ میں ہے اگر دونوں کے شجرہ کو دیکھا جائے تو اس نتیجے پر تم پہنچو گے کہ امیر تیمور کا حقیقی بھانجا پیر بابا کے پردادوں میں ہیں دونوں کے شجرہ نسب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ہمایون ولد ابو سعید مرزا ولد محمد مرزا ولد جلال الدین میران شاہ ولد امیر تیمور گورگانی۔

۲۔ سید علی ترمذی المعروف پیر بابا ولد سید قنبر علی ولد سید احمد نور ولد سید یوسف نور ولد سید محمد نور بخش ولد سید احمد بیغم۔

اس شجرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر تیمور کی بہن سید احمد بیغم پر بیاہی تھی تو یہ بات صحیح ہے کہ پیر بابا امیر تیمور کی اولاد میں سے تھے اور یہ رشتہ ان کو خاندان مغلیہ سے نسب داری کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

حیات طیبہ میں مولانا عبدالغفور صاحب مرحوم پیر بابا کی ولادت اور وفات کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔ حضرت پیر بابا کی پیدائش ۹۰۸ھ اور وفات ۹۹۱ھ میں ہوئی انہوں نے بونیر میں یوسفزئی قبیلے کے ایک گھرانے میں شادی کی جس سے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا نام سید حبیب اور دوسرے کا نام سید مصطفیٰ تھا سید حبیب لاولد فوت ہوئے تھے ان کا مزار اپنے والد کے قریب واقع ہے۔ سید مصطفیٰ افغانستان کونڑ چلے گئے

تھے اور وہاں پر فوت ہوئے ان کے تین بیٹے سید میاں حسن سید میاں قاسم اور سید عبداللہ تھے جن میں مؤخر الذکر سے پیر بابا کی اولاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ قاضی عبدالحلیم اثر افغانی روحانی رابطہ میں اولاد کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔

پیر بابا کے دو بیٹے تھے ایک سید حبیب اور دوسرے سید مصطفیٰ سید حبیب نے باپ کی زندگی میں وفات پائی اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی سید مصطفیٰ بابا باپ کی اجازت سے افغانستان کے علاقہ مشرقی کنڑ میں جا کر آباد ہوئے تھے اور وہاں دونائی پشت میں وفات پاگئے مرحوم کے تین بیٹے تھے میاں عبدالوہاب مشہور بہ میاں عبدال بابا جن کا مزار علاقہ بونیر تختہ بند پر واقع ہے میاں قاسم بابا جن کی قبر سوات میں علاقہ شاہ میزئی پیر کلی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے تیسرے بیٹے کا نام میاں حسن ہے جن کا روضہ کوکڑی نزد سیدو شریف سوات واقع ہے (روحانی رابطہ) اس سے قبل فقیر نے یہ لکھ دیا تھا کہ حضرت پیر باباؒ اپنے دادا سید احمد نور کا شاگرد دینی علوم میں اور سلسلہ کبرویہ میں آپ سے خلیفہ اور ماذون تھے سلسلہ طریقت کبرویہ مندرجہ ذیل ہے۔ سید احمد اس کا پیر سید یوسف نور اس کا پیر و مرشد محمد نور بخش اس کا مرشد کامل شیخ ابو اسحاق قتلانیؒ اس کا پیر شیخ علاؤالدولہ اس کا مرشد سید علی

ہمدانی اس کا مرشد سید مزدقانی اس کا مرشد شیخ بہاؤ الدین
سمنانی اس کا مرشد شیخ علی اس کا مرشد کامل شیخ نورعبدالرحمان
اس کا شیخ نجم الدین کبریٰ اس کا شیخ عمار بن یاسر اس کا مرشد
شیخ نجیب سہروردی اس کا مرشد شیخ احمد غزالی اس کا مرشد شیخ
ابوبکر نساج اس کا مرشد شیخ ابو القاسم جرجانی اس کا شیخ ابو
عثمان مغربی اس کا مرشد ۔ ابوعلی کاتب اس کا پیر شیخ ابوعلی
رودباری اس کا شیخ جنید بغدادی اس کا مرشد سری سقطی اس
کا مرشد شیخ معروف بلخی اس کا مرشد امام علی رضا اس کا مرشد
امام موسیٰ کاظم اس کا مرشد برحق امام جعفر صادق اس کا مرشد
امام محمد باقر اس کا مرشد امام زین العابدین اس کا مرشد امام
حسینؓ اس کا مرشد امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ۔

سلسلہ کبرویہ کے بعد اب سلسلہ چشتیہ درج کیا جاتا ہے ۔

الٰہی بحرمت سید علی ترمذیؒ الٰہی بحرمت حضرت سالار
رومی الٰہی بحرمت شیخ بہاؤ الدین حسامت الٰہی بحرمت شیخ حامد
الدین الٰہی بحرمت شیخ حسام الدین الٰہی بحرمت شیخ نور قطب
عالم ۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ علاؤ الدین عمر اسعد اللہ نوری
الٰہی بحرمت شیخ سراج الدین الٰہی بحرمت حضرت شیخ نظام
الدین دہلوی الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر
الٰہی بحرمت خواجہ بختیار کاکی الٰہی بحرمت حضرت خواجہ

خواجگان معین الدین چشتی اجمیر شریف آگے یہ سلسلہ عام مشہور ہے ہر چشتی بزرگ سے دستیاب ہے۔

سلسلہ سہروردیہ

الہی بحرمت حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا الہی بحرمت حضرت خواجہ سالار رومی الہی بحرمت حضرت شیخ نظام الدین مہاجری الہی بحرمت حضرت شیخ قطب الدین مہاجری الہی بحرمت حضرت فخر الدین مہاجری الہی بحرمت حضرت شیخ سید جلال جہانیان الہی بحرمت شیخ رکن الدین الہی بحرمت حضرت شیخ صدر الدین عارف الہی بحرمت حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریاء ملتانی الہی بحرمت حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اس سے آگے سلسلہ عام ہے۔ حضرت پیر بابا سلسلہ شطاریہ میں حضرت شیخ سالار رومی کا خلیفہ اور ماذون ہے لیکن حضرت اخون درویزہ بابا نے ان بزرگوں کے نام درج نہیں کیے حضرت پیر بابا کے ساتھ اجازت سلسلہ ناجیہ حلاجیہ کا بھی تھا لیکن اس سلسلہ میں حضرت اخون درویزہ بابا خلیفہ مجاز نہیں ہے۔ حضرت سید علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں بہت کم لوگوں کو خلافت سے نوازا ہے یہاں تک کہ ان کی اولاد کو بھی خلافت ان تمام سلاسل کے نہیں دیئے ہیں

ان خاص لوگوں میں سے حضرت اخون درویزہ بابا کی ذات گرامی بھی شامل ہے کہ آپ کو اپنے مسند پر بٹھایا اور جب حضرت پیر بابا ۹۹۱ ھ بمطابق ۱۵۸۳ء کو اس دار فانی سے دار بقا رحلت فرما گئے۔ تو روحانی سلاسل حضرت اخون درویزہ کے سپرد ہوئے آپ نے ان سلاسل میں بہت سے لوگوں کو بیعت سے سرفراز کئے اور روحانی منازل میں ان کو عروج تک پہنچایا۔

حضرت اخون درویزہ بابا کا یہ پکا عقیدہ تھا کہ جب تک کسی قوم میں نیک لوگ ہوتے ہیں اور قوم ان نیک لوگوں کی باتیں مانتے ہیں اور شریعت کے صحیح راستہ پر چلتے ہیں تو قوم میں امن وامان اور سکون ہوتا ہے اور جب قوم شریعت مطہرہ سے باغی ہو کر ظالم حکمرانوں کے چنگلوں میں پھنس جاتے ہیں اور پھر وہ تباہ و برباد ہوتے ہیں۔

حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا کی ذات بابرکات یوسف زئی کو تباہی سے بچانے کا سبب تھا کیونکہ روشنیاں کے رفض والحاد سے بچنا مشکل تھا جب یہ برکت یوسفزئی قوم کے درمیان سے اٹھ گیا تو ان پر مصیبتیں بارش کی طرح برسنا شروع ہو گئیں حضرت پیر کے تین سال پورے نہیں ہوئے تھے کہ اکبر کے افواج نے یوسف زؤں پر میدانوں اور

پہاڑوں کے اطراف گھیرے میں لے لی اور ہر طرف تباہی مچادی۔ یہ تھوڑا سا تفصیل چاہتا ہے کہ شعبان ۹۹۳ھ بمطابق ۱۵۸۵ء اکبر مرزا حکیم کے قتل اور کابل کے انتظام کے لئے اٹک کی نیت کی اور ۱۵ محرم ۹۹۴ھ بمطابق ۱۵۸۵ء میں اٹک پہنچے تو اٹک سے پانچ افواج کو الگ الگ بھیج دیئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ جلالہ نے ہندوستان اور کابل کے درمیان راستہ بند کیا تھا کنور مان سنگھ کے ساتھ ایک دستے کو اس کے مقابلے کے لئے بھیج دیا اور کابل مان سنگھ کو جاگیر کے طور پر دیا گیا۔

۲۔ بھگوان داس، شاہ قلی محرم اور ایسے دوسرے امیروں کو پانچ ہزار گھوڑوں سمیت کشمیر کو بھیج دیئے۔

۳۔ اسماعیل قلی خان اور رائے سنگھ کو بلوچوں کے مقابلہ کے لئے رخصت کیا۔

۴۔ زین خان کوکہ کو ایک بڑے دستے کے ساتھ سوات اور باجوڑ کے لئے بھیجا کہ وہاں کے پٹھانوں کو ٹھیک کردے۔ زین خان کوکہ نے اطلاع دی کہ پٹھان تو ٹڈی اور چونٹیوں سے بھی زیادہ ہیں اور مدد مانگا تو صفر ۹۹۴ھ بمطابق ۱۵۸۵ء تاریخ دُوٓ تھا سید خان

کھکر اور راجہ بیربل کی قیادت میں زیادہ فوجی بھیج دیئے راجہ بیربل اور زین خان کے آپس میں اتفاق نہ ہو سکا اور نتیجہ یہ نکلا کہ سوات کے دروں میں ایک دردناک شکست کھایا راجہ بیربل بھاگتے ہوئے مارے گئے اور اس لڑائی میں تقریباً آٹھ ہزار سپاہی مارے گئے اور زین خان کوکہ اور ابوالفتح بچ گئے تو پانچ ربیع الاول کو اٹک پہنچے راجہ مان سنگھ جو روشنیان کے خلاف بھیجا گیا تھا تو درہ خیبر میں سخت لڑائی کی کہا جاتا ہے کہ اس لڑائی میں بہت سے روشنیان مارے گئے اور بہت قیدی ہو گئے اور مانسنگھ نے بڑا فتح کیا۔ (طبقات اکبری) اس تفصیل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جلالہ کے خلاف لڑائی درہ خیبر میں ہوئی اور اس کا کمانڈر دوسرا تھا اور یوسفزئی کے خلاف خلیل مہمند اور جرگہ کے کہنے پر دوسری لڑائی ہوئی تھی اور بیربل اس لڑائی میں مارا گیا۔ دائرۃ المعارف اسلامیہ کا یہ جملہ یوسفزئی کے ان لڑائیوں میں جلال الدین روشنیانی کے مقابلہ میں بیربل مارا گیا صحیح نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اکبر کے افواج یوسفزئی کے مقابلہ میں ہار گئے اور سوات

کے خوبصورت پہاڑ ان کے قبضے میں نہیں آ گئے لیکن مغل نے یہ بدلہ ہشت نگر کے یوسف زؤں سے لیا اور جو کچھ ان سے کیا وہ لکھنے کے قابل بھی نہیں۔ اخون درویزہ بابا اس وقت ملیزی کے ساتھ رہائش پذیر تھے اور بونیر کے علاقہ میں تھے جو کچھ اس نے دیکھا تھا اور جو کچھ اس پر گزرا تھا اس کا ایک ضمنی بیان اس طرح تحریر کرتے ہیں۔ یوسفزئی ان حملوں کی وجہ سے بونیر کے میدانی علاقہ سے سوات کی طرف روانہ ہوئے سوات کے سرحدی علاقہ میں اتنے مردوں کی لاشیں میں نے معائنہ کی کہ کسی کو ان لاشوں کے دفن کرنے کی طاقت نہ تھی اور اگر کسی کو مردار ملتی تو وہ حلال کی طرح کھا لیتے اور اگر نہ ملتی تو وہ بھوک سے مر جاتے اور ان پر اتنے ظلم ہوگئے کہ ان کا لکھنا ادب کے طریقہ سے دور ہے خلاصہ یہ ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے الگ ہوئے ماں باپ سے ان کی اولاد جدا ہوئے اور شوہروں سے بیویاں الگ ہوئیں اور بہت سے قیدی ہوگئے اور بھوک سے اکثر ایک دوسرے کو لوٹتے اور فروخت کرتے (تذکرۃ الابرار ۱۳۹ تا ۱۴۱) حضرت اخون درویزہ باباؒ اپنے

ساتھیوں سمیت اپنے علاقہ میں بھاگتے ہوئے غوری
خیل پہنچے اس کا خیال سوات کی طرف تھا۔ جس وقت
تمام ملک ان لوگوں کے ہاتھوں سے چلا گیا اور اکبر
بادشاہ کے حامیوں نے دم غار قلعہ کی بنیاد رکھی اور ہر
طرف سے یوسفزئی قوم کو لوٹتے تو میں بھی ملیزی کے
دستے کے ساتھ سوات کے دروں میں سے ایک درہ
کی طرف چلا گیا اللہ کی طرف سے یہ منظور تھا کہ تمام
رات بارش اور اولے مجھ پر برس رہے تھے اور
ہمارے ساتھ خیمے بھی نہیں تھے اور ہم تمام قریب
الموت ہوئے تھے تو صبح کے بعد جب سورج طلوع ہوا
تو میرے بدن میں جان آ گئی مجھ میں باقی طاقت نہیں
تھی تو اپنے آپ کو اور بمع اہل عیال کو مغل کے حوالہ
کیا تو انہوں نے ہمیں دوآبہ اور ہشت نگر لے آیا میں
کیا کہوں کہ مجھ پر کیا گزری اور کس طرح گزری
(تذکرۃ الابرار ۱۳۹۔۱۴۱)

اخون درویزہ بابا مغلوں کے ہاتھوں دردمند ہوا تھا
اور در بدر ہوا جس طرح کہ دوسرے یوسفزؤں کے ساتھ ہوا
تھا۔

پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ جب اس علاقہ میں تشریف لائے

تھے تو ان دنوں میں ہمایون شیر شاہ کے ہاتھوں در بدر ہوا تھا کہ اپنے سر کے ڈھانپنے تک سمجھ نہیں تھی اس کے بعد ہمایون نے پشتون اور پیر بابا کے ساتھ کوئی ربط نہیں رکھا۔

جب اکبر نے یوسفزئی کو اپنے گناہ کی سزا دینا چاہا تو حضرت اخون درویزہ باباؒ نے اپنے قوم کے ساتھ بھوک اور پیاس برداشت کیا اور ان کی طرح وہ بھی در بدر ہوا تھا مغل کو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ ان ملیزی قوم میں ایک اخون درویزہؒ بھی ہے جس نے بایزید انصاری کے ساتھ مناظرے بھی کئے ہیں اور تمام عمران سے بحث ہوئی ہے کہ اس وجہ سے وہ انعام کا حقدار بن جائے۔ حضرت اخون درویزہ باباؒ نے اپنے نقل مکانی کے بعد تمام کتابیں مرتب کی ہیں بونیر میں تمام اوقات وہ روحانی مشاغل میں مشغول تھے حضرت اخون درویزہ باباؒ نے جو کتب مرتب کی ہیں ان کے نام یہ ہیں مخزن الاسلام، ارشاد الطالبین تذکرۃ الابرار والاشرار، ارشاد المریدین، شرح قصیدہ امالی وغیرہ مخزن الاسلام پشتو زبان میں ہے اور باقی تمام کتب فارسی میں ہیں ان تمام کتب میں ضخیم کتاب ارشاد الطالبین ہے جو چار سو ساٹھ صفحات پر مشتمل ہیں ان میں سے کم صفحات والی کتاب شرح قصیدہ امالی ہے تذکرۃ الابرار والاشرار اور مخزن الاسلام کی صفحات درمیان میں ہیں۔

تالیفات حضرت اخون درویزہ باباؒ

حضرت اخون درویزہ بابا جس طرح بے باک مناظر تھے اس طرح ایک اعلیٰ مدرس تھے اور درس و تدریس کے ساتھ ساتھ وہ ایک بلند پایہ محقق اور مؤلف بھی تھے مندرجہ بالا کتب جس کا ذکر اس سے قبل ہوا ہے مثلاً مخزن الاسلام، ارشاد الطالبین، تذکرۃ الابرار والاشرار، ارشاد المریدین، شرح قصیدہ امالیہ وغیرہ اب فقیر ان کتب پر تبصرہ کر کے قارئین کو ان کتب سے روشناس کرائے گا ان میں سے پہلی کتاب مخزن الاسلام ہے۔

ا۔ مخزن الاسلام :۔

یہ کتاب پشتو زبان میں ہے اگر چہ بعض بعض مقامات پر کچھ فارسی زبان بھی استعمال میں لایا گیا ہے۔

اس کتاب میں سب سے پہلے حضرت اخون درویزہ باباؒ نے قصیدہ مالی کو پشتو زبان میں منظوم ترجمہ کیا ہے اس قصیدہ مبارک میں تمام عقائد اہل سنت کا ذکر موجود ہے اور ہر سنی مسلمان کے لئے اس کا جاننا لازمی ہے کیونکہ ایمان کا دارو مدار عقائد پر ہے اور عقائد کا جاننا ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے۔اس قصیدہ کا عربی شعر یہ ہے۔

اَلْإِلٰہُ اَلْخَلْقِ مَوْلَانَا قَدِیْمٌ
وَمَوْصُوْفٌ بِاَوْصَافِ الْکَمَالِ

حضرت اخون درویزہ بابا نے مخزن الاسلام میں منظوم یو ترجمہ یہ کیا ہے۔

خداوند د کل عالم دے
زمونگ سختن قدیم دے بے زواله
په خه صفت دے صفت شوے
هر صفت ئے لرکماله

اس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عالم کا خالق ہے اور ہمارا مولیٰ قدیمی صفات کے مالک ہے اپنی صفت میں موصوف ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کمال والی ہے۔

هُوَ الْحَیُّ الْمُدَبِّرُ کُلَّ اَمْرٍ
هُوَ الْحَقُّ الْمُقَدِّرُ ذُوالْجَلَالِ

حضرت اخون درویزہ باباؒ نے اس بیت کا پشتو منظوم ترجمہ یہ کیا ہے۔

بے روح دے زندہ دے
کل ترتیب ئے په کمال دے
لائق دے دخدای هره چارهمه
اندازه کے خداوند ذوالجلال دے

بغیر روح وہ زندہ ہے اور آپ کے تمام ترتیب کمال سے ہیں اور ہر طرح خدائی کا لائق ہے اور اندازہ میں خداوند ذوالجلال ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو پشتو زبان میں سلیس انداز میں ترجمہ کیا ہے اور قصیدہ امالی کے چونسٹھ اشعار ہیں اور تمام کے تمام پشتو زبان میں منظوم ترجمہ کیا ہے اگرچہ آپ نے قصیدہ امالی کی شرح فارسی زبان میں بھی کی ہے وہ الگ کتاب ہے۔ فقیر کی کتب خانہ میں وہ کتاب موجود ہے۔ جب عقائد کے بیان سے فارغ ہوا تو حضور انور معلم ومقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف اور توصیف میں امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ کے قصیدہ بردہ شریف کو عربی نظم میں بیان کیا۔ حضرت اخون درویزہ باباؒ نے اس قصیدہ کی اہمیت کے پیش نظر وخاطر پشتو زبان میں منظوم ترجمہ پٹھانوں کے لئے پیش کیا کہ ہمارے پشتون بھائی بھی اس قصیدہ سے مستفید ہو۔ یہ مخزن الاسلام کا دوسرا باب ہے اس کے ابتداء میں حضرت اخون درویزہ باباؒ تحریر کرتے ہیں در تسہیل قصیدہ بردہ کہ از جملہ تصانیف امام الہمام رحمتہ اللہ علیہ علی الدوام امام بوصیری علیہ الرحمتہ الغفران است واز ابتدا تا انتہاء بتمام وکمال در مدح آنحضرت سرور کائنات وفخر موجودات خلاصہ ممکنات وزبدہ معلومات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم افتادہ است (مخزن الاسلام صفحہ ۹)

قصیدہ بردہ کو میں نے آسان کیا ہے یہ قصیدہ امام الہمام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف میں سے ہے ابتداء سے لے کر انتہا تک تمام قصیدہ آنحضرت سرور کائنات فخر موجودات خلاصہ ممکنات زبدہ معلومات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ کی تعریف میں ہے۔

اس دیباچہ میں حضرت اخون درویزہ باباؒ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن اوصاف سے یاد کیا ہے وہ ہمارے ایمان کی ترجمانی ہے مثلاً آنخضرت تو حضرت حضور سے ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مسلمان حضورؐ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اخون درویزہ باباؒ کا بھی یہی عقیدہ ہے پھر سردر کائنات کی صفت سے یاد کہا ہے مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام کائنات کے سردار ہیں اس کے بعد آگے فخر موجودات نقل کی ہے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام موجودات کا آپ پر فخر ہے اس لئے وہ فخر موجودات ہے اور اسی صفت کو حضرت اخون درویزہ باباؒ نے یہاں درج کی ہے اگے نقل کی ہے خلاصہ ممکنات یعنی حضور علیہ الصلواۃ والسلام تمام کائنات کے یعنی اگر موجود ہو یا پہلے سے ہو یا بعد میں امکان ہو کہ موجود

ہوگا تو ان تمام کائنات کا خلاصہ ہے اس صفت میں آپ نے وحدت الوجود کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ وحدت الوجود کے متعلق جو کتب لکھی گئی ہیں ان تمام کتب میں نزول ستہ کے نام سے ابتداء ہے وہ نزول ستہ یہ ہیں۔

احدیت۔ وحدت۔ واحدیت، عالم ارواح، عالم امثال، عالم اجساد۔ یہ پہلے تین عالم امر سے تعلق رکھتے ہیں اور باقی تین عالم خلق سے۔

احدیت:۔

حدیث قدسی ہے کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیّاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں پوشیدہ خزانہ تھا تو میں نے چاہا کہ مجھے پہچانا جائے تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا کائنات سے قبل اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات سے متصف تھے اس کو احدیت کہتے ہیں۔

وحدت:۔

اللہ تعالیٰ نے تعین اول کیا یعنی تمام کائنات کے لئے تخم پیدا کیا اس میں اس حدیث کی طرف اشارہ کیا گیا اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا یہ بمنزلہ تخم ہے اور اسی کو خلاصہ ممکنات بھی کہتا ہے۔

واحدیت:۔

پھر اس نور سے تمام عالم کو پیدا کیا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا اور پھر میرے نور سے تمام کائنات پیدا کیا۔ اب تخم جس چیز کی ہو وہ معنوی طور پر اس میں موجود ہوتا ہے یعنی اگر اخروٹ کا دانہ ہو اس دانہ میں اخرو کا درخت تنہ جڑیں، شاخیں ہیں اور پھل تمام معنوی طور پر موجود ہوتا ہے لیکن دانہ میں اگر کوئی دیکھے تو نظر نہیں آتا اس لئے ہر حجر اور شجر میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے کسی شاعر کا ایک شعر بھی اس کے متعلق موجود ہے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے نور سے تمام کائنات کو پیدا کیا اور اس کو کثرت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ رحمان بابا کا شعر ہے۔ په واحد وجود د بسیار دے رب زما یعنی تمام موجود اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہے اس کو کثرت بھی کہا جاتا ہے اور واحدیت بھی آگے حضرت اخون درویزہ باباؒ نے حضور علیہ الصلوٰاۃ والسلام کو زبدہ معلومات کہا ۔ زبدہ جاگ کو کہا جاتا ہے اور لب لباب بھی چونکہ حضور علیہ الصلوٰاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں فرمایا ہے وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْکَ عَظِيْماً۔

اور سیکھایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ علوم جو آپ نہیں

جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل تھا۔ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں اس وجہ سے حضرت اخون درویزہ باباؒ نے آپ کو زبدہ معلومات کی صفت بیان کی احمد مجتبیٰ اور محمد مصطفیٰ بھی دونوں نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں جو قرآن میں موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا اور اس کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ قرآن میں یہ دونوں نام اللہ تعالیٰ نے بیان کئے ہیں اس لئے حضرت اخون درویزہ باباؒ نے قرآن کی روشنی میں یہاں بھی دونوں نام درج کئے ہیں۔ قصیدہ بردہ شریف کا پہلا شعر یہ ہے۔

اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِی سَلَمٖ
مَزَجْتَ دَمْعاً جَرٰی مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمٖ

اس شعر کا ترجمہ حضرت اخون درویزہ باباؒ نے پشتو زبان میں یوں نظم کیا ہے۔

گوندے ستا د ذی سلم یاران یادیگی
زکہ او خکے دلہ وینو گڈے وڈے د باران پہ دوور بگی

ترجمہ اس شعر کا یہ ہے کہ تمہیں ذی سلم ایک مقام ہے اس میں

رہنے والے محبوب یاد آتا ہے اس وجہ سے آنسو خون کا خلط ملط بارش کی طرح برستا ہے اس بردہ شریف کا دوسرا شعر بھی درج کیا جاتا ہے۔

اَمْ هَبَّتِ الرِّيْحُ مِنْ تِلْقَاءِ كَاظِمَةٍ

اَوْ اَوْ مَضَىٰ الْبَرْقُ فِى الظَّلْمَاءِ مِنْ اِضَمِ

حضرت اخون درویز باباؒ نے اس کا شعری منظوم ترجمہ یوں کیا ہے۔

یاد مدینے له رخه باد دے رابلو دے

هم په تور تاریکه کے د نبی دغره بریخانه راته زلیگی

ترجمہ:۔ یا مدینہ کی جانب سے ہوا چل رہی ہے یا شب تاریک میں نبی کی پہاڑ سے بجلی چمک رہی ہے قصیدہ بردہ شریف کا آخری شعر ملاحظہ ہو۔

مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتَ الْبَانِ رِيْحُ صَبًا

وَاَطْرَبَ الْعِيْسَ حَادِى الْعِيْسِ النَّغَمِ

اس شعر کا منظوم ترجمہ یوں ہے۔

دا رحمت وائم مدام کڑے تر هغه پورے سو به بادونه لختے خوزوینه

هم سوخه سواره آواز کا داوخانو په آوازئے داوخان ورهوسیگی

ترجمہ:۔ باران رحمت خدا تو اس وقت تک برستا ہے جب تک کہ باد صبا بان کی ٹہنیوں کو ہلاتی رہے اور حُدی خوان سواری

کے اونٹوں کو اپنے سریلے نغموں سے سرور میں لاتا رہے۔
آخر میں حضرت اخون درویزہ نے لکھا ہے کہ یہ کتاب عربی زبان میں تھا اور حضور علیہ السلام کی صفت امام بوصیری نے کی ہے فقیر نے اس کو پشتو میں ترجمہ کیا اور جس نے مجھے دعا میں یاد کیا اللہ تعالیٰ اس کو دین و دنیا میں خفہ نہ کرے۔

اس قصیدہ بردہ کے بعد آپ نے خود عقائد کے متعلق احکامات بیان کئے ہیں اس کے آخیر میں یہ لکھا ہے کہ درویزہ نے عقائد کے پشتو میں بیان کئے اور جس نے یہ یاد کئے وہ شریعت پر مستقیم ہو کر رہے گا اور دینِ محمدی میں وہ نہ پھسلے گا اے طالب اگر تم یہ کتاب یاد کرو گے تو تم کاملین میں سے بن جاؤ گے جو گمراہ تم سے دعویٰ کرے گا وہ دعوئے میں شرمندہ ہو کر رہے گا۔

بیان چہارم میں خلاصہ کیدانی جو کہ وضو اور نماز کے متعلق ہے آپ نے پٹھانوں کے لئے پشتو میں ترجمہ بیان کیا ہے اور ہر مسلمان کے لئے اس کا جاننا از حد ضروری ہے کیونکہ ہر خلاصہ کیدانی پر لکھا ہوتا ہے

گر نہ دانی خلاصہ کیدانی
تو طریق نماز کے دانی

اگر تم خلاصہ کیدانی کو نہ جان سکو گے تو نماز کا طریقہ

تمہیں کیسے آئے گا۔

خلاصہ کیدانی کے بعد امام طریقت عمر نسفی نے فرقہ باطلہ کے متعلق ایک رسالہ لکھا ہے اور اس میں تصوف اور فرقے باطلہ کے متعلق ذکر کیا ہے اس لئے آپ نے پشتو زبان میں اس کا ترجمہ کیا ہے اور ہر مسلمان کے لئے ان فرقوں سے بچنا لازمی ہے اس لئے اس رسالہ کا درج کرنا اس کتاب میں نہایت ضروری تھا۔

فصل سوئم میں آپ نے قرآن مقدس کے حروف اور مخارج اواعراب اور قرات پر ایک بہترین مضمون لکھا ہے جو کہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ قرآن مقدس کی تلاوت کرنا چاہے اور اس کو صحیح مخارج سے ادا کرے۔

باب ششم میں حروف تہجی پر بحث کی ہے اور حروف تہجی کے متعلق جو معلومات آپ کو حاصل تھی آپ نے دل کھول کر وہ نکات اور باریک بینی سے اپنے آپ کو منور کیا۔ ا سے ے کری تک تمام حروف کے مطالب بیان کئے ہیں اور کم علماء نے ایسی باریکات سے لوگوں کو آشنا کئے ہیں۔

اس کے بعد ایمان مجمل اور مفصل اور ارکان واحکام اسلام وشرائط ایمان کو بیان کیا ہے پھر نکتہ دوم میں ایک سوتیس مسائل بھی درج کئے ہیں۔

نکتہ سوم میں معتقدات مذہب اہل سنت کو بیان کیا ہے نکتہ چہارم ونکتہ پنجم ونکتہ ششم، نکتہ ہفتم، نکتہ ہشتم، نکتہ نہم دہم نکتہ یازدھم ونکتہ دوازدھم ونکتہ سیزدھم ونکتہ چہاردہم ونکتہ پانچ دہم و نکتہ شانز دہم ونکتہ ہفدھم ونکتہ ہیژ دہم ونکتہ نوزدھم ونکتہ بیستم و نکتہ بیست ویکم ونکتہ بیست ودوئم ونکتہ بیست وسوئم لکھ کر تمام دینی مسائل کو جمع کر کے ہر نکتہ میں واضح کیے جو ہر مسلمان کے لئے اس کا جاننا ضروری ہے۔

آخر میں بایزید انصاری کے متعلق بحث ہے کہ ایسے رسمی پیروں سے بچنا لازم ہے اور ان میں بایزید انصاری جو عبداللہ کا بیٹا تھا اس کے متعلق معلومات ہیں ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ایسے پیروں سے پرہیز کرے یہ مشت نمونہ خروار مخزن الاسلام کے متعلق ذکر کیا گیا اب اس کتاب مخزن الاسلام کے متعلق مشہور شاعر خوشحال خان خٹک نے جو اظہار خیال کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ درویزہ چہ بیان کڑے خپل کتاب دے
نوم ئے مخزن الاسلام ایخے جناب دے

حضرت اخون درویزہؒ نے جو کتاب لکھی ہے اور اس کا نام جناب نے مخزن الاسلام رکھا ہے۔

۲۔ هر بیان ئې ناموزون مجهول بې رنګه
خالي پاتو له دانشته له فرهنګه

اس کتاب کا ہر بیان ناموزوں اور مجہول و بے رنگ ہے عقل و دانش اور فرہنگ سے خالی ہے۔

۳. که یوه مصرعه په شل بله په سل ده
نا مربوطه ناموزونه نه په ویشل ده

اگر اس کا ایک مصرعہ بیں بحر رکھتا ہے اور دوسرا سو لیکن کہنے میں بڑا بے ربط اور بے ڈھنگ ہے۔

۴. قافیه ئې لام او دال سره وهلې
په ردیف کې ئې نون واو سره پیلې

قافیوں میں لام اور دال کو یکجا کیا ہے اور ردیف میں نون واوَ کے ساتھ اکٹھا کیا ہے۔

۵. قصیده د بوصیري ئې ترجمه کړې
عربي ئې تر پښتو مضحک راوړې

قصیدہ بردہ کو ترجمہ کیا ہے اور عربی زبان کا پشتو میں مذاق اڑایا ہے۔

۶. هر یو بیت د قصیدې چه در مرجان وي
په پښتو کې ترور بشولا ارزان دی

قصیدہ بردہ شریف کا ہر بیت موتی اور مرجان ہے اور پشتو میں

جو سے بھی کم قیمت بنایا ہے۔

۷۔ معاد آذری ترجمه کړے
تصوف ئے و عالم وته نومر دے

اذری کا معاد کو ترجمہ کیا ہے اور تصوف کی مشوگافیاں دنیا کو بیان کی ہے

۸۔ ترجمه د شاه ناصر یوسونسو اشکاله
و عالم ته جوړه کړی له مقاله

اس نے شاہ ناصر کے چند باب کو ترجمہ کیا ہے اور دنیا کے سامنے اپنے علم کو ظاہر کیا ہے۔

۹۔ مسئلے ئے نظم کړی په پختو دی
ورته خه وائم چه خه دی د بستو دی

اس نے پشتو میں دینی مسائل کو منظوم بنایا اور میں کیا کہو کہ اس کی قیمت کیا ہے۔

۱۰۔ په دا هسے شان کتاب ئے مهابات دے
دجامي اورنگ ورته ناوبات دے

اس نے ایسی کتاب لکھ کر اس گھمنڈ میں ہے اور وہ اسے جامی کے ہفت رنگ سے بھی زیادہ سمجھتا ہے۔

یہ چند اشعار تھے جو خوشحال خان خٹک کے سوات نامہ میں ہیں خوشحال خان خٹک نے سوات نامہ کو منظوم لکھ کر ۵۰۸

اشعار پر مشتمل بنایا ہے ان اشعار میں خوشحال خان خٹک نے حضرت اخون درویزہ بابا کو نشانہ بنایا اور دل کا بھڑاس اُس نے ان اشعار میں خوب نکالا۔

فقیر نے اس کتاب یعنی مخزن الاسلام کو غور سے مطالعہ کیا ہے مخزن کو واقعی دین کا مخزن پایا پتہ نہیں کہ مخزن میں کونسی باتیں ہیں جو خوشحال خان کو ناپسند ہے صرف ایک بات قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ بعض جگہوں پر بایزید انصاری پر خوب تنقید کی ہے اگر خوشحال خان کو یہ تنقید ناپسند ہو تو پھر اس نے خود بھی بایزید انصاری کی قباحت بیان کی مثلاً اس نے بایزید انصاری کے متعلق یہ چند اشعار لکھے ہیں۔

دروخان خیر البیان نے وولیدلے
هغه هم مجهول بیان رو ۔ ناپسندلے

اس نے پیر روخان کی کتاب خیر البیان دیکھی بھی وہ بھی مجھول البیان اور ناپسند تھی اس بیت میں خوشحال خان نے حضرت اخون درویزہ بابا کو نشانہ بنایا اور یہاں پیر تاریک کو درمیان میں لایا اور پھر اس خیر البیان پر بھی خوب تنقید کی اب ہم حیران ہیں کہ روشنیانی تعلیمات سے متاثر بعض مؤلفین نے خوشحال خان کے اشعاروں کو یہاں لایا اور دنیا کو بتایا کہ دیکھو حضرت اخون درویزہ بابا نے جو مخزن لکھی ہے خوشحال

خان نے اس کے متعلق کیا تاثر پیش کیا اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں
کہ مخزن ایک دینی کتاب ہے اور خود اخون درویزہ بابا ایک
عالم و فاضل شخصیت کے مالک تھے جو خود معترضین نے ان کی
علمیت کو بھی مان لیا ہے اس علمی کاوش کے رد میں خوشحال خان
جو ایک شاعر تھے عالم نہ تھے عامیانہ انداز میں رد کیا ہے ایک
ذی ہوش انسان کے لئے اور علمی دنیا میں کبھی قابل قبول نہیں
ہاں اگر خوشحال خانؒ عالم و فاضل شخص ہوتے تو وہ حضرت
اخون درویزہ باباؒ کی کتاب مخزن الاسلام سے وہ مسائل لکھ
دیتے کہ یہ مسائل دین و اسلام کے خلاف ہیں اس کو یہ حق
حاصل تھا کہ ان مسائل کی تردید کردیتے لیکن خوشحال خان
خٹک نے یہ کبھی بھی نہیں کیا اور نہ کر سکتا ہے صرف اتنا ہم کہہ
سکتے ہیں کہ یہ رد ان کے منظوم کلام پر ہے تو خوشحال خان خٹک
کی شاعری بھی قرآن کے حروف کے برابر نہیں ان کی کئی
اشعار بھی بے ربط اور ناموزون اشعار ہیں بیت کے دونوں
مصرعوں کے الفاظ کو گن کر وہ بھی پورے نہیں نکلتے اور ردیف و
قافیہ میں بھی بہت مار کھایا ہے خوشحال خان ایک عشق پرست
شاعر تھے اس نے کلیات میں جو اشعار لکھے ہیں کیا بریکوٹی
صاحب نے وہ مطالعہ میں نہیں لایا اس نے کلیات میں لکھا
ہے۔

که د لاس په بکره برشی برے مگده
که د زانی شی په هغه جهان سفر

یعنی غیر شادی لڑکی اگر تم پاؤ گے تو کبھی مت چھوڑنا یعنی اس لڑکی سے بدفعلی زنا ضرور کرنا خواہ تمہیں اس زنا کی سزا وہاں دوزخ کیوں نہ ہو۔

کیا یہ کفری شعر نہیں جو اس نے کلیات میں لکھا ہے اس شعر میں اگر کوئی تاویل کرنا چاہے تو تاویل کی گنجائش بھی نہیں ہے کلیات میں خوشحال خان نے عورتوں کا جو مذاق اڑایا ہے اگر کوئی مسلمان اس کو پڑھ کر بے ساختہ یہ کہہ سکتا ہے کہ خوشحال خان ایک ہوس پسند شخص تھے اور اس نے یہ لکھا ہے کہ ملا جب صبح کی اذان دیتا تو میں عورت کی شرم گاہ سے کھیلتا اس نے شرم گاہ کا پشتو نام لکھا ہے۔ خوشحال خان کا ایک شعر ایسا بھی ہے کہ آخر عمر میں خود اعتراف کیا ہے کہ اخون درویزہ باباؒ لوگوں کو ایمان سکھا تھا اور جب وہ اپنے بیٹے سے خفہ ہوئے تو اس نے یہ شعر کہا۔

زه درویزه غوندے ایمان خانم و ده ته
دیے د پیر روخان غوندے د کفر کا تلقین .

یعنی میں اخون درویزہ بابا کی طرح اس کو ایمان کی دعوت دیتا ہوں اور وہ پیر روشن کی طرح کفر کی تلقین کرتا رہتا

ہے اس نے حضرت اخون درویزہ بابا کی مخزن پر جو تنقید کی
ہے وہ شعر یہ ہے۔

دوه کاره دی په سوات کښے يو خفي دے بل جلي
مخزن د درويزه دے يا دفتر د شيخ ملي

یعنی سوات میں ظاہر و باطن دو کام ہیں ایک درویزہ
کی مخزن ہے اور دوسری چیز شیخ ملی کا دفتر ہے یہ شعر اب بھی
کلیات میں موجود ہے جس میں دو کارہ لکھی ہے نہ کہ دو کفرہ
لیکن بریکوٹی صاحب نے پیر بابا اور پیر روخان دونوں
کتابوں میں یہی دو کفر کے الفاظ درج کئے ہیں اور نتیجہ یہ نکالا
کہ اس شعر سے بھی ہمارے دعوے کو تقویت ملتی ہے کہ اخون
درویزہ بابا نے طریقت کا راستہ اختیار نہیں کیا تھا بلکہ وہ ایک
فقیہ تھے ولی یا پیر نہیں تھے خوشحال خان خٹک نے جب اپنے
وقت میں ایک مبصر کی حیثیت سے حالات کا جائزہ لیا تو بڑا
مفید علمی اور ادبی شعر داغ دیا یہ شعر بعد کے زمانہ میں جب
محققین نے خوشحال خٹک کو پوری قوم کا شاعر کی حیثیت سے
پیش کرنا چاہا تو انہوں نے یوسفزئی قبائل کی ناراضگی کو خیال
میں رکھا اور دو کفرہ کی جگہ غیر مانوس، غیر موزوں اور بے جوڑ
''دوہ سیزہ'' کی اصطلاح وضع کی جس سے شعر کی معنوی
حیثیت غارت ہوگئی۔ مختصر یہ کہ پیر بابا کی گدی مولانا اخون

درویزہؒ نے نہیں سنبھالی اور طریقہ چشتیہ پیر بابا کی وفات کے بعد یہاں جاری نہ رہ سکا لیکن اللہ تعالیٰ نے پیر بابا کے اخلاص اور محنت کو رائیگاں نہ ہونے دیا اور ان کی زیارت یعنی مرقد کو آج تک مرجع خلائق عام رکھا۔ (پیر بابا صفحہ ۲۱۰)

بریکوٹی صاحب کو الہام ہوا یا کسی ہمزاد نے اسے بتا دیا دو کفرہ مصرعہ میں ہے دوہ سیزہ نہیں کیونکہ یہ دوہ سیزہ غیر موزوں اور بے جوڑ ہے حُبُّ الشَّیْئِ یُعْمِیْ وَ یُصِمّ کسی چیز کی محبت اسے اندھا اور بہرا کر دیتا ہے۔ اگر کوئی فقہ شریف یا عقائد اسلامیہ کو کفر سے تشبیہ دے تو وہ خود کافر ہو جاتا ہے آج تک فقیر نے نہ یہ سنا تھا اور نہ دیکھا تھا کہ مذہبی کتاب کو کفر کہے۔

بریکوٹی صاحب نے یہ بھی کہا کہ اخون درویزہ نے طریقت کا راستہ اختیار نہیں کیا تھا اور نہ وہ پیر تھے بلکہ ایک فقیہ تھے تو فقیہ ہونا کوئی عیب نہیں بلکہ معرفت الٰہیہ کے لئے یہ ایک اہم ذریعہ ہے کیونکہ باطنی علوم کے حصول کے لئے شیطان سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور حدیث شریف میں ہے جو کہ صاحب مشکواۃ نے کتاب العلم میں لکھا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فَقِیْہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ (رواہ الترمذی وابن ماجہ) ایک فقیہ شیطان پر بے راہ

کرنے کے لئے بہت سخت ہے بزار عبادت گزاروں سے۔
اس حدیث شریف کو ترمذی اور ابن ماجہ نے جو اصحاح ستہ میں سے بھی نقل کئے ہیں اور قرآن مقدس میں ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ بے شک اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے اس کے بندوں میں سے علماء ہیں۔ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ (رواہ الترمذی) عالم کا عابد پر اتنی فضیلت ہے جتنا کہ میرا تمہارے ادنیٰ پر اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے۔ ظاہری علم باطنی علم کے لئے ایک زیور ہے یا ایک ذریعہ ہے اس کے بغیر اللہ تعالیٰ تک رسائی ممکن نہیں۔

بریکوٹی صاحب کا ایک اور شکوہ ہے کہ مولانا اخون درویزہؒ نے یہ گدی قائم نہ رکھ سکی لیکن پیر بابا کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے پیر بابا کے اخلاص اور محنت کو رائیگاں نہ ہونے دیا ان کی زیارت یعنی مرقد کو آج تک مرجع خلائق عام رکھا۔ اس جملہ میں حضرت پیر بابا کی زیارت کو مرجع خلائق بتایا لیکن بریکوٹی صاحب نے دوسری کتاب پیر روخان بھی لکھی ہے اور اس کتاب پر مقدمہ حبیب اللہ رفیع نے لکھا ہے مقدمہ کے آخر میں وہ لکھتے ہیں ''چودہ سال پہلے مجھے پیر بابا کی زیارت کرنے بونیر جانے کا اتفاق ہوا جو کہ میری نگاہ میں

ایک عالم اور روحانی شخصیت گزری ہے لیکن وہاں پر لوگوں کی شرک آمیز حرکات نے مجھے بہت دکھ پہنچایا اور یہ قطعہ اس کیفیت کے زیر اثر تحریر کیا کہ:۔

دروخان قبر په خپل وطن کښے ورک دے
پیر بابا ته دکعبے غوندے سجده کړی
چی قام اوپیژنی خدائے شی پیژندلے
پښتانه دی خدائے یو زلی پوهه په دے کړی

پیر روخان کا مزار تو اس کے اپنے ملک میں بھی ناپید ہے اور پیر بابا کو لوگ کعبے کی مانند پوجتے ہیں کوئی اپنے آپ کو پہچان جائے وہی اپنے خدا کو بھی پہچان لیتا ہے خدا کرے کہ پشتون بھی اس بات کو سمجھ سکیں حبیب اللہ رفیع کو پیر روخان اور پیر بابا کے درمیان جو تاثر ملا ہے اس کا برملا اظہار کیا اور لوگوں کے ہجوم نے اس کو اور زیادہ حیران کیا اور بادل ناخواستہ یہ کہا کہ پیر روخان کا مزار تو اپنے ملک میں بھی ناپید ہے کہ کوئی اس کے مزار کی زیارت کرے اور اس کو دعا دیں اور پھر ایک اور جملہ بھی کہا کہ وہاں پر لوگوں کی شرک آمیز حرکات نے مجھے بہت دکھ دیا یہ جملہ شرک آمیز بھی توجہ چاہتا ہے شرک کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی دوسرے مخلوق کو شامل کر کے شراکت بن جاتا ہے تو

اللہ تعالیٰ کا مزار کہاں ہے کہ لوگ وہاں جاتے ہیں اور ان کے وسیلہ سے اپنی حاجات کو مانگتے ہیں کہ یہ شرک ہو جائے معلوم ہوا کہ جب ایک آدمی شرک نہیں جانتا اور کتابوں پر مقدمے بھی لکھتا ہے خدا جانے کہ ایسے محققین کا کیا حشر ہوگا ادھر بریکوٹی صاحب پیر بابا کی زیارت کو مرجع خلائق مانتا ہے اور دوسری کتاب پیر روخان کے مقدمہ میں یہ زہر شامل کیا ہے۔ خوشحال خان خٹک کا پتہ نہیں کہ اخون درویزہ باباؒ کیساتھ کونسی دشمنی تھی جس کی بناء پر اس نے بمصداق حدیث شریف اَلشُّعَرَاءُ کِلاَبُ الْجَھَنَّمِ کہ ایسے شعراء جہنم کے کتے ہیں مخزن الاسلام پر خوب کیچڑ اچالا لیکن وہ بایزید کا بھی حامی نہ تھا وہ کہتا ہے۔

۱. هغه وخت چه پیر روخان فساد بنیاد کړه
پښتنو ورسره ټینګ کار دفساد کړه

جب پیر روخان نے فساد کی بنیاد رکھی تو پٹھانوں نے ان کے ساتھ اسی فساد میں بھرپور حصہ لیا۔

۲. پښتانه په هغه دور پیر پرست وو
محرک مرید دا شاعیسی اودسر مست وو

اس وقت پشتون پیر پرست تھے کچھ پشتون شاہ عیسیٰ
کے مرید تھے اور کچھ سرمست کے مرید تھے۔

۳. دروخان برخه ورک زائے هم آفریدی شول
هغه خوبښ په رهزنی اور غنیدی شول

پیر روخان کے حصہ میں اورکزئی اور آفریدی آئے اور ابھی
رہزنی اور سرکشی پر مائل تھے

۴. د قاسم پر برخه واړه غوریه خیل وو
ډ نگر پیر وته د بنو شتک اهل وو

پیر قاسم کے حصہ میں تمام غوریہ خیل تھے اور بنوں کے
رہنے والے ڈنگر پیر کے تابعدار تھے۔

۵. خدائے د ماله مدعی شیخانو ژغوری
تل زما دی عالمان د سترگو توری

اللہ پاک مجھے ان مدعی شیخان سے امان میں رکھے
میں علماء ربانی میرے آنکھوں کا نور بنے - اور اب اخون
درویزہ بابا کی دوسری تالیف ارشاد الطالبین پر تبصرہ ملاحظہ
کیجئے۔

ارشاد الطالبین

ارشاد الطالبین حضرت اخون درویزہ بابا کی تالیف ہے اس نام سے حضرت جلال الدین تھانسیری رحمتہ اللہ علیہ کی تالیف ہے جو کہ علم تصوف پر ہے لیکن وہ بہت کم ضخامت کی کتاب ہے اور دوسری کتاب ارشاد الطالبین مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کی ہے وہ بھی چھوٹی ضخامت کی کتاب ہے اور وہ بھی تصوف پر ہے ان تینوں کتب میں حضرت اخون درویزہ بابا کی تالیف ارشاد الطالبین ہے جو کہ ضخیم ضخامت کی کتاب ہے اس کتاب میں حضرت اخون درویزہ بابا نے شریعت اور طریقت دونوں کو یکجا کیا ہے اور سمندر کو کوزہ میں بند کیا ہے یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے پہلے باب میں چار فصلیں ہیں پہلا فصل مسئلہ توحید کا ہے اس میں واضح کیا ہے کہ قرآن مقدس اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام قدیم ہے جس نے مخلوق کہا اس نے خدا کے کلام کو مخلوق کا کلام جانا اور یہ بات کفر کی ہے آگے شیطان کے عمل سے بچنے کے لئے تدابیر لکھے ہیں پھر احوال زاہد اور شیطان کو ذکر کیا ہے پھر جنید بغدادی کا حال توحید بیان کیا ہے پھر منصور کا واقعہ درج کیا ہے پھر ایک حکایت عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نقل کیا ہے پھر

حضرت اخون درویزہ باباؒ کا بیان علم توحید میں۔

فصل دوم ایمان کے متعلق ہے اس میں دحیہ کلبیؓ صحابی رسول کا واقعہ درج کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ایمان مخلوق ہے اخلاص کے چار اقسام لکھے ہیں شیخ احمد خضرویہ کا قصہ بھی درج کیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نمرود میں ڈالنا اور اس پر آگ گلزار ہونا پھر امیر حمزہ کا قصہ بیان کیا ہے اس کے بعد نوح علیہ السلام کی کشتی کا قصہ درج کیا ہے پھر نیک نیت کے چار اقسام لکھے ہیں مسائل مذہبیہ کو تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

فصل سوم:۔

وضوء کے متعلق ہے وضو کی اقسام غسل اور تیمم کے متعلق سیر بحث ہے۔

فصل چہارم:۔

نماز کے متعلق بیان ہے اور حقیقت معراج حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بحث ہے اس طرح صدقہ فطر اور غیر المغضوب کا پڑھنا نماز جنازہ کے متعلق بحث صلواۃ العاشقین نماز اوابین ، نماز حاجت ، نماز قضاء عمری بیان شبقدر نماز عیدین نماز عاشورہ ذکر ماہ رجب و ذکر ماہ رمضان احکام سفر نماز کے بعد کلمہ شریف پڑھنا مردے کے لئے خیرات

کرنا اور ادعیہ مجربہ وغیرہ پر مشتمل ہیں ۔

باب دوم:۔

اس میں بھی چہار فصلیں ہیں اس میں پہلا فصل توبہ اور استغفار کے متعلق ہے۔غیبت اور بہتان کا بیان ہے ۔

دوم فصل میں علامات پیر کامل ۔ بیان کی گئی ہے فصل سوم میں علم کے متعلق ہے ۔

باب سوم:۔

سیر سلوک کا مفصل بیان کیا گیا ہے ۔

باب چہارم:۔

اس میں بھی چار فصلیں ہیں پہلا فصل اخلاق حمیدہ پر مشتمل ہے دوسرا فصل اخلاق ذمیمہ میں ہے تیسرا فصل صبر کے متعلق ہے اور فصل چہارم شکر کے متعلق ہے اس کے بعد کتاب کا خاتمہ ہے اور یہ خاتمہ کے بھی چند فصلیں ہیں پہلا فصل علامات قیامت کے متعلق ہے دوسرا فصل دوزخ اور پل صراط اور جنت کے متعلق بیان ہے اور تیسرا فصل مختلف مسائل کے متعلق ہے۔

ارشاد الطالبین میں معمولات اسلامیہ کے متعلق اظہار خیال

مسلمانوں کے معمولات اسلامیہ جو مسلمانوں میں رائج ہیں بعض لوگ ان پر تنقید کرتے ہیں اور کرنے والوں کو متبدعین سے تعبیر کرتے ہیں اور بدعت کے علاوہ کئی دوسرے ناموں سے موسوم کرتے ہیں مثلاً شرک وغیرہ۔ ان معمولات اسلامیہ میں سے ایک مسئلہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت اور نورانیت کے متعلق ہے دنیا میں کوئی ایسا فرقہ موجود نہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر نہ کہتا ہوں صرف بات اس پر ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے مثل بشر اور بے مثل نور تھے بشریت بھی آپ کی صفت ہے اور نورانیت بھی آپ کی صفت ہے یہاں پاکستان اور ہندوستان میں بھی یہ جھگڑے زیادہ ہیں زور نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ اگر کسی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور کہا تو وہ مشرک ہے یا کافر حضرت اخون درویزہ باباؒ نے ارشاد الطالبین میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت نور کے متعلق رقم طراز ہے نور اول نور ارادت کہ آنرا نور حقیقت محمدی گویند واین نور را نور محمدی گویند (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۳۶) نور اول جو نور ارادت ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے تعین اول کیا کہ اس تعین اول کو

حقیقت محمدی کہا جاتا ہے اور اس نور کو نور محمدی کہا جاتا ہے۔
آگے لکھتے ہیں آوردہ اند کہ روزی جبرائیل علیہ السلام در
رسید کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم در خواب بود مہتر
جبریل از انگشت مبارکش بگرفت حضرت بیدار شد گفت یا اخی
چہ آوردہ باشی حضرت جبریل گفت کہ من بسال از شما کلاں
بودم مرا اخی نگوئی حضرت رسالت پناہ فرمود از کجا یا آوری
جبریل گفت از ان باد یاد دارم کہ ہیچ شی نام و نشان بنود مگر
ستارہ روشن و تابان در عین پردہ سیاہ میدیدیم نو نود ہزار نمود و
نود ہزار سال غائب میشد و من نود ہزار کرت اورا دیدم
حضرت فرمود کہ اگر آں ستارہ را الحال بہ بینی بشناسی جبریل
گفت آری حضرت رسالت پناہ خود را بداں صفت بدو نمود
مہتر جبریل گفت صَدَقْتَ یَا رسول اللہ کہ ہما تو بودی جبریل گفت
یا رسول اللہ چہ میکردی حضرت فرمود یا اخی نود ہزار سال در
قیام بودم و نود ہزار سال در سجود در قیام مرا میدیدی و در سجود
غائب میشدم دران سجدہ بااین دعا میخواندم کہ اسماء بزرگ
باری تعالیٰ اند سُبْحَانَ الْقَدِیْمِ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ
سُبْحَانَ الْعَلِیْمِ الَّذِیْ لَا یَجْهَلُ سُبْحَانَ الْجَوَادُ
الَّذِیْ لَا یَبْخَلُ سُبْحَانَ الْحَلِیْمِ الَّذِیْ لَا یَعْجَلُ امَّا
نود ہزار سال پیش از آنکہ میدید زمرا ہمچنان مخلوق کردہ

بود و درین پرده هزار پرده سیاه آفرید بعد ازیں ده هزار پرده
ہائے سبز آفرید ہم چنان نا متناہی و درین مراتب انتہای انبیاء
است و بعد ازیں ده هزار پرده ہائے سفید آفرید ہم چنان
نا متناہی و بعد ازیں ده هزار پرده زرد آفریده نا متناہی و بعد
ازیں ده هزار پرده ہائی احمد خالص آفرید الخ (ارشاد
الطالبین صفحہ ۲۳۷) نقل کیا گیا ہے کہ ایک دن حضرت
جبرائیل علیہ السلام خدمت حضور علیہ السلام میں حاضر ہوئے
آپ خواب میں تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا
انگوٹھا پکڑا تو آنحضرتؐ بیدار ہوئے آپ نے فرمایا بھائی کیا
لائے ہو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آپ سے
بڑا ہوں تو آپ مجھے بھائی نہ کہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ
کب سے تمہیں یاد ہے اس نے کہا کہ مجھے اس وقت سے یاد
ہے کہ کسی چیز کا نام ونشان نہیں تھا مگر چمکتا ستارہ سیاہ پردہ کے
درمیان میں مشاہدہ کرتا تھا نوے ہزار سال چمکتا تھا پھر نوے
ہزار سال غائب ہو جاتا اور پھر میں نے نوے ہزار بار دیکھا
ہے حضور علیہ السلامنے فرمایا کہ اگر اس ستارہ کو تم دیکھ لوگے تو
پہچان لوگے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہاں تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آپ کو اس صفت
سے ظاہر فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ

آپ نے سچ کہا ہے یا رسول اللہ کہ وہ آپ تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کیا کر رہے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے میرے بھائی نوے ہزار سال میں قیام میں تھا اور نوے ہزار سال سجدہ میں تھا قیام کی حالت میں تم مجھے دیکھ لیتے اور سجدہ کی حالت میں مجھے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اس سجدہ میں یہ دعا پڑھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے مبارک نام ہے سُبْحَانَ الَّذِی لَمْ یَزَلْ سُبْحَانَ الْعَلِیْمُ الَّذِی لَا یَجْهَلُ سُبْحَانَ الْجَوَادَ الَّذِی لَا یَبْخَلُ سُبحَانَ الْحَلِیْمَ الَّذِی لَا یَعْجَلُ جب تم نے مجھے نوے ہزار بار دیکھا تھا میرا نور اس وقت پیدا تھا اس پردہ میں ہزار سیاہ پردے پیدا کئے گئے تھے اور اس میں دس ہزار پردے سبز پیدا کئے تھے اس کے بعد لا انتہا اور یہ مراتب انتہا انبیاء ہیں اور اس کے بعد دس ہزار سفید پردے پیدا کئے اور دس ہزار پردے زرد اس کے بعد دس ہزار پردے سرخ خالص پیدا کئے ۔ حضرت اخون درویزہ باباؒ نے مخزن الاسلام میں بھی آپ کے نورانیت کے متعلق فرمایا ہے نبی و و د خدائیے د نورہ (مخزن صفحہ ۱۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نور سے پیدا ہوئے تھے قرآن مقدس میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور فرمایا ہے قَدْ جَاءَ کُم مِنَ اللّٰہِ نُوْر

وَ کِتَابٌ مُبِینٌ، بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا اور روشن کتاب تفسیر جلالین سے لے کر تفسیر ابن عباس تک یہ لکھا ہے کہ پہلے نور سے حضور علیہ السلام مراد ہے اور دوسرے سے قرآن مقدس روح المعانی نے لکھا ہے کہ نُوْرُ الْاَنْوَارِ نَبِیِّ الْمُخْتَارِ کہ نور الانوار سے حضور علیہ السلام مراد ہے روح المعانی نے تو انتہا کر دی کہ حضور تمام نوروں کا نور ہے جتنے انوار ہیں ان تمام انوار کا حضور علیہا لسلام نور ہے۔ نور کا اطلاق تو اس مومن پر بھی آیا۔ جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے قرآن مقدس میں ہے فَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ پس جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا وہ نور پر ہے۔ حضور علیہ السلام کو سراجا منیر فرمایا گیا ہے یعنی روشنی دینے والے چراغ منیر اسی کو کہا جاتا ہے جو خود نور ہو اور دوسروں کو بھی نور دے سکتا ہو اس طرح حدیث شریف میں ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن پل صراط کے نیچے دوزخ کی آگ کہے گی کہ اے مومن جلد گذر جاؤ تمہارے ایمان کے نور میرے شعلے بجا دی دیتی ہے اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مومن کے ساتھ نور ہے حضور

مایہ الصلواۃ والسلام مطلق نور تھے معنوی بھی اور حسی بھی اور یہ
نضور علیہ الصلواۃ والسلام کی صفات میں سے ایک صفت
ہے۔

توسل نیک بندوں پر

توسل ایک واسطہ ہے جو خالق اور مخلوق کے درمیان
لوگ اپنی حاجاتوں میں پیش کرتے ہیں کہ یا اللہ فلاں بزرگ
کے وسیلہ سے میری یہ حاجت پورا کر بعض لوگ اس کو بھی منع
کرتے ہیں قرآن و حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ
وسیلہ بذوات فاضلہ نہ شرک ہے نہ کفر بلکہ یہ ہمارے معمولات
بزرگان دین سے ہے اور یہ انبیاء و اولیاء کی سنت ہیں اللہ
تعالی نے قرآن مقدس میں فرمایا کہ یَا اَیُّھا الَّذِیْن امنوا
اتقُوْاللہ و ابتغوْا الیہ الوسیلۃ و جاھدوا فی
سبیلہٖ لعلّکُم تُفلحون (المائدہ) اے ایمان والوں
اللہ سے ڈرو اور اللہ کے لئے وسیلہ ڈھونڈ اور اس راستے میں
کوشش کرو شاید تم کامیاب ہو جاؤ گے اس آیت شریف میں
وسیلہ کا مطلق حکم یعنی ذوات فاضلہ اور اعمال صالحہ دونوں
پر وسیلہ پکڑ سکتے ہو اب اگر کوئی کہے کہ اس سے اعمال صالحہ
مراد ہے تو اس نے کلام الہی میں قید لگایا یہ قید اللہ بھی لگا سکتا تھا

لیکن نہیں لگایا یعنی بِالاَعْمَالِ الصَّالِحَۃِ یعنی نیک اعمال سے وسیلہ پکڑو۔

حضور علیہ السلام نے بھی وسیلہ پکڑا ہے شواہد الحق میں امام یوسف نبھانیؒ نے تحریر کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کی پرورش والی ماں فاطمہ بنت اسد جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ماں تھی فوت ہوگئی اور جب قبر تیار ہوا آپ خود قبر میں نیچے اترے اور دعا کی اس دعا میں وسیلہ کے الفاظ ہے وہ یہ ہیں کہ اے اللہ فاطمہ بنت اسد کو بخش دے میرے طفیل اور ان انبیاء کے طفیل جو مجھ سے پہلے ہیں۔ غریبوں کے متعلق بخاری شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہیں رزق فقیر لوگوں کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔ اخون درویزہ باباؒ نے بھی ارشاد الطالبین میں اپنے سلسلہ کے بزرگوں کے نام لکھے ان تمام ناموں کے ساتھ الٰہی بحرمت فلاں الفاظ درج ہیں جو کہ وسیلہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ارشاد الطالبین میں فرمایا ہے کہ ایک بار ہر روز پڑھو تمام آفات سے خلاصی پاؤ گے وہ یہ ہے کہ الٰہی بحرمت صداقت ابوبکر و خلافت او و بحرمت عدل عمر و صلابت او و بحرمت حیا عثمان و سخاوت او و بحرمت علم علی و شجاعت او و بحرمت سخاوت حسن و رضیت او و بحرمت شہادت حسین و غربت

اوْاِ دفعْ عنِیْ کُلْ ھمٍ وَ غمٍ وَ بلاءٍ (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۲۳) اب حضرت اخون درویزہ باباؒ کی اولاد میں سے بعض لوگ وسیلہ کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں تو کیا اپنے جد امجد حضرت اخون درویزہ بابا پر شرک کے فتوے لگائیں گے ۔ وسیلہ پر مفصل بحث شواہد الحق میں امام یوسف النبھانیؒ اور الدرر السنیہ فی الرد علی الوھابیہ شیخ سید احمد دحلان مفتی شافعیہ حرم شریف شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب جذب القلوب شریف اور محمد بن علوی مالکی مدرس حرم شریف کی کتاب المفاھیم کو ضرور مطالعہ کرنا چاہیے ۔

درود الصَّلوٰۃ والسَّلام علیک یارسول اللہ پڑھنا

الصلواۃ والسلام علیک یا رسول اللہ درود شریف ہے اس درود شریف کے مختصر الفاظ ہیں اور آیت کریمہ پر پورا عمل ہے جیسا آیت شریف میں ہے اِنَّ اللّٰہَ وَ ملائکتہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیْ یا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صلّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب) بے شک اللہ اور اس کے ملائک نبی علیہ السلام پر درود پڑھتے ہیں اے ایمان

والو! تم بھی درود و سلام اس پر پڑھو۔ تو صلوۃ والسلام دونوں الفاظ اس درود شریف میں ہیں معنی یہ ہے کہ درود و سلام آپ پر ہو اے اللہ کے رسول ۔ یہ درود شریف امام برزنجی نے اپنے مولود شریف میں نقل کیا ہے جلال الدین تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ارشاد الطالبین میں بھی نقل کی ہے اور اوراد فتحیہ میں سید یوسف علی ہمدانی نے بھی نقل کی ہے۔ شیخ محی الدین سید عبدالقادرؒ نے درود اکبر میں بھی نقل کیا ہے اس طرح حضرت اخون درویزہ باباؒ نے فرمایا ہے اما چوں در شب جمعہ بگوید اَلصلواۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ حضرت بگوش مے شود۔ (ارشاد الطالبین صفحہ ۱۷۹) جب جمعہ کی رات الصلواۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے کانوں سے سنتا ہے اس درود شریف کے پڑھنے والوں پر بھی لوگ کفر اور شرک کے فتوے لگاتے ہیں یہی عقیدہ تمام اہل سنت کا ہے امداد المشتاق میں مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اس کا جواز لکھا ہے اور علماء دیوبند کا پیرومرشد نے بھی فیصلہ ہفت مسئلہ میں جواز نقل کیا ہے جس کو شوق ہو ان کتابوں کو مطالعہ کرے۔

اذان میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اسم گرامی پر انگوٹھے چومنا

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی پر انگوٹھے چومنا ایک مستحب عمل ہے اس میں معلم ومقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی تعظیم اور توقیر بھی ہے اور آپ سے محبت کا اظہار خیال بھی قرآن مقدس میں ہے تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کرو تفسیر روح البیان میں اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الخ کے تحت انگوٹھے چومنے کا مسئلہ بڑے بسط انداز سے پیش کیا ہے اور ایک حدیث شریف میں نقل کی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے مَن سمع اسمی فی الاذان وَ قَبَّلَ ظفر ابهامیه و مسح علی عینیه لم یعم اَبَداً جس نے اذان میں میرا نام سنا اور دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگایا وہ کبھی اندھا نہ ہوگا یہ مسئلہ شریف شرح نقایہ وکنز العباد وصلوۃ مسعودی و معارج النبوۃ و اعانۃ الطالبین میں ذکر ہے حضرت اخون درویزہ باباؒ نے بھی ارشاد الطالبین میں نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں وچوں اشهد ان محمد

رسول اللہ گوید سامع ہردو انگشت ابہام رابر ہردو چشم بنہد یعنی ناخن ایشان دیدہ بروارد و بدان ناخن نظر کند حق تعالیٰ چہار ہزار گناہ کبیرہ اورا عفو کند (ارشاد الطالبین صفحہ ۳۲۸)

جب اشھد ان محمد رسول اللہ کہا جائے تو سننے والا اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھے یعنی ناخنوں کو دیکھے اللہ تعالیٰ چار ہزار گناہ کبیرہ اس کا معاف فرمائے گا۔'' آگے مزید لکھتے ہیں۔'' و درقران خوانی مسطور است کہ این انگشت نہادن سنت است ترک نمی توان کرد و ہر کہ بجائے آرد در عرصہ عرصات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اورا چنان طلب کند کہ کسی گم شدہ خود را بطلبد و بگوید قرۃ عینی یک سیدی و مولائی و یا این گوید صدق رسول اللہ'' (ارشاد الطالبین صفحہ ۳۲۸) قرآن خوانی لکھا ہے کہ یہ انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا نہیں چھوڑنا چاہئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام اس کو قیامت کے دن اس طرح طلب کرے گا کہ جس طرح کسی سے کوئی گم ہو جائے اور اس کو تلاش کرتا رہے اور کہے اے میرے آنکھوں کی ٹھنڈک یا یہ کہے صَدق رَسُولَ اللہ۔ اس کے نقل بعد حضرت آدم علیہ السلام کا حوالہ دیتا ہے کہ یہ سنت بابا آدم علیہ السلام بھی ہے مزید لکھتے ہیں'' وبعضی گفتہ اند کہ سنت بابا آدم است کہ روزے آرزوے کرد کہ

اگر جمال محمد آخرالزمان میدید ے چہ خوش بودے فرمان حضرت عزت شد کہ بر ہر دو ناخن نظر کن چوں نظر نمود جمال جہاں آرائے حضرت دران دید ناخن را بر چشم نہاد و گفت۔ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قُرَّۃَ عَیْنِیْ بِکَ سَیِّدِیْ وَ مَوْلَائِیْ " (ارشاد الطالبین صفحہ ۳۲۹) اور بعض نے کہا ہے کہ یہ سنت بابا آدم علیہ السلام ہے کہ ایک دن اس نے تمنا کی کہ اگر جمال محمد آخرالزمان دیکھ لیتا کیا اچھا ہوتا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اپنے دونوں ناختوں کو دیکھو جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا جمال مبارک اس میں دیکھا تو ان ناخنوں کو آنکھوں پر رکھا اور کہا صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قُرَّۃَ عَیْنِیْ بِکَ سَیِّدِیْ وَمَوْلَائے۔

مردوں کے لئے خیرات کرنا برائے ایصال الثواب

ہمارے ہاں مسلمانوں میں یہ بھی معمولات میں سے ہے کہ جب کسی کا رشتہ دار اس دار فانی بجائے ارتقاء رحلت کر جائے تو پہلے دن سے سات دنوں تک اپنے رشتہ دار اس کے لئے تصدق کرتے ہیں جو یہ لوگ اس کو خیرات سے تعبیر کرتے

ہیں بعض لوگ اس میں اعتراض کرتے ہیں حالانکہ یہ آج کل کا مسئلہ نہیں بلکہ مذہبی کتابوں میں یہ درج ہے شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے الحاوی للفتاویٰ میں بعنوان طلوع الثریاء باظهار ما كان خفيا کے تحت تقریباً بیس صفحات اس مسئلہ پر خوب تحقیق کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ صحابہ کرام سے لے کر آج تک مردوں کے لئے تصدق سات دنوں تک یہ اتیج ہے جو کہ بہتر ہے امام ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں بھی تصدق والی روایت کو نقل کیا ہے۔ تفسیر الدرمنثور فی التفسیر القرآن بالماثور میں بھی مردوں کے لئے تصدق والی روایت نقل کی ہے طحطاوی شریف اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلویؒ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکواۃ میں یہی نقل کی ہے۔ حضرت اخون درویزہ باباؒ بھی ارشاد الطالبین میں لکھتے ہیں "وچوں مردہ را دفن کنند و در خانہ بیایند ہم درآن روز باید کہ چیزی تصدق از جہد او بکند کہ مطلق رسید نیست و بدو میرسد و خلاف مر معتزلہ را کہ ایشان قبول ندارند تصدق را" (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۰۸) جب مردہ کو دفن کیا جائے اور واپس اپنے گھر آجائے اس روز تصدق کرنا اس مردہ کے لئے کرے کہ اس کو یہ ثواب پہنچ جاتا ہے اس میں صرف معتزلہ فرقہ مخالف ہے کہ وہ تصدق برائے اموات کے ایصال الثواب کے قائل نہیں۔

آگے ایک اور حدیث شریف کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَا لَيْلُ اَشَدُّ عَلَى الْمَيِّتِ مِنَ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ يَنْبَغِىْ لِاَوْلِيَاءِهٖ اَنْ يَتَصَدَّقُوْا فِىْ ذَالِكَ اَوْ يُصَلُّوْا رَكْعَتَيْنِ بِاَرْوَاحِهٖ وَيَقْرَاُ فِىْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ آيَةَ الْكُرْسِىْ وَ سُوْرَةَ اَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ وَ خِدَاناً وَ عَشَرَ مَرَّاتٍ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ فَاِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ صَلّٰى عَلَيَّ سَبْعِيْنَ مَرَّةً وَ يَقْرَاُ هٰذِهِ الدُّعَاءَ اَللّٰهُمَّ ... الرَّاحِمِيْنَ يَبْعَثُ اللّٰهُ تَعَالٰى سَاعَةَ اَلْفَ مَلَكٍ فِىْ قَبْرِهٖ وَ بِيَدِ كُلِّ مَلَكٍ نُوْرٌ وَهَدِيَّةٌ لِاَجْلِ ذَالِكَ الْمَيِّتِ صَدَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۰۹) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مردے پر پہلی رات زیادہ سخت ہوتی ہے تو ان کے ورثا کو چاہیے کہ اس کے لئے اس میں خیرات دے یا دو رکعات نماز پڑھے اس کی روح کے لئے اور ہر رکعت میں فاتحہ اور آیت کرسی اور سورہ الھاکم التکاثر پڑھے ایک ایک بار اور دس بار سورہ اخلاص پڑھے پھر فارغ ہو جائے نماز سے تو مجھ پر ستر مرتبہ درود پڑھے اور پھر یہ دعا پڑھے یا اللہ میں نے یہ نماز پڑھی اور تم جانتے ہو اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کا ثواب اس کی

روح کو پہنچا دے یا اللہ تو ہی ارحم الراحمین ہے اللہ تعالیٰ اس قبر میں اس وقت ہزار ملائک بھیجیں گے اور ہر ملائکہ کے ہاتھ میں نور اور تحفہ ہوگا اس مردے کے لئے یا رسول اللہ آپ نے سچ فرمایا۔ یہ حضرت اخون درویزہ بابا کا عقیدہ ہے کہ مردے کے لئے پہلے دن سے خیرات کرنا چاہئے۔ مشکواۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا مَا الْمَيِّتُ فِى الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ وَ اُمٍّ وَاَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا اَلْحَقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا وَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَ اَنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىْ فِى شُعَبِ الْاِيْمَانِ (مشکواۃ صفحہ ۲۰۶) مردہ قبر میں غریق کی طرح ہے جو فرمایا دکرتا ہے اور وہ انتظار کرتا ہو دعا کا کہ اس کو پہنچے باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے یا بھائی یا دوست کی طرف سے جب اس کو پہنچے تو اس کے لئے دنیا و ما فیھا سے بہتر ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل قبور کے لئے زمین میں رہنے والوں کی دعائیں پہاڑ جیسی دے دیتا ہے اور زندہ کا تحفہ مردوں کے لئے ان کے لئے استغفار مانگنا

ہے۔ جواهر النفیس اور فتاویٰ زاد اللبیب اور فتاوٰی نور الهدیٰ میں مردے کے لئے پہلے سات دن تک خیرات کرنا نقل ہیں۔ اخون درویزہ بابؒا نے مزید مذکورہ بالا روایت جو ارشاد الطالبین میں نقل کیا ہے آگے مزید لکھتے ہیں'' منقول است کہ روزے پسر شیخ سفیان ثوری قدس سرہ بجانب بازار برخاست تا خربوزہ خریدہ بارواح پدرخود بدہد در تمام بازار گشت نیافت اما پوست خربوزہ در بازار افتادہ یافت ہمان را گرفت در پیش خر انداخت ہم دران شب پدرخود را دید کہ برتخت نشستہ خربوزہ بہشت می خورد گفت بابا از کجا می خوری گفت آنچہ شما تصدق کردہ بود یدا جرآں بمن رسید چوں بیدار شد دانست کہ ہماں پوست بکار شد۔ (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۰۹)

ترجمہ: ۔نقل کیا گیا ہے کہ ایک دن شیخ سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کا صاحبزادہ بازار کی طرف گیا تا کہ اپنے والد کے ایصال ثواب کے لئے خربوزہ خریدے تمام بازار میں دیکھا کہ نہیں ہے بلکہ خربوزہ کا چھلکے بازار میں پڑے ہوئے ہیں ان چھلکوں کو اٹھا کر گدھے کے سامنے رکھا تا کہ گدھا اس کو کھائے اس رات اپنے والد کو خواب میں دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہے اور جنت کا خربوزہ کھاتا ہے اس نے پوچھا کہ بابا کہاں سے یہ کھا

رہے ہو اس نے جواب دیا کہ جب تم نے صدقہ دیا اس کا اجر مجھے پہنچا جب بیدار ہوا تو جان لیا کہ وہ چھلکا کام آیا۔ یہ چند دلائل نمونہ خروار پیش خدمت کئے گئے اس سے عبرت پکڑنا چاہئے۔

سورہ روم وعنکبوت تیئسویں رمضان کی شب پڑھنا۔

قرآن مقدس کی تلاوت کرنا باعث اجر ثواب ہے ہر حرف کے بدلے دس دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اس طرح رمضان میں ہر نیکی کا اجر دو چند ہوتا ہے ہمارے صوبہ سرحد میں تیئسواں رمضان کی رات نماز عشاء تراویح کے بعد امام صاحب مسجدوں میں سورہ روم وعنکبوت کی تلاوت کرتے ہیں بلکہ امام صاحب پڑھتے ہیں اور مقتدی خاموشی سے سنتے ہیں یہ مسئلہ خصوصیت رمضان کے تیئسوں کی انیس الواعظین اور خواص القرآن جو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اس کا پڑھنا مروی ہے جنت الفردوس میں بھی 23 رمضان شب میں ان دو سورتوں کا پڑھنے کا ثواب درج ہے کہ پڑھنے والا جنتی ہوگا۔ حضرت اخون درویزہ باباؒ نے بھی ارشاد الطالبین میں سورہ روم وعنکبوت ماہ رمضان کے تیئسواں شب میں اس کا پڑھنا نقل کیا ہے۔

حضرت اخون درویزہ بابا ارشاد الطالبین میں لکھتے ہیں۔ اگر درآں شب سورہ روم وسورہ عنکبوت بخواند خوانندہ

وشنوند راباآتش دوزخ کار بناشد و نیز ایں سورت ہا را اگر درشب بست وسوم ماہ رمضان بخواند نیز ہمیں حکم دارد (ارشاد الطالبین صفحہ ۱۸۴) اگر اس رات سورہ روم وعنکبوت پڑھے تو پڑھنے والے اور سننے والے کے لئے دوزخ سے نجات ہے اور یہ سورتیں ماہ رمضان کے تئیسواں شب کو پڑھے تو یہی حکم اس کے لئے ہے۔

نماز کے بعد کلمہ طیبہ کو جہر سے پڑھنا

قرآن مقدس میں ہے یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ الخ ۔ اے ایمان والو جب تم نماز پڑھو گے تو اللہ کا ذکر کرو۔ اس آیت میں مطلق فرمایا گیا کہ نماز کو جب پورا کرو گے تو اللہ کا ذکر کرو اس میں یہ نہیں فرمایا کہ آہستہ ذکر کرو بلکہ آہستہ اور جہر دونوں کے لئے نص قطعی ہے دوسری آیت میں ہے وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ الخ ۔ اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو مساجد میں ذکر سے روکے۔ روکنا جہر سے کیا جاتا ہے جو آہستہ ذکر کرے اس کو تو کوئی سنتا نہیں تو روکے گا کس طرح۔ ذکر بالجہر میں امام جلال الدین سیوطیؒ نے نتیجتہ الفکر فی الجہر بالذکر پورا رسالہ لکھ

دیا ہے اور وہ الحاوی للفتاوی کی پہلی جلد میں ہے اس رسالہ میں ثابت کیا ہے کہ ذکر جہر جائز بلکہ مستحب ہے مولانا نجم الدین المعروف بہ ھڈے صاحب نے ذکر بالجہر پر ایک رسالہ تحریر کیا ہے جس کا نام بیان الاذکار فی الجہر والاسرار ہے مولانا عبدالحیٔ صاحب سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر نامی رسالہ مرتکب کیا ہے شیخ محمد تھانویؒ جو رشید احمد گنگوہی کا استاد ہے شیخ محمد تھانویؒ نے نسائی شریف کا حاشیہ بھی مرتب کیا ہے شیخ محمد تھانویؒ نے دلائل الاذکار فی الجہر والاسرار تقریباً سو صفحات کتاب لکھی ہے اور اس کتاب پر تقریظ رشید احمد گنگوہی کی ہے۔

حضرت اخون درویزہ باباؒ ارشاد الطالبین میں ذکر نماز کے بعد کے متعلق لکھتے ہیں۔

سُئِلَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ الَّذِیْنَ یَمْنَعُوْنَ عَنِ الْکَلِمَۃِ الطَّیِّبَۃِ بَعْدَ اَدَاءِ الْمَکْتُوْبَۃِ فَقَالَ ھُمُ الرَّوَافِضُ لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ قَدْ کَانَ یَجْھَرُ مَعَ الصَّحَابَۃِ الْکَلِمَۃِ الطَّیِّبَۃِ بَعْدَ اَدَاءِ الصَّلوٰۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ مُتَّصِلاً۔ (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۰۴)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا ان لوگوں کے متعلق جو

نماز کے بعد کلمہ طیبہ پڑھنا منع کرتے ہیں فرمایا کہ وہ روافض ہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کے ساتھ نماز کے بعد فوراً جہر سے کلمہ پڑھتے تھے پھر مزید وضاحت کرکے لکھتے ہیں

"وَفِی شَرْحِ النَّوَازِلِ الْبُرْهَانِیْ مِنْ بَابِ الْاَذْکَارِ سُئِلَ عَنْ عُمَرْ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ الْکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ بَعْدَ اَدَاءِ الْمَکْتُوْبَۃِ مُتَّصِلاً قَالَ بِمَرَّۃٍ یَغْفِرَاللّٰہُ ذُنُوْبَہٗ وَ بِمَرَّۃِ الثَّانِیَۃِ اَعْطَاہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ ثَوَابَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلاَمُ وَ بِمَرَّۃِ الثَّالِثَۃِ اَعْطَاہُ اللّٰہُ ثَوَابَ الْمَلاَئِکَۃِ (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۰۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جو نماز فرض کے بعد متصل کلمہ شریف پڑھتا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمائے گا جب ایک بار پڑھا جب دوبارہ پڑھا اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کی تعداد کے برابر یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش نیکیاں اس کے لئے اجر دے گا اور جب تین بار پڑھا اللہ تعالیٰ ملائکہ کی تعداد کے برابر اجر دے گا۔

یہ چند معمولات اسلامیہ تھے جو ارشاد الطالبین سے نقل کئے گئے اگر کسی کو شوق ہو تو ان مسائل کے اور متعلقہ کتابوں کا مطالعہ کرئے جو اس کتاب میں حوالے دے کر نقل کئے گئے ہیں۔

حضرت اخون درویزہ بابا نے اپنے اس کتاب میں حدیث
لَوْلَاکَ لَوْلَاکَ لِمَا خَلَقْتَ الْاَفْلَاکَ بھی درج کیا
ہے اور تلقین میت صفحہ ۲۰۸ پر اور لکھی ختم شریف بھی نقل کیا ہے۔
ارشاد الطالبین میں ہے منقول است کہ چوں شخصے وفات
میشد عبداللہ بن عمر اہل و عیال او را میفر مودتا یک لکھ کلمہ طیبہ
بارواح او بخواند اگر چہ مستحق عذاب باشد آمرزیدہ شود۔
(ارشاد الطالبین صفحہ ۳۵۴) نقل کیا گیا ہے کہ ایک شخص وفات
پا گیا عبداللہ بن عمرؓ نے اس کے اہل و عیال کو حکم دیا کہ ایک
لاکھ کلمہ طیبہ اس کی روح پر بخش دے اگر چہ مستحق عذاب ہو بھی
بخشا جائے گا۔

نماز غوثیہ برائے قضاء حاجات

نماز غوثیہ برائے حاجات ایک مجرب عمل ہے اور اس
نماز کو شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں اور
شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے کتاب الرحمۃ فی الطیب
و الحکمۃ میں اور بھجۃ الاسرار و زبدۃ
الاسرار ، تفریح الخاطر فی مناقب ، شیخ
عبدالقادر و غیرہ میں نقل کیا ہے اور ملا علی قاری نے یہاں

تک لکھا کہ قد جُرِّبَ مِرَاراً کہ اس پر بار بار تجربہ کیا گیا اور صحیح پایا گیا حضرت اخون درویزہ باباؒ نے بھی یہی نماز ارشاد الطالبین میں نقل کیا ہے آپ لکھتے ہیں'' شیخ المشائخ حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر گیلانی قدس اللہ سرالعزیز فرمودہ است ہر کہ درمیان شام وخفتن دو رکعت نماز بگذارد دو رکعت اول بعد از فاتحہ قُلْ یَاأَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ یازدہ بار و در دوم رکعت بعد از فاتحہ اخلاص یازدہ بار بخواند روز قیامت من شفیع او باشم واگر بعد از نماز مذکو یازدہ بار درود یازدہ گام بجانب عراق زند و درانجا باستید و یازدہ کرت درود بگوید و یازدہ بار یَا اَللّٰہُ بگوید و یک بار گوید الٰہی بحرمت شیخ میران محی الدین عبدالقادر جیلانی و بحرمت غوث محی الدین عبدالقادر جیلانی الٰہی بحرمت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی الٰہی بحرمت ایں اسمائے مکرم ومعظم حاجت من برآورد خیر گردانی بِمَنِّکَ وَ کَمَالِ کَرَمِکَ یَا اَللّٰہُ لِنَبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ آلِہٖ الْاَمْجَادِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. (ارشاد الطالبین صفحہ ۱۶۲) شیخ المشائخ حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر گیلانی قدس اللہ سرالعزیز نے فرمایا ہے جو کوئی عشاء اور مغرب کی نماز کے درمیان دو رکعات نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ یَاأَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ گیارہ بار اور

دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے قیامت کے دن میں اس کا سفارشی ہوں گا اور اگر نماز مذکورہ کے بعد گیارہ قدم عراق کی طرف چلے اور اسی جگہ کھڑے ہوکر گیارہ بار درود شریف پڑھے اور پھر گیارہ بار یا اَللّٰہُ پڑھے اور ایک بار کہے الٰہی بحرمت شیخ میران محی الدین عبدالقادر جیلانی و بحرمت غوث محی الدین عبدالقادر جیلانی الٰہی بحرمت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی الٰہی بحرمت اسماء معظم وکرم کے طفیل میرا حاجت پورا کردے۔

مجرب عملیات برائے افادہ عوام

دینی کتب میں بعض عملیات مختلف کاموں کے لئے درج ہیں اور بعض عاملین وہ لوگوں کے فائدے کے لئے لکھتے ہیں اور بعض پر دم کرتے ہیں تو لوگوں کو بہت بڑا فائدہ ملتا ہے یہ روحانی جسمانی علاج ہے جس طرح جسمانی علاج کے لئے لوگ ڈاکٹروں اور حکیموں کے پاس چلتے ہیں اور وہ بیماری دیکھ کر ان بیماریوں کا علاج کرتے ہیں بخاری شریف میں ہے کہ ایک گزیدہ شخص پر ایک صحابی نے سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا وہ اچھا ہوا اس نے اس کا شکرانہ بھی لیا اور یہ حضور انور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش ہوا آپ نے انکار نہ کیا بلکہ فرمایا کہ اس شکرانہ میں سے میرے لئے بھی کچھ حصہ دو۔ امام بونی رحمۃ اللہ علیہ نے شمس المعارف کبری چار جلدوں میں لکھی ہے یہ عملیات میں بڑی کتاب ہے شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے کتاب الرحمۃ میں عملیات لکھی ہے امام دیربی کے مجربات دیربی لکھی ہے۔ شاہ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ نے جواہر خمسہ کتاب لکھی ہے امام مغربی تلمسانی نے شموس الانوار لکھی ہے اس طرح حضرت اخون درویزہ باباؒ نے لوگوں کے فائدے کے لئے چند مجرب عملیات نقل کی ہیں اور چند نسخہ جات برائے افادہ عوام کے لئے لکھے ہیں۔ بچے کے رونے کے لئے لکھتے ہیں۔ ''اگر کودک گریہ کند باید کہ ایں اسماء را نوشتہ در گہوارہ بند دو اگر کسے نوشتہ با خود نگہدارد ہیچ تیر و شمشیر بر و کار نکند و ایں فقیر وقتے نوشتہ بکسے دادہ بود چوں در معرکہ شدہ شانزدہ تیر از سپر او در گزشت اما بوجودش ہیچ اثر نہ کرد دعا ایں است یا مشیخ مشخینا فشلا مون (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۱۸)۔

ترجمہ:۔ اگر کوئی بچہ روتا ہو تو مندرجہ بالا اسماء لکھ کر گہوارا پر لٹکا دو اگر اپنے پاس رکھے تو کوئی تیر یا شمشیر اس پر اثر نہ کرے گا فقیر نے ایک آدمی کے لئے لکھا تھا لڑائی کے وقت اس کے ڈال پر سولہ تیر اوپر گزرے تھے لیکن اس کے بدن پر

کوئی اثر نہیں کیا تھا۔

برائے جادو آسیب و دشمن پر فتح مندی

حضرت اخون درویزہ بابا جادو اور آسیب کے اثر کو زائل کرنے کیلئے اور دشمن پر فتح مندی کے متعلق لکھتے ہیں'' ہر کہ ایں نامہای بزرگوار را در پیش خود نگہدارد ہیچ دشمن بر وظفر نیابد و ہیچ جادو بر و کار نکند و ہیچ دیو و پری بد وا سیب نرسانہ و ہیچ زہر بر و کار نکند و از دنیا بے ایمان نرود الٰہی بحرمت عیسیٰ روح اللہ الٰہی بحرمت موسیٰ کلیم اللہ الٰہی بحرمت ابراہیم خلیل اللہ الٰہی بحرمت محمد رسول اللہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔ جس نے یہ محترم نام اپنے پاس رکھے تو کوئی دشمن اس پر فتح نہ پائے گا اور کوئی جادو اس پر اثر نہ کرے گا اور کوئی دیو و پری اس کو تکلیف نہ دے گا اور کوئی زہر اس پر کام نہیں کرے گا اور دنیا سے بے ایمان بھی نہیں جائے گا۔ الٰہی بحرمت عیسٰی روح اللہ الٰہی بحرمت موسیٰ کلیم اللہ الٰہی بحرمت ابراہیم خلیل اللہ الٰہی بحرمت محمد رسول اللہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔ (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۱۸)

برائے تپ لرزہ:۔

ارشاد الطالبین میں ہے برائے تب و لرزہ بائد کہ۔

بر برگ بید بنویسد و صاحب تپ را بلیساند مجرب است یَا نَمحِیثَا یَا شَعُوثَا یا شَعلِیثَا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۱۹) تپ ولرزہ کے لئے بید انجیر پر لکھو اور صاحب بخار کے لئے چاٹنا چاہیے مجرب ہے وہ یہ ہے یا نمحیثا یا شعوثا یا شعلیثا برحمتک یا ارحم الراحمین۔

فراخی رزق:۔

ہر کہ بعد از نماز بامراد صد کرت ایں دعا بخواند و درمیان خواندن سخن نہ گوید اسباب دینی و دنیاوی اورا حق تعالیٰ بسازد ایں است یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ تَوَکَّلْتُ عَلَیْکَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۲۷) جو کوئی مندرجہ بالا دعا کو سو بار پڑھے اور درمیان میں کوئی بات نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے دینی و دنیا اسباب مہیا کرے گا)

جملہ آفات و بلیات و درد:۔

حضرت اخون درویزہ بابا ارشاد الطالبین میں لکھتے

ہیں ''ہر روز یک بار بخواند از جملہ افات و بلیات دردھا خلاصی یابد ایں است الٰہی بحرمت صداقت ابوبکر الصدیق و خلافت او و بحرمت عدل عمر و صلابت او و بحرمت حیاء عثمان و سخاوت او و بحرمت علی و شجاعت او و بحرمت سخاوت حسن و رتبت او و بحرمت شہادت حسین و غربت او وَادْفَعْ عَنِّیْ کُلَّ ھَمٍّ وَّ غَمٍّ وَّ بَلَاءٍ (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۲۳) ہر ایک بار پڑھے تمام آفای و بلیات و دردوں سے خلاصی پاؤ گے۔ دعاء اوپر مذکور ہے۔

برائے دفع جزام و برص:۔

اگر کسے را جزام و برص باشد باید کہ ایں دعا چہل روز هفتا دبار بخواند اَلْمَجِیْدُ الَّذِیْ مَجَّدَ نَفْسَهٗ تَمْجِیْدًا (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۲۲) اگر کسی کو جزام یا برص ہو اسے چاہیئے کہ چالیس دن ستر بار مندرجہ بالا دعا پڑھے۔ اور اگر چار دن فرض اور سنت کے درمیان ہر روز اکتالیس بار پڑھ کر جزام و برص والے پر دم کرکے جذام و برص سے نجات ہوگا۔

دیگر سید السادات شیخ المشائخ فروز مانہ محقق شیخ علی بن قنبر علی [illegible] س سرہ این ایت اذن کردہ شدہ است کہ بروغن تلخ ہفت کرت بخوان و بدم و صاحب جزام و برص و بیست ہفت روز

ازا بو جود بمالد دفع شود بفرمان رب العزت ایت ایں است بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ فَفَتَحْنَا اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ وَ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلٰى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْ صَراً فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ وَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّاءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَ تَصْرِیْفُ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ'' (ارشاد الطالبین صفحہ ۲۲۳) سید السادات شیخ المشائخ فرد زمانہ محقق شیخ علی بن قنبر علی قدس سرہ اس آیت کی اجازت دی ہے کہ روغن تلخ پر سات بار دم کرے اور صاحب جزام و برص والے ستائیس دن اپنے بدن پر مالش کردے اللہ تعالیٰ کے اذن سے بیماری ختم ہو جائے گی دعاء اوپر ذکر کی گئی۔

ہر بیماری کے لئے مجرب دوا:۔

ارشاد الطالبین میں ہے کہ باید کہ بوزن مساوی ایں ادویہ را بگیرد و ہمہ را آس کند زہر کشتہ شود عاقرقرحا و پپلا

موول ومرچ فلفل درازو تنکار چوں ایں ادویہ مجموعہ ہمراہ آس
کند تداوی ہر مرض باشد باید کہ میاں دو انگشت یعنی سبابہ
وابہام گرفتہ باشد وقبل از خوردنی بخوردو درین دارو بقول
حکیمان وبفرمان خدا مطلق مریض شفایابد۔ (ارشادالطالبین
۲۸۵) زہر کو کشتہ کرنے کے لئے یہ تمام دوایاں برابر وزن
لے کر میدہ کرے اور کھرل کرے تو زہر کشتہ ہوگا وہ یہ ہیں
عاقرقرحاو پیلاموول ومرچ وفلفل درازوزنجبیل وتنکار یہ تمام
ادویہ کو کھرل کرے تو زہر کشتہ ہوجائے گا تو ہر بیماری کے لئے
تھوڑا سا لے کر کھانے سے قبل استعمال کرے حکیموں کے
فرمان کے مطابق مریض کو شفا ہوگا اللہ تعالیٰ کے اذن سے۔
تعویذ برائے چشم بدنظر:۔ ہر کرا نظرے رسد این تعویذ رانو
شتہ نگہدارد خدای تعالیٰ اورا آفت نظر امان دہد وسہ مرتبہ
بران نظر رسیدہ بفرمان رب العالمین شفایابد مجرب است این
است بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَعُوْذُ بِرَبِّ
عِیْسٰی وَ شَهَاب قَابِسٍ و حَجَرٍ یابِسٍ وَ مَا قَائوس
الْعَيْنِ بِالْعَيْنِ رَدَّةَ الْعَيْنِ اِلیٰ الْعَيْنِ فِیْ كَبَدِهٖ
حلیہ یَا عَظِيْمُ یَا عَظِيْمُ یَا عَظِيْمُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا
اَللّٰهُ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (ارشادالطالبین
صفحہ ۲۵۸) اگر کسی کو نظر بد لگا ہو تو اس تعویذ کو لکھے اللہ تعالیٰ

اسے ہر افت ونظر سے امان میں رکھے گا اگر تین بار بھی اس کو نظر بد لگا ہو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا حاصل ہوگا دعا اوپر ذکر ہے۔

دعا استخارہ:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَ اَسْأَلُکَ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ تَعْلَمُ اِنَّ ھٰذَا الْاُمُوْرُ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ مَعَادِیْ عَاقِبَتَ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَ یَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ الْخَیْرِ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ ۔ (ارشاد الطالبین ۲۵۸)

حضرت اخون درویزہ باباؒ کی ارشاد الطالبین پر ایک اعتراض یہ ہے کہ اس میں پانچواں نکاح کو جائز کہا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت اخون درویزہ باباؒ نے کب کہا ہے کہ پانچ نکاح جائز ہے اور پانچوں بیویاں رکھ سکتی ہے آپ نے ایک مسئلہ کی وضاحت کی ہے کہ اگر کسی کی چار بیویاں ہوں اور اس نے پانچواں نکاح کیا تو خود بخود پہلی بیوی بغیر عدت کے طلاق ہوگئی تو جب پہلی بیوی طلاق بر و بکند زن اول طلاق مے شود و او را عدت نیست۔ (ارشاد الطالبین صفحہ ۴۳۴)

خدا ہدایت دے ان معترضین کو جو بے چوں و چراں اور بغیر سوچے سمجھے کے ناجائز الزام ایک فقیہ و عالم و پیر پر لگائے۔

شرح قصیدہ امالی

حضرت اخون درویزہ باباؒ کی تالیفات میں سے ایک الگ اور اہم تالیف شرح قصیدہ امالی ہے چونکہ مخزن الاسلام میں آپ نے قصیدہ امالی کو پشتو نظم میں پیش کیا تھا اور ہمارے مدین سوات کے ایک اہل قلم خادم خواجہ صاحب نے اس قصیدہ امالی کا وہ پشتو منظوم کلام پشتو زبان بمع تشریح شائع کی ہے اور میرے خیال میں مخزن الاسلام کے مقدمہ سید تقویم الحق کاکاخیل کے بعد اہل قلم میں سے ایک واحد اور منفرد اہل قلم ہے جس نے یہ کمی محسوس کی اور حضرت اخون درویزہ بابا کی طرف دیکھا اور عقیدہ امالی کے نام سے لکھ کر صوبہ سرحد کے عوام اور خصوصاً اخون درویزہ باباؒ کی اولاد پر بڑا احسان کیا ہے چونکہ یہ قصیدہ امالی حضرت العلامہ محمد نجم الدین النسفی کی تالیف ہے اور اس میں حضرت العلامہ مولانا نجم الدین النسفی نے عقیدہ اہل سنت کو عربی زبان میں منظوم پیش کیا ہے اس عقیدہ اہل سنت سے عوام اور خواص اہل سنت کو آگاہی کے لئے آپ نے مخزن الاسلام میں پشتو نظم بنا کر پیش کیا اور اب مستقل تالیف فارسی زبان میں لکھی ہے۔ اس کتاب کا خطبہ یوں ہے ''حمد بے حد وثنائی بے عدد مر خداوندیرا کہ

سزاوار حمد وثنا است و درود نا معدود و سلام نا محدود بر آں سید صاحب مقام محمود کہ فخر عالم و مفخر ادم و بر آل و اصحاب او باد صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم امابعد می گوید فقیر الی اللہ الباری درویزہ بن اخوند ننگر ہاری غفر الیہ لہ والوالدیہ کہ چوں قصیدہ امالی کہ منسوب است بسوئے محمد نجم الدین عمر النسفی و بعضی الفاظ درین قصیدہ ظاہر المعنی بود بخاطر ایں فقیر رسیدہ کہ موافق حوصلہ خود چیزے بیان معنے آں الفاظ نمائد کہ خوانندہ را بہ فہم معنی ذوق دست مید ہد ہر چند معانی آن کہ بایں فقیر بی بضاعت دست نمید ہد اما شرط آن است کہ نارسائے مطلوب دست از طلب باز ندارد ولہذا چیزے نوشت از جناب الٰہی چناں امیدوارم کہ چوں بخلوص اعتقاد نوشتم ایں بضاعت مزجات قبول کردو خوانندہ و بینندہ و شنوندہ دعائے خیر درحق ایں فقیر عاصی بکند و الیہ الموفق الاتمام و الانسداد۔ (شرح قصیدہ امالی صفحہ ۲) بے حد تعریف وثناء بے شمار خاص اللہ پاک کے لئے کہ وہ قابل تعریف وثناء ہے اور بے شمار درود وسلام اور بے حد اس ہستی پر جو صاحب مقام محمود ہے اور وہ فخر عالم ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو آپ پر فخر ہے آپ کے آل اور اصحاب پر ہو صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ اجمعین اس حمد وثناودرود کے بعد فقیر الی اللہ الباری درویزہ بن

اخوند ننگرہاری اللہ اس کو بخشے اور اس کے والدین کو، یہ عرض پرداز ہے کہ قصیدہ امالی جو کہ منسوب ہے محمد نجم الدین عمر النسفی کی طرف اور بعض الفاظ اس قصیدہ کے ظاہر معنی تھے اس فقیر کے دل میں یہ القا ہوا کہ حوصلہ کے رو سے خود کچھ بیان کرو کہ ان الفاظ کے ترجمانی ہو کہ پڑھنے والوں کے سمجھنے میں ذوق پیدا کردے جتنی معانی کہ اس فقیر بے سروسامانی کی طاقت کی مناسبت سے میسر ہو وہ میں بیان کردوں تو شرط یہ ہے کہ مطلوب تک نہ پہنچنے والے طلب کے ہاتھوں کو نہ روکے تو میں نے کچھ لکھا اور میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ جب میں نے خلوص نیت اور اعتقاد سے لکھا تو اس کوشش کو قبول فرما پڑھنے والوں اور دیکھنے والوں اور سننے والوں کو چاہئے کہ اس فقیر عاصی کے لئے دعائے خیر کرے اللہ تعالیٰ اس کے پورا کرنے کی توفیق دینے والا ہے اور روکنے والا بھی وہی ذات ہے۔

صفات الیہ میں ایک صفت تکبر ہے

اس قصیدہ میں عقائد کے متعلق بیان ہے اور اس قصیدہ کا پہلا شعر یہ ہے

مَلِیْکٌ مَا لِکٌ مَوْلَی الْمَوَالِی
لَہٗ وَصْفُ التَّکَبُّرِ وَ التَّعَالِی

اس شعر کے تحت حضرت اخون درویزہ بابا تشریح کرتے ہیں اور تکبر کے متعلق بتاتے ہیں کہ یہ صفت اللہ کی ہے مخلوق کے لئے یہ وصف ناجائز ہے۔ لکھتے ہیں۔ ''یعنی آں خدا کہ بادشاہ بادشاہان است و خداوند خداوندان مراورا نزدو صفت بزرگی و برتری پس بغیر اللہ تعالیٰ دیگری را نشاید بزرگی و برتری و ہم چنین ہیچ کس رنشاید کہ خود رانز وکتر و برتر از دیگرے داند چنانچہ مخبر صادق فرمودہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ خَرَجَ مَخْرَجَ الْبَوْلَیْنِ فَکَیْفَ تَکَبَّرَ'' یعنی ہر کہ از دو راہ بول بیرون آمدہ باشو چہ گونہ تکبر کند نقلست کہ ہر گناہ بندہ را اللہ تعالیٰ می بخشد اما گناہ تکبر رانمی بخشد زیرا کہ تکبر صفت خدای تعالیٰ پس تکبر کردن با خدا برابری باشد چنانچہ آدم پیغمبر صلواۃ اللہ علیہ نافرمانی کرد امر زیدہ شد و شیطان علیہ اللعنۃ تکبر کرد گرفتار

شد و بعضے گفتہ اند

اِلٰہُ الْخَلْقِ وَمَلَانَا قَدِیْمٌ اِلٰہُ مَالِکُ مَوْلَی الْمَوَالِی

پس معنی چنان باشد کہ معبود خلائق است و بادشاہ خلائق و خداوند خداوندان خلائق این بیت

ملحقات است۔

یَقُوْلُ الْعَبْدُ فِیْ بَدْءِ الْاَمَالِی
لِتَوْحِیْدٍ بِنَظْمٍ کَالّلاٰلِی

(شرح قصیدہ امالی صفحہ ۲)

یعنی وہ خدا جو بادشاہوں کے بادشاہ ہے اور خداوند خداوندانوں کے خاص اس کے لئے صفت بزرگی اور برتر کی ہے پس اللہ کے سوا دوسرے کے لئے نہیں چاہئے یہی الوہیت کی بزرگی اور برتری اور ایسا ہی کسی دوسرے کے لئے زیبا نہیں کہ اپنے آپ کو دوسرے سے بڑا سمجھے چنانچہ مخبر صادق علیہ السلام دیتا ہے لیکن تکبر والے کی گناہیں بخشتا کیونکہ تکبر اللہ کی صفت ہے پس تکبر کرنے والا اپنے آپ کو خدا کے برابر کردیتا ہے چنانچہ آدم علیہ السلام سے جب لغزش واقع ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا اور شیطان نے تکبر کیا تو وہ گرفتار رہوا۔ اور بعض نے کہا ہے اِلٰہُ الْخَلْقِ مَوْلاَنَا قَدِیْمٌ الخ یعنی معنی اس طرح ہے کہ اللہ معبود خلائق ہے اور بادشاہ خلائق اور خداوند خلائق ہے یہ بیت کسی نے اس کے ساتھ ملایا ہے۔

یقول العبد الخ بندہ بدالامالی میں کہتا ہے اور موتیوں کو ایک دھاگے میں منظم کیا ہے اور توحید کو بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق قصیدہ امالی میں ہے۔

اَلٰهُ   اَلْخَلْقِ   مَوْلَانَا   قَدِیْمٌ
وَ   مَوْصُوْفٌ   بِاَوْصَافِ   اَلْکَمَالِی

اس شعر کے ذیل میں حضرت اخون درویزہ باباؒ لکھتے ہیں۔

"الہ معبود را گویند خلق بمعنی مخلوق است مولی مالک و ناصر را گویند قدیم آن را گویند کہ ہستی او را ہیچ گاہ نیستی نہ بود باشد کمال تمام را گوئند یعنی خدای خدای مخلوقات و خداوند قدیم است تا اگر کسے گمان برد کہ خدای ازلی باز خدای شدہ و یا کسی گمان برد کہ پیش از خدای مگر چیزی باشد بایں گمان کافر گردد زیرا کہ اگر خدای ہمیشہ قدیم نہ نبودی پس او را خدای دیگر پیدا کردہ بودی و پیدا کردہ شدہ لائق خدای نہ باشد و آں خدای صفت کردہ شدہ است بصفتہای کمال و کمال انرا گویند کہ نقصان نداشتہ چنانکہ زندگی و دانائی و بینائی و شنوائی وغیرہ ذالک این صفات خدای اندر اگر نقصان در صفت او جائز بودی وگاہی مردہ وگاہی دانا وگاہی نادان درین کمال کفر است تا اگر کسی گوید کہ فلان را خدای فراموش کرد کافر گردد وزیرا کہ دانائی خدای را فراموشی نیست و ایں ہم نیست کہ خدای گاہی بشنود وگاہی نہ شنود وگاہی بیند وگاہی نہ بیند تا اگر تاریک مورچہ سیاہ درود بصفت شنوائی آواز پای او را می

شنود و بصفت بینائی مغز استخوان را بیند مسئلہ بالا دانست کہ
چنانکہ ذات خدای تعالیٰ قدیم است صفتہای نیز قدیم اند
دوازدہ صفت کہ دانستن آں مسلمانا نرانا چار است حیات وعلم
وقدرت وارادت وسمع وبصر وکلام مشیت وبیچون وبیچ گونہ وبی
عیب ونقصان ۔'' (شرح قصیدہ امالی صفحہ۴)

ترجمہ : ۔ الہ معبود کو کہا جاتا ہے خلق بمعنی مخلوق ہے مولیٰ
مالک اور مددگار کو کہا جاتا ہے قدیم اسے کہا جاتا ہے کہ اس کی
ہستی کبھی بھی نیستی نہیں ہوسکتی کمال پورا کو کہا جاتا ہے یعنی خداوند
کریم مخلوقات اور ہمارا خداوند قدیم ہے اگر کوئی گمان کرے
کہ خدای ازلی پھر خدائی ہوتی یا کسی نے گمان کیا کہ اللہ سے
قبل کچھ چیز تھی فقط اس گمان سے وہ کافر ہوجاتا ہے اس لئے
کہ اگر خدائی ہمیشہ قدیم نہ ہو تو اس کو کسی نے پیدا کیا ہوگا اور
جو پیدا کیا گیا ہو وہ خدائی کا لائق نہیں اور اللہ تعالیٰ کو صفت
کمال سے صفت کی گئی ہے اور کمال اسے کہا جاتا ہے کہ وہ
نقصان سے پاک ہو چنانچہ زندگی و دانائی و بینائی اور سننا
وغیرہ ذالک یہ خدائی صفات ہیں اگر نقصان ان صفات میں
جائز ہوتے ہیں کبھی زندہ ہوتے اور کبھی مرتے اور کبھی دانا
ہوتے اور کبھی نادان یہ کمال کفر ہے تو اگر کسی نے کہا کہ فلاں
کو خدا نے بھولا دیا تو وہ شخص کافر ہوجاتا ہے اس لئے کہ

دانائی خدای کا بھول جانا نہیں اور یہ بھی نہیں کہ خدا کبھی سنتا ہے اور کبھی نہیں سنتا اور کبھی دیکھتا ہے اور کبھی نہیں دیکھتا تو اگر ایک کالی چیونٹی چلتی ہے تو اس کے پاؤں کی آواز سنائی کی صفت سے وہ سنتا ہے اور دیکھنے کی صفت سے مغز ہڈیوں کی وہ دیکھتے (مسئلہ) جاننا چاہئے کہ اللہ کی ذات قدیم ہے تو آپ کی صفات بھی قدیم ہیں بارہ صفات اللہ کی ہر مسلمان پر اس کا جاننا ضروری ہے۔ مہارت وعلم وقدرت وارادت وسمع وبصر وکلام ومشیت وبیچون وبیچ گونہ و بےعیب و بےنقصان۔

قرآن مخلوق نہیں ہے قدیم ہے

اس سلسلہ میں یہ مسئلہ بھی ضمن میں اتا ہے کہ قرآن مقدس جو کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کیا یہ بھی مخلوق ہے یا نہ اس سلسلہ میں قصیدہ امالی کا شعر ملاحظہ کیجئے۔

وَمَا الْقُرْآنُ مَخْلُوْقًا تَعَالیٰ
کَلَامُ الرَّبِّ عَنْ جِنْسِ الْمَقَالِ

ترجمہ اس شعر کا یہ ہے کہ قرآن مقدس مخلوق نہیں ہے اگر اس کو کلام الرب کہا جاتا ہے تو جنس کلام سے ہے اس کے تحت

اخون درویز باباؒ لکھتے ہیں یہاں صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

قرآن اللہ کے کلام کو کہا جاتا ہے اور یہ اللہ کے ساتھ اس کا تعلق ہے اور کلام باتوں کو کہا جاتا ہے جنس چیز کی حقیقت کو کہا جاتا ہے اور مقال علم صرف میں صیغہ مصدر ہے یہ بمعنی قول ہے یعنی بول کو کہا جاتا ہے یعنی قرآن مخلوق نہیں ہے بلکہ خدا کا کلام ہے اور یہ جنس کلام مخلوقات سے برتر ہے مخلوق وہ نہیں ہے اس لئے کہ یہ خدا کا کلام ہے اور کلام صفت اس کا ہے اور اللہ کی صفت مخلوق نہیں ہو سکتی بلکہ قدیم ہوتی ہے آگے مزید تحقیق کر کے لکھتے ہیں کہ جملہ علم اولین و آخرین کہ انبیاء پر نازل ہوئی ہیں وہ تمام قرآن میں ہیں از روی معنی لیکن لوگوں کی سمجھ اس سے قاصر ہیں پس اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ نبی علیہ السلام نے فرمایا تمام موافق قرآن ہیں لیکن ہمیں پتہ نہیں لگتا کہ کونسی آیت سے یہ نکل آتی ہے چنانچہ معنی قرآن نبی علیہ السلام جانتا تھا اور ہم نہیں جانتے وہ جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے یا کیا ہے تمام موافق قرآن ہیں اور آپ کے بعد آپ کے صحابہ کرام نے کہا ہو یا کیا ہو وہ بھی موافق قرآن ہیں اس لئے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قران مقدس کو وہ خوب جانتے تھے اور ایسا ہی امامون

نے جو کہا ہے یا کیا ہے وہ بھی موافق قرآن کے ہیں کیونکہ صحابہ کے بعد وہ قرآن و حدیث کو اچھی طرح سمجھتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ صحابہ کرام سے اما مان دین منکر ہوئے تو وہ شخص کافر ہو جاتا ہے اس لئے کہ ان لوگوں کا کہنا اور کرنا موافق قرآن ہے اور امامان دین منکر ہوئے تو وہ شخص کافر ہو جاتا ہے اس لئے کہ ان لوگوں کا کہنا اور کرنا موافق قرآن ہے اور اماموں کے بعد اگر کوئی اس زمانہ میں قرآن کا معنی اپنے فہم سے کہے وہ کافر ہو جاتا ہے اس حدیث کے رو سے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَائِہٖ فَقَدْ کَفَرَ جس نے قرآن کی تفسیر اپنے رائے سے کی تو وہ کافر ہوا کیونکہ امامان دین سے کوئی معنی قرآن نہیں رہ چکا ہے کہ وہ کوئی بیان کرے۔

تمام انبیاء پر ایمان لانا فرض ہے

عقائد اسلامیہ میں ایک اہم عقیدہ انبیاء و رسل پر ایمان لانا ہے اگر کسی نے ایک نبی کو نہیں مانا یا انکار کیا تو وہ انکار تمام انبیاء کے انکار کو ملزوم ہے قصیدہ امالی میں اس کے

متعلق شعر ہے

وَفَرْضٌ لَازِمٌ تَصْدِيقُ رُسُلٍ
وَأَمْلَاكٍ كِرَامٍ بِالنَّوَالِ

اس بیت کے تحت حضرت اخون درویزہ باباؒ لکھتے ہیں
"تصدیق واعتقاد قبول کرنے کو کہا جاتا ہے اور رسول اسے کہا جاتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اس پر کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی ہو اور یہاں رسل سے تمام انبیاء مراد ہیں خواہ نبی ہو یا رسول نبی اسے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر کتاب نازل نہ ہو املاک فرشتوں کو کہا جاتا ہے کرام عزیز اور بہتر کو کہا جاتا ہے نوال کا معنی ہے پے درپے اگر نوال کو نون کے ساتھ کہا جائے مراد اس سے عطا ہے یعنی بخشش یعنی فرض اور لازم ہے تمام انبیاء کو حق اور سچے جاننا اور تمام انبیاء نے جو فرمائے ہیں وہ بھی حق ہے اور احکام پیغمبران کو قبول کرنا فرض ہے اگر کوئی کسی نبی کے ایک بات سے منکر ہو جائے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تعداد انبیاء واضح نہیں بعض کہتے ہیں کہ ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہیں اور بعض نے دو لاکھ تک تعداد لکھی ہیں تو صحیح بات یہ ہے کہ ان کی تعداد مطلق معلوم نہیں ہے پس ایمان کے وقت صرف اتنا کہے کہ میں نے تمام انبیاء پر ایمان لایا چنانچہ حساب کتاب ان کی اللہ

تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے وہ معلوم نہیں ہے پس ایمان لانے کے وقت کہے کہ ہم نے ایمان لایا تمام کتابوں پر جو کہ اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہو اور اس طرح فرشتوں اور ان کی بزرگی پر پے در پے یعنی فضیلت ایک دوسرے پر ہے چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تمام ملائک میں افضل ترین ہے اور ان فرشتوں کے بعد ایک کو دوسرے پر ہے کوئی فرشتہ اپنے کاموں میں غلط نہیں ہوسکتی چنانچہ بعض روافض کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل وحی لانے میں غلط ہو چکے ہیں اور بعض نسبت کو غلط کہتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام غلط ہوئے کہ فلاں کی روح کو قبض کیا اس لفظ سے وہ کافر ہو جاتا ہے چنانچہ تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتے ہیں اور غلط نہیں ہوسکتے ۔ مسئلہ فرشتوں کو دشمن جاننا کفر ہے اگر کوئی کہے کہ فلاں کا دیکھنا میرے لئے ایسا ہے جس طرح عزرائیل علیہ السلام کو اگر یہ دشمنی کے لئے یہ بات کہے تو کافر ہو جاتا ہے کیونکہ حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک مقرب فرشتہ ہے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتا ہے چونکہ جب مردہ کے گھر والے زیادہ رونا شروع کردیتے ہیں اور اپنے سروں پر خاک ڈالتے ہیں اور گریباں کو پھاڑتے ہیں تو حضرت عزرائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اگر یہ مجھ پر غصہ کرنا ہو تو میں

اپنی طرف سے نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے
اگر وہ خدا سے غصہ کرے تو کافر ہو جاتا ہے۔

حضور انور ﷺ خاتم النبیین ہیں

تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اگر کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو دعویٰ
باطل ہے اور وہ شخص اشد کافر ہے اس عقیدے کے مطابق
صاحب قصیدہ امالی کا یہ شعر ہے۔

وَ خَتْمِ الرُّسُلِ بِالصَّدْرِ الْمُعَلّٰی
نَبِیٍّ هَاشِمِیٍّ ذِیْ جَمَالٖ

اور اسی طرح جناب صدر معلی بنی ہاشم صاحب حسن و
جمال کے ساتھ پیغمبروں کے ختم ہونے کی تصدیق فرض ہے یعنی
یہ اعتقاد کرنا بھی فرض ہے کہ حضرت سید المرسلین شفیع المذنبین
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے
گا آپ خاتم النبین ہیں آپ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے
وہ جھوٹا ہے اور مردود ہے اس شعر کے تحت حضرت اخون
درویزہ بابا شرح بدا الامالی میں لکھتے ہیں ختم آخری کو کہا جاتا

ہے اور صدر اول کو علیت برتر کو کہا جاتا ہے نبی اسے کہا جاتا ہے کہ اس پر وحی نازل ہو چکی ہو ہاشم حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اجداد میں سے ایک جد کا نام ہے یعنی آخرین پیغمبران ظہور کی وجہ سے ہیں اور اول مرتبہ کے لحاظ سے وہ نبی ہیں جو کہ اولاد ہاشم اور صاحب حسن و جمال کے مالک ہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے وصال کے بعد دعوئ نبوت کرے تو یہ جائز نہیں اگر کسی نے دعوئ کیا تو وہ کافر ہوا اگر کوئی اس پر ایمان نہ لائے لیکن اس کو نیک سمجھے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے اگر کوئی اس کے کفر میں بھی شک کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اس لئے کہ اس کو یقین نہیں ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم پیغمبران ہیں۔ صدر اسے کہا جاتا ہے کہ مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بلند و بالا ہو جب کہ وہ افضل ترین انبیاء ہیں تو اس کے بعد نبوت کا دعوئ کفر ہے کسی نبی کے لئے بھی یہ زیبا نہیں کہ وہ حضور علیہ السلام کے سامنے اپنے نبوت کا اظہار کرے کیونکہ حضور علیہ السلام کے آنے سے ان تمام کی شریعت منسوخ ہوئی تو اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتر آئے تو نبی علیہ السلام کے شریعت کے خلاف کرنا بھی اس کے لئے جائز نہیں وہ بھی امت محمدی میں شمار ہوں گے اور اگر کسی نے اس کے خلاف عقیدہ رکھا وہ بھی کافر

ہوا۔

حضور امام الانبیاء ہیں اور آپ کی شریعت قیامت تک ہے

چونکہ یہ مسئلہ بھی مسلم ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کے امام ہیں اور آ کی شریعت مطہرہ جو اسلام ہے قیامت تک ہے اس لئے آپ آخری نبی ہیں۔ قصیدہ بدا الامالی اس بابت فرماتے ہیں۔

اِمَامُ الْاَنْبِیَاءِ بِلاَ اِخْتِلاَفٍ
وَتَاجُ الْاَصْفِیَاءِ بِلاَاِخْتِلاَلِ
وَ بَاقٍ شَرْعُہٗ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ
اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَارْتِحَالِ

حضور انور تمام انبیاء کے امام ہیں اس میں کسی کو خلاف نہیں اور اصفیاء کے سرتاج ہیں بلاشبہ اور آپ کی شریعت مطہرہ روز قیامت اور میدان حشر تک لوگوں کا وہاں جانے تک ہے حضرت اخون درویزہ بابا ان دو بیتوں کی تشریح

فرماتے ہیں'' امام اس کو کہا جاتا ہے کہ لوگ ان کی اقتداء کرے اور اصفیاء برگزیدگان کو کہا جاتا ہے اور اختلال خلل کو کہا جاتا ہے یعنی پیغمبر علیہ السلام پیشوائی انبیاء ہیں اس میں کسی کو خلاف نہیں کیونکہ انبیاء دوسرے لوگوں کے پیشوا ہوتے ہیں تو آپ تمام انبیاء کے پیشوا ہیں اور برگزیدگانوں کے تاج ہیں تو بے شک کوئی ولی اور نہ نبی آپ کے رتبہ تک پہنچ سکتے ہیں تو حقیقت میں ولی پیروی نبی کرتے ہیں'' دوسرے بیت کے متعلق فرماتے ہیں'' باقی اسے کہا جاتا ہے جو طویل مدت تک موجود ہو اور ارتحال جانے کو کہا جاتا ہے جس طرح ایک آدمی زندگی سے مر جاتا ہے یعنی حضور علیہ السلام کی شریعت قیامت تک باقی ہے اور ہر وقت قیامت تک اس لئے کہ دوسرے انبیاء کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہے اور حضور علیہ السلام کی شریعت منسوخ نہیں ہے تو جو کوئی دنیا میں پیدا ہوتا ہے اس پر تو مرنے تک اس پر فرض ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کی پیروی کرے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں اہل طریقت ہوں شریعت کے ساتھ میرا کوئی کام نہیں ہے تو یہ بات مردود ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے کہ اس پر چل کر مقبول بارگاہ ایزی ہو جائے اگر کوئی کہے کہ میں شریعت کی راہ پر چلتا ہوں دوسرا کہے کہ مجھے لے چلو یا میں

جاؤں گا اس بات پر وہ کافر ہو جاتا ہے اس لئے کہ حضور علیہ السلام سے روگردانی کفر ہے اور کافر بھی یہ کہتے تھے کہ وہ خود پہنچتے ہیں اور مسلمان وہ ہیں جو حضور علیہ السلام کی شریعت پر خدا تک پہنچے۔

انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں

یہ اہل سنت کے متفق مسئلہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے پاک ہیں اور اگر کوئی لغزش ان سے واقع ہوا ہو تو اس کو زلت کہتے ہیں نہ کہ گناہ انبیاء معصوم ہیں اور اولیاء محفوظ معصوم میں مادہ گناہ نہیں ہوتا اور محفوظ میں مادہ گنا ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے دور رکھتا ہے۔ بداء الامالی میں اس کے متعلق ہے۔

وَ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَفِیْ اَمَانٍ
مِنَ الْعِصْیَانِ عَمْداً وَ انْعِزَالِی

اور بے شک انبیاء علیہم السلام گناہوں سے امان میں ہوتے ہیں یعنی قصداً ہو یا سہواً اور نہ نبی اپنے منصب سے معزول ہوتا ہے۔ اس کے متعلق حضرت اخون درویزہ باباؒ

لکھتے ہیں'' امان اسے کہا جاتا ہے کہ اس کو ڈر نہ ہو اور یہاں امان اسے کہا جاتا ہے کہ اس کے کام میں خلل پیدا نہ ہو جائے عصیان گناہ کو کہا جاتا ہے عمداً قصد کو کہا جاتا ہے۔ انعزال منع کو کہا جاتا ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام امان میں ہوتے ہیں گناہوں سے خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ وہ ہرگز قصداً سہواً گناہ نہیں کرتے اور اسی طرح وہ نبوت کے زائل ہونے سے امن میں ہوتے ہیں یعنی کبھی بھی مرتبہ پیغمبری سے باہر نہیں ہوتے اور نہ پیغمبری سے ان کو منع کیا جاتا ہے مسئلہ انبیاء قصداً یا سہواً گناہ نہیں کرتے اور اگر شکل گناہ سرزد ہو اس کو زلت کہتے ہیں اس کو گناہ نہیں کہا جاتا مسئلہ انبیاء پیغمبر کے مرتبہ سے معزول نہیں ہوسکتے اور اولیاء گناہ کبیر کے سبب ولایت سے معزول ہوسکتے ہیں۔

اولیاء کی کرامات حق ہیں

آج کل لوگ روحانی شخصیات کے منکر ہیں لیکن یہ انکار دین سے انکار ہے کیونکہ کرامت روحانی شخصیتوں سے سرزد ہوتی ہے اور شرح العقائد و شرح فقہ اکبر و تمہید ابی شکور سالمی و تکمیل الایمان و شرح المقاصد میں ہے کہ کَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ یعنی اولیاء کرام کی کرامات حق ہیں اس سے انکار

حق سے انکار کرنا ہے۔ قصیدہ امالی میں اس کے متعلق ایک شعر ہے۔

کَرَامَاتُ الْوَلِیِّ بِدَارِ دُنْیَا
لَهَا کَوْنٌ فَهُمْ اَهْلُ النَّوَالِ

دار دنیا میں اولیاء اللہ کی کرامات اس کے لئے ثبوت ہے تو وہ عطاء کے اہل ہیں۔

اس شعر کے تحت حضرت اخون درویزہ بابا شرح اس بیت کے وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں '' اگر کوئی چیز خلاف عادت کسی سے پیدا ہو جائے اگر وہ ظاہر کرنے والا نبی ہو تو اس کو معجزہ کہا جاتا ہے اگر وہ شخص ولی ہو تو اس کو کرامت کہا جاتا ہے اگر وہ شخص مبتدع ہو یا کافر تو اسی چیز کو استدراج کہا جاتا ہے یعنی حق سے دور نعمت میں کرامت کو ظہور کہا جاتا ہے انوار و عطاء و بخشش کو بھی کہا جاتا ہے یعنی اولیاء کے لئے اس دنیا میں کرامات ظہور میں آتی ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ مرتبہ دیا ہے تمہید ابی شکور سالمی میں ہے کہ اولیاء سے کبیرہ گناہ صادر نہیں ہوتے کیونکہ اگر کبیرہ گناہ صادر ہو جائے تو وہ مرتبہ ولایت سے دور ہو جاتا ہے بزودی میں ہے کہ اگر گناہ صغیرہ کا بھی بار بار مرتکب ہو تو وہ بھی مرتبہ ولایت سے باہر ہو جاتا ہے اور تمہید نے یہ بات بھی لکھی ہے کہ اگر

صغیرہ گناہ قصداً و نیت کر کے کرے تو وہ بھی گناہ کبیرہ بن جاتا ہے اگر وہ اچانک کوئی چیز کشف و کرامات کوئی اس سے مانگے اور وہ ظاہر کردے تو اس کو مکر الٰہی کہا جاتا ہے اور اسے استدراج بھی کہا جاتا ہے چنانچہ دعای فرعون رود نیل کے لئے تو کرامت نہ تھی بلکہ مکر الٰہی تھا اور پیشویان کفار کے لئے بھی مکر الٰہی ہوتا ہے اور جوگیون کے لئے بھی کشف نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی استدراج ہے تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی شریعت کے مخالف ہو اور اس سے کوئی چیز خلاف عادت ظاہر ہو جائے اسے استدراج کہے گا اور استدراج کا معنی دور ہونا حق سے اور نا امید ہونا حق سے'' مولف کہتا ہے کہ کرامت کی تعریف یہ ہے کہ وہ خرق عادت ہو اور خرق عادت کا معنی ہے خلاف عادت اور ماتحت الاسباب موافق عادت ہوتی ہے نہ کہ خلاف عادت کیونکہ ماتحت الاسباب کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسباب کے تحت ہو تو پھر وہ خلاف عادت نہ ہوا تو اس پر کرامت کی تعریف صادر نہیں ہو سکتی اور کرامت سے بجز معتزلہ کے کوئی انکار نہیں کرتا معجزہ و کرامت میں یہ فرق ہے کہ معجزہ نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور کرامت ولی کے ہاتھ پر کیونکہ نبی متبوع ہے اور ولی تابع ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے

دعا کا معنی ہے مانگنا اور پکارنے کے معنی میں بھی ہے اگر ایک بندہ اپنی حاجات کو اپنے خالق و مالک اللہ تعالیٰ سے مانگے تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور اس سوال کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہے۔ قرآن مقدس میں بھی ہے اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کہ میں دعا مانگنے والوں کی دعائیں قبول کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو دعا بہت پسند ہے کیونکہ یہ اظہار عبدیت ہے صاحب قصیدہ بداء الامالی نے اس کے متعلق بھی ایک شعر کہا ہے۔

وَلِلدَّعْوَاتِ تَاثِیْرٌ بَلِیْغٌ
قَدْ یَنْفِیْهِ اَصْحَابُ الضَّلَالِ

اور دعاؤں کے لئے پوری تاثیر ہے اور اصحاب ضلال یعنی گمراہ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔

حضرت اخون درویزہ بابا نے اس شعر کے تحت لکھا ہے" کہ بلیغ پورے کو کہا جاتا ہے یعنی خاص دعا کرنے والوں کے لئے پوری تاثیر ہے اور جو گمراہ لوگ ہے وہ اس پوری

تاثیر سے لوگوں کو منع کرتے ہیں اور تاثیر کا معنی یہ ہے کہ دعاء قبول ہوئی یعنی اگر مسلمان اپنے نفع وضرر کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اللہ ان کی دعائیں قبول کرتا ہے پس دعا کو ترک نہیں کرنا چاہئے اگر کوئی مسلمان اپنے دوسرے بھائی کے لئے دعا کرے یا خیر وصدقہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کا ثواب اس کو پہنچا دیتا ہے اس کے لئے بھی پورا ثواب ہے اور مردہ کے لئے بھی پورا ثواب ہوگا تو منکر لوگ نہ خود دعا کرتے ہیں اور نہ مردہ کے لئے خیرات وصدقات دیتے ہیں ان کا یہ یقین مردود ہے اگر کوئی کافر بھی دعا کرے وہ قبول ہو جاتی ہے چنانچہ ابلیس نے دعا کی کہ مجھے لمبی عمر دے اور وہ دعاء قبول ہوئی چنانچہ فرعون نے بھی رود نیل کے پھاڑنے کا سوال کیا اور وہ قبول ہوا اگر کوئی کسی مرتد یا کافر کے لئے کچھ تلاوت یا صدقہ کا ثواب بخشے تو وہ ان کے لئے مقبول نہیں''۔

کتاب کے آخر میں اشیاء کے فانی اور اللہ کے باقی کے متعلق تحقیق کرتے ہیں'' حاصل کلام آں کہ تمامی خلق فانی شوندہ اند ذات پروردگار تو باقیست در تمامی خلق چہ ازواج چہ اجسام چہ عالم منظورات وچہ معلومات وچہ عالم علوی وچہ سفلی وی گوئند کہ فناء روح ہمیں است کہ از بدن مالوف او جدا افگنند وفناء اجسام خروج روح از بدن است'' (شرح قصیدہ بلاء

الامالی صفحہ ۴۰)

ترجمہ: ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ تمام مخلوقات فنا ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کی ذات باقی ہے تمام مخلوقات میں ازواج و اجسام منظورات و معلومات و عالم علوی و سفلی تمام داخل ہیں اور کہا جاتا ہے کہ روح کی فناء یہ روح ہے کہ اس مالوف بدن سے جدا ہو جائے ۔

یہ مختصر تبصرہ تھا کہ کتاب شرح بداء الامالی پر جو حضرت اخون درویزہ باباؒ نے شرح کی تھی اس کا لب لباب پیش کیا گیا امید ہے کہ قارئین کرام کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا ۔

ارشاد المریدین

ارشاد المریدین حضرت اخون درویزہ باباؒ کی بلند پایہ کتاب ہے ہر آدمی اس کو نہیں سمجھتا بلکہ خواص میں سے بہت کم لوگ اس کو سمجھیں گے یہ کتاب کیا ہے طریقت کا ایک سمندر ہے جو کہ کوزے میں بند کی گئی ہے کتاب اہل طریقت کے لئے ایک مشعل ہے جس کی روشنی ایک سالک کو منزل تک پہنچا دیتی ہے اور وحدت الوجود کے مسئلہ کو واضح کیا ہے اور وحدت الوجود کی باریکیاں ایک احسن پرائے میں حل کئے ہیں ۔ اس کتاب کا خطبہ یوں ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِین

وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الَّذِیْ نَعْتَہٗ فِی التَّنْزِیْلِ طٰہٰ یٰسِیْن وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ عَلٰی عُلَمَاءِ الْاَتْقِیَاءِ الْعُرَفَاءِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ الَّذِیْنَ اَسَّسُوْا قَوَاعِدَ الدِّیْنِ بِالْعِلْمِ وَ الْعَمَلِ وَالْاِخْلَاصِ وَالْیَقِیْنِ امابعد کی ازخویدمان کمینہ مریدان کمترینہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین وارث علوم الانبیاء والمرسلین شیخ علی ترمذی یعنی اضعف عباد اللہ الباری درویزہ ننگرہاری ہمی گوید کہ مضمون

سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ عَلٰی ثَلٰثَۃٍ وَ سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً چوں انواع اہل الحاد تغلب نمودہ اندیں مضمون حدیث نبوی علیہ الصلوۃ الخ کہ سَیَاْتِیْ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ یَذُوْبُ فِیْہِ قَلْبُہٗ کَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ الْکَثِیْرَۃِ مَا یَرٰی مِنَ الْمُنْکَرِ وَ لَا یَقْدِرُ عَلٰی دَفْعِہٖ ازشدت تعصب دینی روزبروز درسوز وگداز درآمدم اما آرزوے تحقیق نظر در کردم کہ سبب تفریق امت ہفتاد و سہ گروہ چہ باشد جز امر شیخوفتہ مردودہ مبتدعیہ چیزی دیگر نیافتم زیراکہ تمامی اقوال و افعال احوال شیوخ ایں ایام رامخالف قرآن و حدیث و مخالف روایات ائمہ ومخالف حالات شیوخ سلف دیدم تاہرکہ

تحقیق خواہد پس حالات این مبتدعان را بر حالات صلحاء سلف
تطبیق نماید از روئے قرآن و حدیث و رسائل شیوخ معتقدمین
و تذکرہ ہائی ائمہ دین تاچہ بیند تاچہ بیند کَمَا ذکر فِی
الْفَوَائِدِ وَ لوام مبتدع کردہ هُوَ الَّذِی اَحْدَثَ فِی
الدِّیْنِ شَیْأً لَا یَکُوْنُ مِنْهُ کَمَشِیْخَةِ زَمَانِنَا کَذَا
فِی الْفَصِیْحَةِ انتھیٰ کلامہ. (ارشاد المریدین صفحہ
۲) ترجمہ: ۔تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے
درود ہو اس کے پیارے رسول پر جس کی تعریف قرآن میں
طٰہٰ و یٰسین ہیں اور آپ کے آل و اصحاب پر علماء اتقیاء اور
عرفاء پر قیامت تک یہ وہی حضرات ہیں جنہوں نے دین کی
بنیاد قواعد دین پر رکھی علم و عمل سے اخلاص و یقین سے اس کے
بعد ایک خادم کمینہ خادمان میں سے اور ادنٰی مریدین
مریدوں میں لیں حضرت شیخ الاسلام والمسلمین وارث علوم
الانبیاء والمرسلین شیخ علی ترمذی یعنی اللہ کے بندوں میں سے
ایک ضعیف بندہ دروزہ نگر ہاری عرض پرداز ہے کہ مضمون
حدیث کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میری امت تہتر
فرقوں میں تقسیم ہوگا ایک کے بغیر تمام جہنمی ہوں گے جب اہل
الحاد کے مختلف اقسام غالب ہیں پس مضمون حدیث نبوی کہ
حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بے شک دین

غریب لوگوں میں شروع ہوا تھا اور یہی دین غریبوں کو واپس آئے گا جس طرح کہ شروع ہوا تھا تو میری امت کے غرباء کے لئے خوش خبری ہے یعنی سادات ہے۔ پس میں نے معتقدان و معتمدان مذہب اہل سنت بلکہ علماء و عاملین مشرب شریعت کو زیادہ غریب دیکھے پس بمصداق حدیث شریف کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے کہ میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دل اس میں پگھل جائیں گے جس طرح نمک زیادہ پانی میں پگھلتا ہے کہ منکر کو دیکھیں گے اور اس کے دفاع پر قادر نہیں ہوں گے تو دین کی وجہ سے تعصب میرا روز بروز سوز و گداز بڑھتا گیا تو میں نے سوچا کہ سبب اس امت کے تہتر فرقوں کا کیا ہو سکتا ہے تو میں نے سوا مبتدعین مردودہ شیخان کے کچھ اور نہیں دیکھا کیونکہ تمام اقوال و افعال و احوال ان پیران کے مخالف قرآن و حدیث و مخالف روایات آئمہ و مخالف حالات شیوخ سلف معائنہ کیا تو جو کوئی تحقیق چاہتا ہے تو حالات ان متبدعین کی حالات صلحاء سلف سے برابر کر دے تو ان کو یہ تطبیق نظر نہ آئے گا قرآن و حدیث و رسائل شیوخ متقدمین و تذکرہ ائمہ دین کے درمیان فوائد میں نقل ہے کہ مبدع کو ملامت کی جائے کہ وہ دین میں نئی چیز کی ایجاد کرتے ہیں جو دین سے نہ ہو جس طرح کہ ہمارے زمانہ کے پیران

باطلہ ہیں ۔ دو گروہ ہیں ایک گروہ حق کا ان کو اہل حق کہا جاتا
ہے اور دوسرا گروہ باطل ہے اس گروہ کو اہل باطل کہا جاتا ہے
ایک حزب اللہ ہے اور دوسرا حزب الشیطان ہے حزب
الشیطان مغلوب ہے اور حزب اللہ غالب قرآن مقدس میں
ہے اَلَا اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطَانِ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ ۔ خبردار
بے شک شیطانی گروہ ذلیل و خوار ہے چونکہ پیر داعی الی اللہ
ہوتا ہے اور داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ شریعت مقدسہ پر
مستقیم ہو چونکہ دعوت خصائص انبیاء ہے تو پیر نائب انبیاء ہوا
اور خلیفہ انبیاء بلکہ خلیفہ خدا و خلیفہ قرآن خدا ہوتا ہے جیسا کہ
تفسیر اللباب میں ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا
جس نے نیکی پر حکم دیا اور منکر سے منع کیا تو وہ اللہ کی زمین میں
اللہ کا خلیفہ اور خلیفہ رسول خدا اور خلیفہ کتاب خدا ہوتا
ہے ۔ حضرت اخون درویزہ باباؒ ارشاد المریدین میں لکھتے ہیں
زیرا آنکہ پیر آنرا گویند کہ داعی باشند خلق را براہ حق تعالیٰ کہ
آن راہ شریعت است و چوں دعوت از خصائص انبیاء است
پس پیر نائب انبیاء باشد و خلیفہ خدا و خلیفہ قرآن خدا باشد کما
ذکر فِیْ تَفْسِیْرِ اللُّبَاب قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ اَمَرَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ فَھُوَ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ
فِیْ اَرْضِہٖ وَ خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِہٖ وَ خَلِیْفَۃُ کِتَابِہٖ

(ارشاد المریدین)

ترجمہ:۔ اس لئے کہ پیر اسے کہا جاتا ہے جو داعی ہو مخلوق کو اللہ کی راہ پر اور وہ شریعت کا راستہ ہے چونکہ دعوت انبیاء کی خصوصیات میں سے ہے پس پیر نائب انبیاء ہوتا ہے اور خلیفہ انبیاء بلکہ خلیفہ خدا و خلیفہ قرآن ہوتا ہے جیسا کہ تفسیر اللباب میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وہ اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے اللہ کی زمین میں اور خلیفہ رسول اور خلیفہ کتاب خدا ہوتا ہے۔ اخون درویزہ باباؒ مزید وضاحت کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔ در عوارف المعارف آوردہ کہ وجہ آن کہ پیران خدا ترا بر بندگان خدا محب میگردانند آں است کہ پیران مریدان را براہ راست متابعت محمدی روان میگردانند پس کسیکہ بر متابعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت و راسخ آمد البتہ خدای تعالیٰ اورا دوست میدارد و خدای تعالیٰ محب اور میگردد کَقَوْلِهٖ تَعَالیٰ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وو جہ آن کہ پیران بندگان خدا را بر خدای تعالیٰ محب میگردانند آنست کہ پیران مریدان را اولا بہ تزکیہ نفس میفرمایند بعدہ بتصفیہ دل پس چوں نفوس مریدان مزکی آید دلہا ایشان مصفا ہر آئینہ عظمت و جلال

خداوندی را در آئینہ دل دیدہ حق تعالیٰ را حاضر و ناظر میدانند
(ارشاد المریدین صفحہ ۴۵)

عوارف المعارف میں ہے کہ یہی وجہ ہے کہ پیران خدا اللہ تعالیٰ کے بندوں میں خدا کے محبوب مانے جاتے ہیں وہ یہ ہے کہ پیران مریدوں کو براہ راست متابعت محمد کی طرف لے جاتے ہیں پس جو کوئی متابعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر راسخ اور مضبوط ہو تو خدای تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے اور وہ اس سے محبت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فرمادیجئے اے میرے محبوب اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تم سے محبت فرمائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ پیران اللہ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت ڈالتے ہیں وہ یہ ہے کہ پیران مریدوں کو پہلے تزکیہ کی فرمائش کرتے ہیں اس کے بعد تصفیہ دل جب مریدوں کی نفوس پاک ہو جائے اور دل ان کا مصلیٰ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا جلال و عظمت کو دل میں دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتے ہیں۔'' جب اللہ کو حاضر و ناظر جانے تو پھر وہ اللہ کی طرف سے قدم بڑھائے گا تو اللہ تعالیٰ سے لگاؤں زیادہ ہو جائے گا اور پیرا سے کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ کے بہت قریب ہوتا ہے اور باطنی علوم سے سرفراز ہوتا ہے اور جو آدمی خواہ فاسق و فاجر ہو کسی نیک ولی اللہ کی طرف

جائے تو اس کے احوال واقوال کو معائنہ کر کے خود بخود وہ فسق وفجور چھوڑ دیتا ہے اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ ولی اللہ کی علامت یہ ہے کہ جو کوئی اس کو دیکھے اس کو اللہ یاد آ جائے پس جان لو کہ وہ پیر ہے خود بھی ہدایت پر ہے اور دوسروں کو بھی ہدایت کی دعوت دے سکتا ہے اور یہ ہمارے مشاہدہ میں بھی ہے۔ جس طرح خواجہ خواجگان معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ اور سید علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ ان ہستیوں کی وجہ سے کئی لاکھ غیر مسلموں کو مسلمان بنایا اور ان کے دلوں کو شرک اور کفر سے پاک کیا باطن ظاہر دونوں اگر یکساں ہو تو نور علی نور ہے اور اگر ظاہر مسلمانی کا ہے اور باطن کفر ہو تو منافق ہے اور اگر باطن پاک ہو اور ظاہر پاک نہ ہو تو یہ شخص بھی کامل نہیں بلکہ کامل وہ شخص ہے جس کا ظاہر و باطن دونوں پاک و صاف ہو۔ اگر کوئی مدعی باطن کسی آیت کا معنی باطنی کر دے تو اگر ظاہر معنی کے مخالف ہو تو اس کو نہیں ماننا چاہئے لیکن اگر ظاہری معنی کے موافق ہو تب وہ تاویل قابل قبول ہے۔ حضرت اخون درویزہ بابا اس بات کی مزید وضاحت کر کے لکھتے ہیں۔

اگر مقربے از مقربان گوید کہ مرا بسبب صفا قلب چیزے از معانی غامضہ قرآن مفہوم آمد کہ آن مخالف مشرب

شریعت و مذہب سنت است او را مقرب نہ گویند بل کافر و ملحد
و مضل است و درین باب کلام مشہور است کُلُّ بَاطِنٍ
یُخَالِفُ بِظَاهِرٍ فَهُوَ بَاطِلٌ و در عوارف المعارف
آورده که حضرت مصطفی صلی الله علیه و آله
وسلم فرموده اند که ہر آیت از آیات قرآن را ظاہریست
و باطنی است پس مراد از ظاہر آیت لفظ قرآن است آن
شامل است معانی ظاہری را و مراد از باطن آیت تاویل
است کہ جامع است معانی محصورہ را و تاویل صرف آیت
است بسوئے معانی کثیرہ محتملہ باآنکہ معانی موافق کتاب و
سنت باشد پس تاویل پس رسیدن بباطن علوم قرآن مخصوص
بطائفہ علماء صوفیہ است زیرا کہ چوں بمقام قرب رسیدہ اند پس
از متکلم حقیقی می شوند ۔ (ارشاد المریدین صفحہ ۴۲) اگر مقرب
میں سے کوئی مقرب کہے کہ مجھے صفائی دل کی وجہ سے میرے دل
میں معانی غامضہ قرآن کا مفہوم القا ہوا ہے کہ وہ مخالف
مشرب شریعت اور مذہب سنت ہے اس کو مقرب نہیں کہا جاتا
بلکہ اسکو کافر و ملحد اور گمراہ کہا جاتا ہے اس لئے کہ معانی ظاہریہ
قرآن ہے اور معانی باطنیہ قرآن نہیں ہے بلکہ خواہشات
نفسانیہ ہے وہ ملحد اور گمراہ ہے اور اس معاملہ میں یہ کلام مشہور ہے
کہ ہر باطن جو ظاہر کا خلاف ہو تو وہ باطل ہے اور عوارف

المعارف میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آیت قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی مراد ظاہر سے لفظ قرآن ہے وہ شامل ہے معانی ظاہری کو اور مراد باطن سے آیت تاویل ہے جو معانی محصورہ کو جامع ہے اور تاویل صرف آیت ہے۔ معانی کثیرہ کی طرف جو محتملہ ہو اور وہ معانی کتاب وسنت کے موافق ہو پس تاویل ممکن نہیں ہے مگر اس شخص کے لئے کہ اس کو صفا فہم حاصل ہو جائے اور اس کو قرب ومعرفت نصیب ہو جائے پس رسائی علوم قرآن کے باطنی طائفہ علماء صوفیہ کے ساتھ خاص ہیں۔ اس لئے کہ وہ مقام قرب کو پہنچے ہوئے ہیں پس وہ متکلم حقیقی سے سنتے ہیں کتاب کے آخری اوراق میں حضرت اخون درویزہ باباؒ نے نماز کا ترجمہ وتشریح کیا ہے کیونکہ ایک سالک کے لئے سلوک کی راہ میں چلنے کیلئے عبادت میں پہلی سیڑھی نماز ہے اور اس سیڑھی پر وہ اوپر چڑھ سکتے ہیں اور وہ نماز ہے اگر کوئی سالک سلوک اور معرفت کا دعویٰ کریں اور نماز کا تارک ہو تو وہ سالک اور عارف نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ کہ نماز مومن کی معراج ہے پس سالک جب نماز پڑھتا ہے تو ایسی نماز پڑھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے یہ پہلے درجے کا سالک ہے اور اگر وہ اللہ کو

نہیں دیکھ سکتا تو اللہ تعالیٰ تو اس کو دیکھ رہا ہے اور ایسی نماز تب پڑھ سکتا ہے جب کہ وہ ظاہری وضو کے ساتھ باطنی وضو سے بھی آراستہ ہو اور اپنے جوارح کو معاصی سے پاک کیا ہو اخلاق کو ذمیمہ اور رزیلہ سے پاک کیا ہو جب دنیا و جاہ و حب شہوات و حسد و کینہ و کبر و حرص و بغض و بخل وغیرہ سے اپنے بدن کو پاک و صاف کیا ہو اور دل میں خواہشات نفسانی کے بجائے اوصاف حمیدہ صدق و صفا علم و سخاوت و مروت و وفا و احسان و حسن خلق و صدق معاملہ با حق تعالیٰ و با خلق سے آراستہ ہو تب وہ حقانی صوفی باعمل و مقرب و عارف ہوتا ہے یہی باتیں ارشاد المریدین میں احسن طریقہ سے حضرت اخون درویزہ باباؒ نے لکھی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ لقمہ و جامہ و تن خود را از حرام و شبہ و از پلیدی و از حدث و جنابت پاک دارد و حواس خمسہ را از لوث معصیت نگہدارد و این را طہارت جوارح گویند از معاصی و این شریعت است پس از ان راہ طریقت کہ دل خود را از اخلاق ذمیمہ چنانکہ حب دنیا و جاہ و حب شہوات و حسد و کینہ و کبر و حرص و بغض و بخل وغیرہ ذالک دارد و بصفات حمیدہ چنانکہ صدق و صفا و علم و سخاوت و مروت و وفا و احسان با خلق و حسن خلق و صدق معاملہ با حق تعالیٰ و خلق جز آں آراستہ گردد و این را گردش خوانند و تبدیل اخلاق

دانند وایں مہم عظیم است بی این دولت ہرگز دین نہ نبود و بے دین راہ حق رفتہ نشود (ارشاد المریدین صفحہ ۲۷)

ترجمہ :۔ چنانچہ لقبہ و جامہ و جگہ و تن کو یعنی اپنے آپ کو حرام و شبہ و پلیدی و بے وضوو جنابت سے پاک رکھے اور حواس خمسہ کو معصیت کے آلودہ گی سے محفوظ رکھے اور اسی کو طہارت جوارح کہتے ہیں گناہوں سے اور یہی شریعت ہے پس اس طریقت کے راستہ سے کہ اپنے دل کو اخلاق ذمیمہ سے پاک کردے جیسا کہ حب دنیا و جاہ میں حب شہوات و حسد و کینہ و کبر و حرص و بغض و بخل وغیرہ ذالک ہیں اور اپنے آپ کو صفات حمیدہ سے آراستہ کردے جیسا کہ صدق و صفا و علم و سخاوت و مروت و وفا و احسان لوگوں سے اور حسن خلق و صدق معاملہ اللہ کے ساتھ اور مخلوق کے ساتھ وغیرہ ذالک اور اسی کو گردش کہا جاتا ہے اور تبدیل اخلاق بھی اور یہ ایک مہم عظیم ہے اس دولت کے بغیر دین نہیں ہے اور بے دین راہ حق کی طرف نہیں چل سکتا۔

اخون درویزہ بابؒا اپنے دور کے مدعیان کے متعلق مزید لکھتے ہیں۔ درعوارف المعارف آوردہ کہ از مشرق تا بمغرب بگردی ہر کہ او مقرب است مشہور بہ اسم صوفی نخواہد بود و اگر مشہور بہ این اسم بود و از جملہ متشبہان باشد نہ صوفی

الغرض ایں نوع اخیر از پیران اگر چہ ظاہر حال در بعضے امور
شریعت مستحکم اند اما در عقائد بحد کفر رسیدہ اند بسبب مکاشفات
شیطانیہ وجیہ کما مرو باز لاف زنند کہ ایں کار درویشان است و
علماء را ازیں خبر نیست و دعویٰ کنند کہ ایں علم باطن است و علماء
را علم ظاہر و ازان خبر ندارد کہ ائمہ فرمودہ اند کُلُّ بَاطِنٍ
یُخَالِفُ ظَاهِرٍ فَهُوَ بَاطِلٌ وایضا در رد البدع آوردہ
اِنَّ عِلْمَ عِلْمَانِ عِلْمُ فِی الْخَلْقِ مَوْجُوْدٌ وَ عِلْمٌ عَنِ
الْخَلْقِ مَفْقُوْدٌ فَاِنْكَارُ عِلْمَ الْمَوْجُوْدِ كُفْرٌ وَاِدِّعَاءُ
الْمَفْقُوْدِ كُفْرٌ وَلَا يَثْبِتُ الْاِيْمَانَ اِلَّا بِقَبُوْلِ عِلْمِ
الْمَوْجُوْدِ وَ تَرْكُ عِلْمِ الْمَفْقُوْدِ ترجمہ علم بر دو نوع
است یکی علم ظاہر کہ آں علم شریعت است و دویم علم باطن کہ
آں کشف کرامات است پس ہر کہ از علم ظاہر انکار کند کافر
گردد و ہر کہ دعوی علم باطن کند کہ آن کشف و کرامات است
کافر گردد (ارشاد المریدین صفحہ ۷۷) عوارف المعارف میں
ہے کہ مشرق سے مغرب تک گھوم کر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ
جو مقرب ہے وہ صوفی کے نام سے مشہور نہیں ہے اور اگر اس
نام کوئی مشہور ہے وہ بھی مشتبہان سے ہوگا نہ کہ صوفی اس قسم
کے پیران اگر چہ ظاہر حال بعض امور میں شریعت پر مستحکم
ہوتے ہیں لیکن عقائد ان کے کفر تک پہنچے ہوتے ہیں مکاشفات

شیطانیہ وجنیہ کی وجہ سے جیسا کہ بیان گزر چکا ہے اور پھر
دعوے کرتے ہیں کہ یہ کام درویشوں کا ہے اور علماء کو اس سے
خبر بھی نہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ علم باطن ہے اور علماء
ظاہر کے لئے علم ہے اور وہ اس سے بے خبر ہیں ائمہ نے فرمایا
ہے کہ ہر باطن جو ظاہر کا خلاف ہو وہ باطل ہے اور ردالبدع
میں ہے کہ علم دو ہیں ایک علم مخلوق میں موجود ہے اور دوسرا علم
مخلوق میں مفقود ہے تو انکار علم موجود کا کفر ہے اور مفقود کا
دعویٰ کفر ہے اور ایمان ثابت نہیں ہو سکتا مگر علم موجود کے قبول
سے اور علم مفقود کو چھوڑنے سے اس کا مطلب یہ ہے کہ علم کے
دو اقسام ہیں ایک علم ظاہر کہ وہ علم شریعت ہے اور دوسرا علم
باطن کہ وہ کشف و کرامات ہے پس جو علم ظاہر کا انکار کرے وہ
کافر ہو جاتا ہے اور جو علم باطن کا دعویٰ کرے کہ وہ کشف و
کرامات ہیں کافر ہو جاتا ہے اس لئے کہ بغیر شریعت مطہرہ
سے وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا اور جو کوئی نفسانی
خواہشات سے معمور ہو حب جاہ و مال و ریاست کو دل میں
پوشیدہ رکھا ہو اور وہ بھی معرفت الیہ کا دعویٰ کرے وہ دعویٰ
اس کا باطل ہے اس کے متعلق حضرت اخون درویزہ باباؒ تحریر
کرتے ہیں ۔ نفس امارہ بمنزلہ آتش سوزندہ است و حظوظ
نفسانی از انواع ماکوات و مشروبات و ملبوسات لذیذہ و

اموال دنیا و جاہ وحب اہل آں بمنزلہ ہیزم آتش افروزندہ و
وسواس شیطانی واحادیث نفسانی بمنزلہ دود ہا سر بگریوان کشیدہ
اند پس صوفیاء دنیا را ترک آوردند و ہیزم را ازیں نار حار
باز داشمند تا آتش نفسانیہ ایشان سست شدہ و دود ہا کم گشتہ تا از
غایت شدت و جہد نفسانی ایشان از روئے معنی بمردہ کہ
مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا اشارت بدیمعنی است و دلہا
ایشان کہ بسبب تغلب شہوات نفسانی مردہ طبیعت بودند اکنون
بسبب قطع شوند انگاہ شایان حق شنودن صفت زندگانست نہ
مردگان لقولہ تعالیٰ اِنَّکَ لاتُسْمِعُ الْمَوْتیٰ وَ اَیْضًا
قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَذِکْریٰ لِمَنْ کَانَ
لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ (ارشاد
المریدین صفحہ ۷۹)

ترجمہ: ۔ نفس امارہ جلانے والی آگ کی طرح ہے اور
نفسانی خواہشات یعنی خواہ وہ کھانے کی قسم سے ہو یا پینے کی قسم
سے یا پہننے کی قسم سے اور اس سے لذت حاصل کیا جا سکتا ہو
اور اموال دنیا و جاہ و حب اس کے اور محبت اس کے رہنے
والوں سے یہ بمنزلہ آگ کے لکڑیوں کی طرح ہے اور شیطانی
وساوس اور نفسانی آرزو بمنزلہ دھویں کی ہے ان تمام چیزوں
سے صوفیائے کرام سر بگریبان نیچے رکھے ہوتے ہیں اور دنیا

کو چھوڑے ہوئے کسی بیابان یا لوگوں سے دور رہ کر زندگی بسر کرتے ہیں اور دنیاوی لکڑی اس گرم آگ سے دور رہتے ہیں تا کہ نفسانی آگ سست یعنی کم ہو جائے اور دھویں بھی نہ رہے یہاں تک کہ زیادہ کوشش سے ان کی نفوس از روئے معنیٰ کہ مُوتُوا قَبْلَ اَن تَمُوتُوا یعنی مرجاؤ مرنے سے پہلے کا نمونہ بن جاتے ہیں اور ان کے دل شھوات نفسانی کے انقطاع سے مردے ہو جاتے ہیں اور ان کے باطنی دل زندہ ہو کر روحانی زندگی کی صفت سے متصف ہوتے ہیں تو وہ حق کی باتیں سننے کے قابل ہوتے ہیں اور یہ صفت زندہ لوگوں کی ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے میرے محبوب تم مردوں کو نہیں سنا سکتے اور دوسری جگہ بھی فرمان الٰہی ہے اس میں میرا ذکر ہے ان لوگوں کے لئے جس کا دل ہو یا کانوں سے سننے اور وہ حاضر ہوں گے یعنی اللہ تعالیٰ کے کلام کو سمجھتے ہوں گے شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن کا وعظ ان لوگوں کے لئے ہے جس کا دل حاضر ہو اللہ کے ساتھ اور کوئی لحظہ بھی اس سے غافل نہ ہو۔ یحییٰ ابن معاذ الرازی نے فرمایا ہے کہ کہ دل دو قسم کے ہیں ایک وہ دنیا کے ساتھ مشغول ہو اور جب امور طاعت کی بات آجائے تو وہ نہیں جانتا کہ کیا کیا جائے اور جس کا دل دنیا کی محبت سے خالی ہو اور دنیا کی بات آجائے تو وہ بھی قبول

نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اپنی محبت اس دل میں ڈالتا ہے جو پاک وصاف ہو اگر اس دل میں کدورت ہو تو اس میں اللہ کی محبت دونوں اکٹھے نہیں جمع ہو سکتے اب اخون درویزہ بابا پر ایک اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ پیر تارک بایزید انصاری وحدت الوجود کا قائل تھا اور اخون درویزہ باباؒ وحدت الوجود کا مخالف تھا اس لئے اس نے بایزید انصاری پر کفر کا فتویٰ لگایا لیکن یہ بات غلط ہے نہ اخون درویزہ باباؒ وحدت الوجود کا مخالف تھا اور نہ بایزید کے ساتھ مخالفت کا سبب یہ ہے بلکہ بایزید کے مخالفت کا سبب اس کی گمراہی ہے اور اس کے عقائد ہیں۔

وحدت الوجود اور اخون درویزہ باباؒ

وحدت الوجود کے نظریہ کا بانی شیخ محی الدین ابن عربی ہے اس نے فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ و شجرۃ الکون اور احکام القرآن لکھی ہیں اور ان تمام کتب میں مسئلہ وحدت الوجود کو واضح کیا ہے تمام صوفیائے کرام وحدت الوجود کے

قائل ہیں صرف ایک حضرت مجدد الف ثانی نے وحدت الوجود کے بجائے وحدت الشھود نظریہ رائج کیا لیکن اگر وجود نہ ہو تو شھود کس طرح ہوگا حضرت اخون درویزہ بابا پر ایک الزام یہ بھی ہے کہ وہ نظریہ وحدت الوجود کا منکر تھا اور بایزید انصاری کی مخالفت کا سبب بھی یہی وحدت الوجود ہے شیر افضل خان بریکوٹی نے اپنی کتاب پیر بابا میں ایک عنوان دیا ہے اس عنوان کی سرخی یہ ہے۔

پیر بابا اور مولانا اخون درویزہ کی طرف سے بایزید انصاری کے مسلک اور عقیدہ وحدت الوجود پر اعتراضات یہ تو عنوان ہے پھر پورا مضمون اس عنوان میں لکھ کر وہ لکھتے ہیں پروفیسر خاطر غزنوی اپنی کتاب داستان امیر حمزہ میں امیر حمزہ شنواری کا بیان بایزید انصاری کے بارے میں اس طرح درج کرتے ہیں۔ بایزید روشن ضمیر صوفی تھے وہ وحدت الوجود کے داعی تھے'' آگے لکھتے ہیں '' تعجب ہے کہ اخون درویزہ صاحب چشتی نظامی ہونے کے باوجود مسئلہ وحدت الوجود کی رو سے پیر روشن کو پیر تاریک کہا۔'' (پیر بابا صفحہ ۲۲۳)

آگے لکھتے ہیں '' عقیدہ وحدت الوجود پر اگر کسی کو کافر قرار دیا جائے تو بڑے بڑے صوفیاء بھی اس کے زد میں

آ جائیں گے یہ مسئلہ علمی ہونے سے زیادہ فلسفیانہ ہے اور اگر کبھی کسی بڑے صوفی عالم کے خیالات میں فلسفیانہ موشگافیوں سے مذہبی الجھن پیدا ہوئی ہے تو عام طور پر لوگوں نے ایسے عالم کی باتوں پر کان نہیں دھرا۔'' (پیر بابا صفحہ ۲۲۴) برکوٹی صاحب نے مولانا عبدالقدوس قاسمی کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں مولانا عبدالقدوس قاسمی بایزید کے نظریہ وحدت الوجود کے بارے میں کہتے ہیں۔ ''بعض اعتراضات میں سب سے پہلا اعتراض وحدت الوجود کا مسئلہ ہے بایزید اپنے سلک کا ساتواں مقام وحدت بیان کرتا ہے اور یہ وہ مقام ہے کہ بندہ اپنی ہستی کو فنا کرے اور خالق کی ہستی میں مدغم ہو جائے یہ بات بایزید کی نئی نہ تھی وحدت الوجود کے قائل تصوف کے مشہور صوفیاء پہلے سے موجود تھے۔'' (پیر بابا صفحہ ۲۲۵) وجود و شہود میں بھی یہی اعتراض لکھا گیا ہے کہ بایزید وحدت الوجود کا قائل تھا اور اخون درویزہ باباؒ وحدت الوجود کا مخالف تھا۔ اس بارے میں اتنا عرض ہے کہ جس طرح دوسرے صوفیاء کرام وحدت الوجود کے قائل تھے اس طرح اخون درویزؒ باباؒ نے وحدت الوجود کے متعلق زبردست علمی تحقیق سے اثبات کیا ہے۔ وحدت الوجود کی بنیاد نزول ستہ ہیں وہ چھ ہیں احدیت، وحدت، واحدیت یہ تین عالم حقی سے

تعلق رکھتے ہیں اور تین عالم خلق سے وہ عالم ارواح و عالم امثال اور عالم اجساد ہیں۔ حدیث قدسی شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ مجھے پہچانا جائے تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ میں پہچانا جاؤ یہ حدیث شریف وحدت الوجود کا ماخذ ہے کائنات سے قبل اللہ کی ذات تھی کچھ نہیں تھا اس کو تصوف کی اصطلاح میں لاتعین کہا جاتا ہے اور جب مخلوق کو پیدا کیا تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے اپنے پیارے نبی کا نور پیدا کیا اور پھر نبی علیہ السلام کے نور سے تمام کائنات کو پیدا کیا۔ حضرت اخون درویزہ باباؒ نے ارشاد المریدین میں ایک دائرہ بنایا ہے اور اس دائرہ کے اردگرد تمام نام جو احدیت کے لئے مقرر ہیں وہ لکھے ہیں پہلا نام لاتعین دوسرا نام ازالازال تیسرا نام غیب الغیوب چوتھا نام الوجود الحمت پانچواں نام مجہول النعت چھٹا نام عین الکافور ساتواں نام ذات ساذج اٹھواں نام منقطع الاشارات نواں نام منقطع الوجدانی دسواں نام غیب الھویہ گیارواں نام عین المطلق بارواں نام ذات بلا اعتبار تیرواں نام مرتبہ الھویہ ہیں۔ دائرہ کے اندر دوسرے سطر میں جو نام لکھے ہیں وہ وحدت کے لئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں تعین اول پہلا نام اور دوسرا نام العلم المطلق تیسرا نام الوجود

المطلق چوتھا نام الوحدۃ الحقیقۃ پانچواں نام فلک الولایۃ المطلق چھٹا نام التجلی الاول ساتواں نام الربط بین الظہور والبطون آٹھواں نام المحبۃ الحقیقۃ نواں نام الحقیقۃ المحمد یہ دسواں نام قابلیۃ الاول گیارہ واں نام مقام او ادنیٰ بارھواں نام برزخ البرازخ تیرواں نام برزخۃ الکبریٰ احدیۃ الجمع۔

تیسرے سطر میں دایرہ کے اندر واحدیت کے لئے جو نام اصطلاح تصوف میں مقرر ہیں حضرت اخون درویزہ باباؒ نے ان تمام کو لکھے ہیں وہ یہ ہیں التعین الثانی یہ پہلا نام ہے اور دوسرا نام معدن الکثرۃ ہے تیسرا نام منشاء السویٰ ہے چوتھا نام حضرت الجمع الوجود پانچواں نام حضرت الاسماء والصفات چھٹا نام حضرۃ الوحیۃ ساتواں نام قابلیۃ الکثرۃ آٹھواں نام احدیۃ الکثرۃ نواں نام فلک الحیواۃ دسواں نام قابلیۃ الظہور گیاروں نام منشاء الکثرۃ باروں نام نفس الرحمانی تیرواں نام منتہی العابدین (ارشاد المریدین صفحہ ۱۲)

اس ارشاد المردین سے عارف باللہ گل حسن قادری قلندری جو سید غوث علی شاہ قلندر پانی پتی کا خلیفہ ہے اپنی کتاب تعلیم غوثیہ المعروف بہ مرآۃ الوحدت میں اسی کتاب ارشاد المریدین سے اخذ کر کے یہ تمام نام لکھے ہیں صرف ان

ناموں کا ترجمہ اور وضاحت کیا ہے تعلیم غوثیہ میں عنوان خمسہ تنزلات لکھا ہے اس عنوان کے تحت وہ لکھتے ہیں قال علیہ السلام کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْءٌ غَیْرُہٗ یعنی اللہ تھا اور نہ تھی کوئی شی اس کے غیر پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے مظہر ذات و صفات کو ظاہر کیا چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ وَ تَعَرَّفْتُ اِلَیْھِمْ فَبِیْ عَرَفُوْنِیْ وَ عَرَفْتُ بِھِمْ یعنی میں پوشیدہ خزانہ تھا پس چاہا میں نے یہ کہ پہچانا جاؤں پس میں نے خلقت کو پیدا کیا اور میں نے ان کو اپنا شناسا کیا پس شناخت کیا مجھ کو مجھ سے اور میں بسبب ان کے پہچانا گیا۔

طالبان حق و تشنگان توحید مطلق کو معلوم ہو کہ علماء محققین کے نزدیک حق تعالیٰ واجب الوجود یعنی وجود مطلق ہے اس وجود کے لئے نہ کوئی شکل ہے نہ حد نہ حصر اور یہ وجود واحد ہے اور لباس متعدد و مختلف ہیں اور یہ وجود اس کا خود بخود موجود اور کل موجودات میں ہویدا ہے خارج میں بھی اس کے سوا کچھ نہیں اس وجود کے لئے کئی لباس ہیں۔

اول لباس لاتعین و ذات بحت یعنی خاص لباس ذاتی ہے اس لباس میں تعین و غیر تعین کو دخل نہیں کیونکہ وہ ذات ہر قید و اطلاق سے منزہ و مبرہ ہے اور کل اشیاء ذات وجود مطلق

میں مندرجہ اور حکم ظہور کا بطون میں اور صفات قدیمہ ذات عزیزہ مختفی ہے۔ اور عینیت و غیرت و اسم در اسم و نعت و وصف و ظہور و بطون و کثرت و وحدت و وجوب و امکان منتفی تھا اس مرتبہ میں ذات کا نام اہل توحید نے احدیت و لاہوت رکھا ہے اسامی ذات مرتبہ احدیت میں یہ ہیں اس نقشہ میں دیکھو۔

۱۔ لاتعین۔

لاتعین اس لئے کہتے ہیں کہ ذات کو اس مرتبہ میں کچھ نہیں نہ اسمائی و نہ افعالی۔

۲۔ ازل الازال۔

ازل الازال اس لئے کہتے ہیں کہ منشاء تمام مراتب قدیمہ ازلیہ کا ہے کوئی مرتبہ اس سے فوق نہیں۔

۳۔ غیب الغیوب۔

غیب الغیوب اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مرتبہ فوق جمیع مراتب معقولہ سے ہے نا مرتبہ شہادت کہ یہ تمام حس سے غائب ہے۔

۴۔ وجود البحت۔

اس لئے کہتے ہیں کہ وجود بمعنیٰ ذات ہے اور بحت
بمعنی خالص پس ذات اس مرتبہ میں اسم ونعت و
وصف سے خالص ہے۔

۵۔ مجہول النعت۔

اس لئے کہتے ہیں کہ نعت عبارت ہے وصف ثبوتی سے
اور اس مرتبہ میں وصف کا ثبوت اصلاً نہیں

۶۔ عین الکافور۔

اس لئے کہتے ہیں کہ کافور کی خوشبو سب پر غالب ہے
جو چیز اس میں شامل ہوتی ہے اسی کی صفت اختیار
کرتی ہے اسی طرح جو کوئی اس مرتبہ میں پہنچتا ہے فنا
ہو جاتا ہے نمک کی مانند مصرعہ۔ ہر کہ در کان نمک
رفت نمک شد اور نیز کافور کے غایت حرہ میں کوئی
پہنچتا نہیں۔ ایسا ہی اس مرتبہ کی انتہا کو کوئی نہیں پہنچتا۔

۷۔ ذات ساذج۔

اس مرتبہ میں ذات کے ساتھ کوئی شے نہیں یعنی یہ
مرتبہ ذات وصفات سے بالکل سادہ ومعرا ہے۔

۸۔ منقطع الارشارات۔

منقطع الاشارات اس لئے کہتے ہیں کہ اس مرتبہ میں تمیز کسی شے کی نہیں اور نہ قابل اشارہ کے ہے اور نہ اس مرتبہ میں کوئی غیر ہے جو اس کی طرف اشارہ کرے یا کیا جائے۔

۹۔ منقطع الوجدانی۔

منقطع الوجدانی اس لئے کہتے ہیں کہ اس مرتبہ میں وجدان ذاتی وصفاتی ہرگز نہیں۔

۱۰۔ غیب الہویت۔

غیب الہویت اس لئے کہتے ہیں کہ ہویت مراد ہے ذات بحت سے پس ذات اس مرتبہ میں صفات سے غائب اور اس کے شعور سے معرا بلکہ جملہ صفات اس مرتبہ میں بالکل ندارد ہے۔

۱۱۔ عین مطلق۔

اس لئے کہتے ہیں کہ اس مرتبہ میں ذات بالکل مطلق ہے شائبہ غیر اس میں اصلاً نہیں بخلاف دیگر مراتب کے کہ ان میں مطلق مضاف ہے۔

۱۲۔ ذات بلا اعتبار۔

اس لئے کہتے ہیں کہ اس مرتبہ میں ذات کے ساتھ کسی چیز کا اعتبار وتقید نہیں ۔

۱۳۔ مرتبہ الہویت ۔

اس لئے کہتے ہیں کہ ذات بحت کو ھو کے ساتھ نسبت ہے اور ھو اشارہ ہے اور یہ اشارہ طرف ذات کے ہے اور تاء نسبت واسطے مبالغہ کے ہے یعنی وہ ذات کہ کامل ہے اپنی ذاتیت میں اور غیر ہرگز اس کے ساتھ شامل نہیں ۔

لباس دوم تعین اول ہے

یعنی اس لباس و مرتبہ میں ذات مطلق کو ہر شے میں علم بالا جمال ہے اس مرتبہ میں ذات کا نام وحدت و جبروت ہے اور اس کو منشاء احدیت و واحدیت بھی کہتے ہیں ظاہر ہے کہ واحدیت احدت سے ناشی ہے کیونکہ وحدت مرتبہ اجمال ہے اور واحدیت مرتبہ تفصیل ہے پس مرتبہ تفصیل مرتبہ اجمال سے ناشی ہوتا ہے لیکن فی الحقیقت مرتبہ احدیت ہی منشاء کل ہے اور وحدت منشاء ہی تمام قابلیات کا کہ وہ حقائق اشیاء ہیں اور

مرتبہ وحدت کا ظہور و بطون مساوی ہے اور یہ برزخ جامع ہے درمیان احدیت وواحدیت کے جس طرف توجہ کرتا ہے بے واسطہ اس کا رنگ پکڑتا ہے گاہ بطرف بطون کہ وہ احدیت ہے اور کا بطرف ظہور کہ وہ واحدیت ہے اور محققین نے اس مرتبہ میں ذات کے نام یہ رکھے ہیں اس نقشہ میں دیکھو وھو ھذا۔

۱۔ تعین اول۔

تعین اول اس لئے کہتے ہیں کہ اس مرتبہ میں ذات کے نام مقرر کیے گئے ہیں۔

۲۔ علم مطلق ووجود مطلق۔

علم مطلق کہ وہ وجود مطلق ہے اس لئے کہتے ہیں کہ اس مرتبہ میں بخلاف مراتب دیگر ذات کا شعور و یافت باعتبار مطلق و مجمل ہے کہ ہر ایک مرتبہ نے اس سے تقید پایا ہے۔

۳۔ وحدت حقیقی۔

وحدت حقیقی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ نام باعتبار نفس تعین اول کے ہے یعنی ذات وحدت دو جانب نسبت

اس کی برابر ہے اور کسی جانب متوجہ نہ ہو یہ برزخ ہے
بخلاف وحدت کے باعتبار مواجہت بطرف ظہور کے
ہو یا بطرف بطون کے ہو کہ اس میں شائبہ ظہور و بطون
کا ہے۔

۴۔ فلک ولایت مطلقہ۔

اس مرتبہ میں ولایت مطلقہ کا مدار ہے یعنی اس مرتبہ پر
کسی مرتبہ ولایت کو فوقیت نہیں بخلاف دیگر کے کہ
مراتب انبیاء اور اولیاء کے ہیں فَوْقَهُمْ بَعْضُ فَوْقٍ بلکہ
یہ کل مراتب مضاف ہیں اس کی طرف اور معنی ولایت
کے یہ ہیں کہ قائم بحق ہو اور اپنی ذاتی سے فانی۔

۵۔ تجلی اول و حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس لئے کہتے ہیں کہ اول ظہور اسی مرتبہ میں ہوا ہے
پہلا مرتبہ ظہور یہ ہی ہے کہ اول تجلی میں نور محمدی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہور میں آیا۔

۶۔ رابطہ بین الظہور والبطون۔

اس لئے کہتے ہیں کہ درمیان ذات کے کہ من کل
الوجوہ واحد ہے اور درمیان صفات کے کہ مرتبہ

کثرت ہے۔ ربط دیتا ہے۔

۷۔ محبت حقیقت۔

اس لئے کہتے ہیں کہ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیّاً فَاَحْبَبْتُ کے اشارہ سے جب حقیقی پائی جاتی ہے اور کنز مخفی عبارت ہویت احدیت سے ہے کہ غیب میں رمز مکنون ہے اور وہ باطن ترین تمام بواطن کا ہے اور شاید کہ جہت سے مراد توجہ ظہور بطرف خلق ہو۔

۸۔ قابلیت اول۔

اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ذات اس مرتبہ میں مادہ و مبدہ تمام قابلیت کا ہے۔

۹۔ مقام اوادنیٰ۔

اس لئے کہتے ہیں کہ یہ قاب قوسین او ادنیٰ سے مراد ہے اور مقام اوادنیٰ نزد صوفیہ کرام احدیت جمع ذاتیہ سے مراد ہے اس لئے کہ اس مرتبہ میں تمیز و اثنینیت اعتباریہ بقضائے محض مرتفع ہو جاتی ہے اور ہر رسوم کے لئے طمس کلی ہے۔

۱۰۔ برزخ البرازخ۔

اس لئے کہتے ہیں کہ یہ خط برزخ ہے۔ درمیان دو
قوس کے کہ وہ احدیت و برزخ الکبریٰ واحدیت ہے
اور تمیز کرتا ہے او ادنیٰ کو بوقت اتحاد ہر دو قوسین کے
اور او ادنیٰ عبارت ہے اتحاد قوسین سے۔

۱۱۔ احدیت الجمع۔

اس لئے کہتے ہیں کہ احدیت الجمع مراد ہے اعتبار
ذات کے من حیث ھی بغیر اعتبار اسقاط صفات کے
اور اثبات اس کا اس حیثیت سے کہ مندرجہ ہو اس میں
نسبت حضرت واحدیت کی اور تعین اول باعتبار طرف
ظہور کہ وہ شامل ہے واحدیت کی نسبت کو۔

اور اس لباس واحدیت کو حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بھی کہتے ہیں کہ جب ذات مطلق نے آپ کو اجمالاً
دریافت کیا اور جو کچھ اس سے یا اس میں ہے تمام کو اجمالاً
مشاہدہ کیا تو اول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشاہدہ کیا بلکہ محض
شہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحدت کہتے ہیں یعنی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہود میں ذات کو وجدان
اپنا اور نیز شہود کل ما سویٰ کا ضمناً حاصل ہے پس وحدت بغیر
اعتبار غلبہ بطون وظہور کے نفس اس مرتبہ کا ہے یعنی اس مرتبہ کی
اصلی حالت یہ ہی ہے کہ کسی جانب غلبہ نہ ہو کیونکہ احدیت

مرتبہ ذات کا ہے اور واحدیت مرتبہ صفات کا اور بغیر اعتبار ذات توجہ بطرف باطن وظاہر کے کہ مرتبہ احدیت و واحدیت کا ہے اور ان ہر دو مراتب کے درمیان اس لئے ہے کہ مرتبہ احدیت سے فیض لے اور مرتبہ واحدیت کو فیض پہنچائے تاکہ پرورش عالم ہو لَوْلَاکَ لِمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ ۔ گواہ ہے چونکہ وحدت یعنی حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برزخ درمیان واحدیت و واحدیت کے ہے۔ پس اس دائرہ میں دیکھو ایک طرف قوس احدیت ہے دوسری طرف واحدیت اور درمیان خط برزخ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اس سے طرفین کی تمیز ہوتی ہے اور قوس واحدیت چار قسم پر منقسم ہے یعنی نور، وجود، شہود، علم جیسا کہ اس دائرہ میں لکھا ہے۔
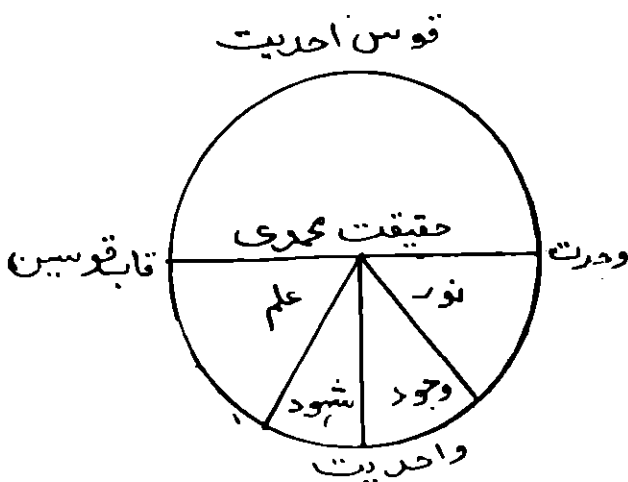
جب اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر خود تجلی کی یعنی بہ تعین
اول اپنی ذات کو ظاہر کیا اس کا نام نور ہے اور اپنے آپ کو
پایا یہ وجود ہے اور بخود خویش خود حضور ہوا وہ شہود ہے اور در
حالیکہ ذات کو من حیث الاسماء والصفات مجملاً شعور ہوا وہ علم
ہے جس مرتبہ میں ذات مطلق ہے یعنی ماسوئی ہے نام اس کا
احدیت ہے اور جب ذات در پے ارادہ ظہور جمال ماسوئی
ہوئی تو اس کو وحدت کہتے ہیں اور جب در پے تفصیل ظہور ما
سوئی ہوئی تو اس کا نام واحدیت رکھا والی غیر ذالک من
المراتب پس یہاں ذات کو حادث کرنا سوای کا باعتبار جملگی
حاصل ہوا ہے والا ذات میں کچھ تغیر وتبدل نہیں ہوا اور نہ
ہوگا پس یہ یافت پیدا ہوئی کہ عبادت وجود سے ہے اور پیدا
کنندگی کہ مراد تجلی ذات ہے اور شہود کہ باخودی حضور ہے یہ
سب کثرت اعتباری ہے کیونکہ اس مرتبہ میں مجملاً حاصل ہیں
پس ان کا ثبت کرنا قوس واحدیت میں کہ جانب کثرت سے
ہے یہ نسبت قوس احدیت کے کہ انسب ہوا اس لئے کہ یہ
اعتبارات اس حضرت میں ایک دوسرے سے ممتاز نہیں بلکہ
ایک دوسرے کے ہیں یعنی مرتبہ احدیت میں کسی چیز کی تمیز
اصلاً نہ تھی جب ایک حالت شعور اجمالی پیدا ہوئی تو اس اعتبار
سے کہ وہ حالت شعور ذات من حیث الاسماء والصفات مجملاً

اس کو وجود کہتے ہیں اور اس اعتبار سے کہ جو کچھ تفصیل میں الیٰ
الابد ہے مشاہدہ مجملاً ہے اس کو شہود کہتے ہیں اور اس اعتبار
سے کہ جو کچھ تفصیل میں الی الابد ہے مشاہدہ مجملاً ہے اس کو
شہود کہتے ہیں پس جانب کثرت ثبت کرنا انسب ہوا اور ان
امور کو اعتبارات اس واسطہ کہتے ہیں کہ اس مرتبہ میں اس کا
محض اعتبار ہی اعتبار ہے اور ایسا ہی مرتبہ واحدیت ہو گا کہ
مرتبہ تفصیل ہے۔

لباس سوم تعین ثانی

اس لباس میں علم اللہ تعالیٰ کا ہر شئی میں بالتفصیل ہے
اس لباس کو واحدیت و حقیقت انسانی بھی کہتے ہیں ان تین
مراتب میں تقدم و تاخر اعتباری ہے نہ زمانی اور یہ مراتب
قدیم ہیں جب کہ ذات مطلق خواہاں اس بات کی ہوئی کہ جیسے
مرتبہ مرتبہ وحدت میں اپنے آپ پر آپ نے مجملاً جلوہ کیا
مفصلاً بھی جلوہ کرے پس وحدت کو توجہ ظہور پر حاصل ہوئی
اور یہ توجہ متضمن کمال ذاتی و اسمائی کی بطریق اجمال و کلیت
ہوئی اور بحکم غلبہ وحدت کو مرتبہ اجمال الاجمال کا ہے یہاں
تمیز حقائق کی گنجائش نہیں کہ غنا مطلق کمال ذاتی کو لازم ہے

اور غنائے مطلق کے یہ معانی ہیں کہ جو کچھ من الازل الی الابد
در پے تفصیل ہے اس کو شہود کلی اجمالی مشاہدہ ہو لہٰذا بسبب
اس شہود کلی کے اس کی تفصیل سے مستغنی ہے کیونکہ جو کچھ در پے
تفصیل ہے اس کا شہود حاصل ہوگیا اگرچہ بوجہ اجمال ہی ہو
پس اس مرتبہ واحدیت میں مطلوب کمال اسمائی ہے یعنی جب
ذات نے توجہ ظہور کی طرف کی تو ظہور کو ہرگز قرار نہیں جب
تک کہ ظہور نہ ہو اور بعد فنائے عالم پھر ظہور ہو علیٰ ھذا کَمَا
بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهٗ اور کمال اسمائی اس وقت حاصل
ہوگا کہ جیسے مرتبہ وحدت میں یافت ذات وحضور ذات من
حیث الاسماء والصفات وظہور ذات مجملاً حاصل ہوا ہے ایسے
ہی مفصلاً بھی حاصل ہو اور مفصلا حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ
تمیز حقائق بعضھا عن بعض وثبوت حکم غیریت نہ ہو اگرچہ
اعتباری ہی ہوتا وقتیکہ ظہور کا اعتبار ہے مثلاً وہی ظاہر ہے جو
باطن میں تھا پس ظاہر عین باطن ہوا اور مرتبہ وحدت میں تمیز
حقائق وتغائر کو ہرگز راہ نہیں پس کمال آسمائی کہ مطلوب ہے
اس وقت حاصل ہوگا کہ تعین ثانی حاصل ہو اور یہ موقوف ہے
تجلی تعین ثانی پر پس ذات نے دوسری تجلی فرمائی یعنی جب
ذات وحدت نے ظہور کی جانب توجہ کی تو اس مرتبہ کا نام
واحدیت رکھا گیا ہے گاہ کہ مرتبہ واحدیت منشاء کثرت ہے

تو ایراد تمثیل و اطلاق اسماء اس پر انسب ہوگا پس اسامی ذات مرتبہ واحدیت میں یہ ہے اس نقشہ کو دیکھو۔

۱۔ تعین ثانی۔

تعین ثانی اس لئے کہتے ہیں کہ اس دوسرے مرتبے میں ذات کا نام مقرر کیا گیا ہے تعین بمعنی مقرر اور ثانی دوسرا یعنی ذات نے تنزل دوسرا اختیار کیا۔

۲۔ معدن الکثرت۔

اس لئے کہتے ہیں کہ یہ تنزل منشاء کثرت ہے یعنی اس مرتبہ میں کثرت شروع ہوئی۔

۳۔ منشاء سویٰ۔

اس لئے کہتے ہیں کہ ذات وجود حق جو ظاہر میں بطور ممکنات ہے اس لئے اس کے ظہور کے اعتبار سے بصورت ممکنات اس کو سویٰ و غیر کہتے ہیں ورنہ یہاں بھی وہی ذات ہے جو پہلے تھی۔

۴۔ حضرت جمع الوجود۔

اس سبب سے کہتے ہیں کہ جمع عبارت ہے وحدت سے

باعتبار طرف ظہور کے اور وہ باطن اس مرتبہ کا ہے اور
اس مرتبہ میں ذات من حیث الاسماء وصفات پائی جاتی
ہے یعنی اس مرتبہ تنزل میں ذات نے اسماء وصفات کو
پایا ہے اور یہاں اطلاق اسماء وصفات کا ذات پر
صادق آیا ہے۔

۵۔ حضرت الاسماء والصفات وحضرت الالوہیت۔

اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مرتبہ شامل ہے اسماء والصفات
کو اور الوہیت عبارت ہے حصول تمامی اسماء وصفات
وافعال سے۔

۶۔ قابلیت اکثرت۔

اس لئے کہتے ہیں کہ اس تنزل میں چونکہ حقائق اشیاء کا
بیان ہے اور وہ قابل کثرت وجودات خارجیہ ہے۔

۷۔ احدیت الکثرت۔

احدیت الکثرت اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا اعتبار
طرف ظہور کے ہے جیسے احدیت الجمع۔

۸۔ قابلیۃ الظہور و منشاء کثرت۔

اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مرتبہ حقائق عالم کو متضمن ہے جو منشاء کثرت اور ظہور عالم کی قابلیت رکھتا ہے۔

۹۔ فلک الحیات۔

اس لئے کہتے ہیں کہ مدار حیات عالم اس مرتبہ میں ہے جو متضمن ہے حقائق عالم اجسام وارواح کو۔

۱۰۔ نفس رحمانی۔

اس لئے کہتے ہیں کہ نفس رحمانی عین تجلی ثانی ہے ظہور عالم مانند نفس پراگندہ کے ہوا ہے جیسے متنفس کے سانس منہ سے نکل کر پھیل جاتے ہیں یہ تجلی ثانی بھی مانند اثبات نفس و رحمت عام ہے۔

۱۱۔ منتہی العابدین۔

اس لئے کہتے ہیں کہ مرتبہ الوہیت کو متضمن ہے۔ اور یہ تجلی ثانی حق سے متجلی ہے بطریق نفس پراگندہ کے جو شخص متنفس کے باطن سے ظاہر ہوتا ہے پس جمیع حقائق الٰہی و کیانی وانسانی بسبب اس پراگندگی کے ممتاز و ممیز ہوئیں مراد حقائق الٰہی سے اسماء الٰہی کلی ہیں مثل

بَدِیْعٌ وَ بَاعِثٌ وغیرہ کے اور حقائق کیانی عبارت ہے اسماء کیانی جیسے عقل کل اور نفس کل وغیرہ ہیں اور حقیقت انسانی آدمؑ کی حقیقت کو ہے اور کون بحیثیت حق وجود عالم مراد ہے پس جو کچھ درپے تفصیل تھا تجلی ثانی میں نمودار ہوا جب کہ یہ تجلی ثانی نفسی و ظہوری تعین اول سے ہے تو ضرور ہوا کہ اسی کی صورت پر ظاہر ہوا یعنی جیسا وہ مرتبہ تعین اول احدیت واحدیت پر مشتمل تھا یہ تعین ثانی بھی وحدت وکثرت اور ایک برزخ پر مشتمل ہو کہ وہ حاصل و جامع ہو دونوں کے درمیان اور جو وحدت کہ اس تعین ثانی کے ضمن میں ہے اس کو ظاہر وجود کہتے ہیں اس لئے کہ وجود کا اعتبار جو مرتبہ وحدت میں تھا اس مرتبہ میں ظاہر ہوا یعنی اپنے آپ کو پاتا کہ جو مرتبہ وحدت یعنی تعین اول میں تھا اس مرتبہ تعین ثانی میں اس کا ظہور رہا کہ وجوب خاص وصف اس ذات کی ہے اور وجوب اسماء الٰہی کلی کہتے ہیں وہ اٹھائیس ہیں بَدِیْعٌ بَاعِثٌ ، بَاطِن ، آخِر ،

ظَاہِرَ، حَکِیْمَ ، مُحِیْطَ ، شَکُوْرَ ، غَنِیَ
اَلدَّہْرَ ، مُقْتَدِرَ ، رَبَّ ، عَلِیْمَ ، قَاہِرَ ، نور
، مُصَوِّرَ ، مُحْصِیْ ، مُبِیْنَ ، قَابِضَ ، حیَ ،
مُحْیِیْ ، مُمِیْتَ ، عَزِیْزَ ، رَزَّاقَ ، مذلَ ،
قَوِیُّ ، لَطِیْفَ ، جَامِعَ ، رَفِیْعُ الدَّرجات ،
امکان اسماء کونی وہ بھی اٹھائیس ہیں ۔

عقل کل (یعنی قلم) نفس کل (یعنی لوح محفوظ) طبیعت
کل ، جوہر ہبا ، شکل کل ، جسم کل ، عرس ، کرسی ، فلک الطلس ،
فلک منازل ، فلک رحل ، فلک مشتری ، فلک مریخ ، فلک شمس ،
فلک زہرہ ، فلک عطارد ، فلک دنیا ، کرہ آتش ، کرہ ہوا ، کرب
آب ، کرہ خاک ، مرتبہ جمادات ، مرتبہ نباتات ، مرتبہ
حیوانات ، ملائکہ ، مرتبہ جنات ، مرتبہ انسان ، مرتبہ جامع ۔

اور اس ظاہر وجود کی جو اس مرتبہ میں باعتبار سرایت
احدیت کے صورت احدیت کی ہے حقیقی ہے یعنی اس سبب
سے کہ احدیت اس میں ساری ہے اور اس میں کثرت نسبی ہے
واحدیت کی سریان سے کہ وہ اس وحدت کی ظاہری وجود
ہے جو شیون کلی کو شامل ہے اور اصلی اعتبارات کو اور اس کی
کثرت نسبی منشا اسماء وصفات کا ہے اور یہ ظاہر علم جو اس تعین

ثانی میں صورت واحد کی رکھتا ہے ایک کثرت حقیقی اس میں ہے سرایت واحدیت سے اور اس میں ایک وحدت نسبی ہے اثر احدیت سے اس لئے کہ وحدت غیریت کی طرف منہ رکھتی ہے اور یہ منشاء غیر ہے اور اس میں احدیت کے اثر سے ایک وحدت نسبی ہے اسی کثرت حقیقی سے ایک وحدت نسبی ہے اسی کثرت حقیقی کو اعیان ممکنات وحقائق کونی کہتے ہیں۔ ثانی اور اس وحدت نسبی کو ارتسام و عالم معانی و بحر امکان کہتے ہیں یعنی ظاہر وجود جو اس تعین ثانی میں ہے اس میں ہر ایک احدیت و واحدیت نے سرایت کیا ہے لیکن حضرت احدیت کو غلبہ ہے اور صورت احدیت کی ہے ضرور احدیت کی سرایت سے اس میں وحدت حقیقی ہوگی اور واحدیت کی سرایت سے کثرت نسبی برخلاف علم ظاہر کے کہ اس میں وحدت کا غلبہ ہے اور اسی کی صورت میں سرایت احدیت اس میں کثرت حقیقی سے ہوگی اور وجود اثر احدیت سے وحدت نسبی ہے نہ سرایت احدیت کی پس وحدت اس ظاہر وجود کی جو وحدت حقیقی ہے ظاہر وجود کا باطن ہے۔ (تعلیم غوثیہ موسومہ بہ مراۃ الوحدت صفحہ ۴۱۲۔۴۲۶) عارف باللہ گل حسن قادری قلندر کی تحقیق تمہارے سامنے ہے اور یہ تشریح ارشاد المریدین کی اس دائرہ کی ہے جس کا ذکر اوپر فقیر نے ابتداء میں کیا ہے۔ وہ

دائرہ بھی درج کیا جاتا ہے ملاحظہ کیجئے۔

دائرہ وحدت

عقل کل نفس کل

طبیعت کل

مشترک بین الربوبیة والعبودیة

الحیوۃ العلم الارادۃ القدرۃ السمع البصر الکلام

حضرت الجمع الوجود

الوحدۃ الحقیقیة

حضرۃ الاسماء والصفات

التجلی الاول

فلک الولایۃ المطلق

غیب الغیوب

الوجود المطلق

الوجود البحت

(ارشاد المریدین صـ١٢)

مذکورہ بالا تقریر و تحقیق اس دائرہ کی تھی جو حضرت اخون درویزہ بابا نے ارشاد المریدین میں درج کیا ہے اور اسی کو پیر غلام محمد جلویؒ نے اسرار حروف المقطعات میں درج کیا ہے۔ پھر اس کے خلیفہ حضرت عطا محمد جلوی کے خلیفہ خادم حسین نے کنز العارفین میں یہی تحقیق درج کیا ہے اور انہوں نے یہ بتایا ہے کہ حضرت گل حسن قادری قلندر کی تحقیق مراۃ الوحدت میں حضرت اخون درویزہ بابا کی کتاب ارشاد المریدین سے اس نے نقل کی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے حضرت اخون درویزہ بابا پر تہمت باندھی ہے کہ وہ وحدت الوجود کا منکر تھا اوھام باطلہ ہے بغیر تحقیق کی بات نہیں ہونی چاہیے معلوم ہوا کہ روشنائی تعلیمات سے متاثرین کی کوئی تحقیق نہیں ہے وہ تمام اوھام واخیال باطہ کے درپے ہیں مقدس علماء و پیران پر کیچڑ اچھالنا ان کا وطیرہ ہے۔ فقیر نے وحدت الوجود کے متعلق جو کتب مطالعہ کیا ہے وہ مندرجہ ذیل کتب ہیں۔

فصوص الحکم، فتوحات مکیہ، شجرۃ الکون، احکام القرآن لابن عربی، عرائس البیان، الانسان الکامل لعبدالکریم جیلی لوائح جامی، لمعات، التمہیدات لقاضی

همدانی ، اسرار القدم ، تحقیق الامم ، شرح فصوص الحکم ، کنز العارفین شرح مراۃ العارفین ، التحفۃ المرسلہ ، التحقیق العارفین بحقیقتہ سید المرسلین ، تعلیم غوثیہ ارشاد المریدین وغیرہ ان تمام کتب میں وحدت الوجود کا بحث بڑے بسط انداز سے ہے جس کو شوق ہو وہ ان کتب کو مطالعہ کر سکتے ہیں ۔ بایزید انصاری کی کتب مثلاً صراط التوحید اور خیر البیان ، مقصود المومنین میں نہ وحدت الوجود کا ذکر موجود ہے اور نہ تحقیق ان کے بعض بیانات سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ وہ وحدت الوجود کا قائل تھا تو حضرت اخون درویزہ بابأ پر الزام بایزید انصاری پر وحدت الوجود کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ ان کے کفری عبارات پر تھا ۔ میں تو صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اگر کسی کو وحدت الوجود کے متعلق معلومات کا شوق ہو اس کو اخون درویزہ بابأ کی کتاب ارشاد المریدین کو ضرور مطالعہ میں لانا چاہئے مزید کچھ اقتباسات ارشاد المریدین سے وحدت الوجود کے متعلق درج کیا جاتا ہے تاکہ شائقین اس کتاب سے مستفید ہو ۔ آپ مقدمہ میں لکھتے ہیں بداں اے فرزند بصرک اللہ باللہ کہ مریدان پشینہ طالبا علم توحید و تجرید بودہ اند و پیران دیرینہ معلمان ایں معنی پس

توحید علمی را گویند کہ بآن شناختہ شود؛ کہ غیر حق را وجودے نیست واشیا نیست مگر مظاہر و مجالی حق وموحدان طائفہ الذکر نمی بیند اشیارا مگر مظاہر و مجالی حق ومعنی تجرید نزد محققان زائل کردن ماسوے اللہ است از دل و دیدن حق است در کل بدان ۔ (ارشاد المریدین صفحہ ۴) ترجمہ:۔ اے میرے فرزند اللہ تمہیں بصارت دے کہ پہلے زمانہ کے طالبان علم توحید و تجرید کے تھے اور پرانے زمانہ کے استاد بھی اس معنی کے تھے پس توحید اس علم کو کہا جاتا ہے کہ اس طرح پہنچانا جائے کہ اللہ کے سوا کے لئے کوئی وجود نہیں اور اشیاء نہیں مگر وہ اللہ کو ظاہر کرنے والی ہوتی ہیں پس یہ لوگ موحدان ہیں کہ نہیں دیکھتے ہے اشیاء کو مگر مظاہر اور مجالی حق دیکھتے ہیں اور تجرید کا معنی محققین کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کو نفی کرنا دل سے اور کل اشیاء میں اللہ کو دیکھنا ہے ۔ آگے حضرت اخون درویزہ باباؒ ارشاد المریدین میں لکھتے ہیں ۔ اول کہ ہنوز ماسوی اللہ در وجود مطلق مندرجہ بود و حکم ظہور در بطون مختفی وصفات قدیمہ در ذات عزیزہ مخفی و نام عینیت و غیریت واسم و رسم و نعت و صوف و ظہور و بطون و کثرت و وحدت و وجوب و امکان منتفی بود آں مرتبہ عزیزہ قاہرہ را اہل توحید احدیت می نامند ۔

(ارشاد المریدین صفحہ ۵)

اول یہ کہ اب اللہ کے سوا وجود مطلق میں مندرج تھا
اور حکم ظہور بطون میں مخفی تھا وصفات قدیمہ ذات عزیزہ میں
پوشیدہ تھیں اور تمام عینیت وغیریت واسم ورسم ونعت ووصف
ظہور وبطون کثرت ووحدت وجوب وامکان منتفی تھا اس
مرتبہ عزیزہ قاہرہ کو اہل توحید احدیت کہتے ہیں۔ اس بیان کی
وضاحت یہ ہے کہ جب کائنات کا وجود نہ تھا اور جو کائنات
ہیں وہ اللہ کی صفات کا مظہر ہے اللہ ان اشیاء سے عیان ہے
اس کو لاتعین بھی کہتا ہے اور حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے
اللہ نے فرمایا کہ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ
مجھے پہچانا جائے تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا تو کنزاً مخفیا کو
احدیت کہتا ہے پھر آگے لکھتے ہیں وحدت را دو مواجہہ است
یکی بطرف بطون کہ احدیت و دوئم بظہور کہ واحدیت است گر
توجہ بطرف بطون کند رنگ او گیرد واگر توجہ بطرف ظہور کند
رنگ او گیرد پس وحدت باعتبار ذات خود حکم وسطیت دارد بین
الاعتبارین (ارشاد المریدین صفحہ ٦) وحدت کے دو رخ ہیں
ایک باطن کی طرف ہے اور دوسرا رخ ظاہر کی طرف ہے جو کہ
احدیت ہے اگرچہ توجہ بطون کی طرف کرے تو وہی رنگ ہے
اور اگر ظاہر کی طرف توجہ کرے تو وہی رنگ اس میں ہوگا پس
وحدت باعتبار ذات وسط ہے اور دونوں کی طرف اس کا رخ

ہوتا ہے اسی کو حقیقت محمدیہ کہا جاتا ہے ایک رخ اللہ کی طرف ہے تو دوسرا رخ مخلوق کی طرف ہے قرآن مقدس میں ہے وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰیْ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وہ اپنے خواہش سے نہیں کہتا بلکہ وہ کہتا ہے جو اسے وحی کی جائے۔

وجود و شہود میں حضرت اخون درویزہ باباؒ پر تنقید ہے لکھتے ہیں یہ وہی اخون درویزہ ہیں جنہوں نے حضرت بایزید روشن کو مسئلہ وحدۃ الوجود کی بناء پر پیر تاریک اور مشرک و زندیق کہا اور اس کے خلاف کئی کتابیں لکھی تھیں اور اپنے اقوال کو اپنے پیر سید علی ترمذی کی طرف منسوب کرتا تھا حالانکہ سید علی ترمذی چشتی نظامی تھے اور ان کے سلسلے کا اعتقاد ہی وحدۃ الوجود تھا مگر اخون درویزہ کے ہاتھوں مجبور تھے۔ (وجود و شہود صفحہ ۲۸۱)

میرے اس تفصیل سے تمہیں پتہ چل گیا ہوگا کہ حضرت اخون درویزہ باباؒ وحدت الوجود کا منکر نہ تھا بلکہ وحدت الوجود کا ماننے والا تھا اور اپنی کتاب میں اس کو احسن پیرائے سے حل کیا ہے جو کہ ایک قاری کیلئے معلومات کا خزانہ ہے۔ وحدت الوجود کے مسئلہ کو آسان انداز سے اس طرح پیش خدمت ہے کہ اصطلاح تصوف میں وحدت الوجود کے چھ مراتب ہیں احدیت ، وحدت ، واحدیت ، عالم ارواح ، عالم

امثال، عالم اجسام ان چھ مراتب کی شرح سنیئے ۔

احدیت ۔

(۱) حدیث قدسی کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْیٌ یعنی تھا اللہ اور نہ تھی ساتھ اس کے کوئی چیز ۔ (۲) کُنْتُ کَنْزاً مُخْفِیاً یعنی میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا ۔

جاننا چاہئے کہ یہ مقام لاتعین ۔ عدم العدم ، ذات بحت ، وذات ساذج بطون دربطون غیب الغیب کنہ ذات حق ، ازل الازل کا مقام ہے جہاں کسی اسم اور صفت کا قطعاً کوئی ظہور نہیں ہے اور یہ ذاتی مقام اسم وصفت علم ، معلوم ، سمع ، بصر ، قادر ، قدرت سب سے مبرا ہے اور مذکورہ بالا احادیث میں اللہ تعالیٰ نے اسی مقام کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا اور میرے ساتھ کوئی شے نہ تھی یعنی اللہ تعالیٰ مقام لاظہور تھا اس کی مثال ایسے ہے جیسے دوات میں سیاہی یعنی جب تک سیاہی دوات میں ہے کسی حرف کا ظہور نہیں ہے اور سب حروف والفاظ دوات میں موجود سیاہی میں پوشیدہ ہیں گویا ذات باری تعالیٰ ہر اسم وصفت سے مبرا ہے اس طرح بیج کی مثال لیجئے کہ اس میں تمام درخت بالقوہ موجود ہے مگر بالفصل موجود نہیں ہے یعنی بیج میں پتے ، کانٹے ، شاخیں ، پھول ، پھل سب موجود ہیں جن کو اصطلاح تصوف میں شیونات کہتے

ہیں مگر ان کا ظہور خارجی نہیں ہے یا دوسرے لفظوں میں مقام لاظہور ہے یا یوں سمجھئے جیسے ایک جید عالم جس کے سینے میں بے شمار علوم ہیں گہری نیند سویا پڑا ہے یہاں تک کہ خود اسے اپنا بھی پتہ نہیں مگر اس حالت میں گو وہ لاشعور ہے مگر عالم ضرور ہے پس مرتبہ احدیت لاظہور ہے جو ہر لحاظ سے پاک ہے یعنی تمام اضافتوں اور نسبتوں سے منزہ ہے دوسرے الفاظ میں سقوط الاضافات کا مرتبہ ہے یہ وہ مرتبہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی ذات کا ادراک کرتا ہے لیکن معایہ بھی ادراک کرتا ہے کہ میری ذات احاطہ ادراک میں نہیں آ سکتی۔

وحدت:۔

احادیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ رُوْحِیْ ۔سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کو پیدا کیا اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا۔ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ۔ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور کل مخلوق میرے نور سے ہے۔

جاننا چاہئے کہ اس مقام کو تعین اول، تجلی اول، مقام اوادنیٰ، علم اجمالی، نور محمد یا حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں اور مذکورہ بالا احادیث میں روح، نور، قلم، عقل سے اسی مقام کی طرف اشارہ ہے اور عارفان الٰہی کے نزدیک علم اجمالی سے مراد یہ ہے کہ غور کرنا ذات باری کا اپنی ذات میں اپنی ذات کے لئے مگر اجمالاً۔ اس سے قبل ہم نے مرتبہ احدیت میں جید عالم اور بیج کی مثال شروع کی تھی اس لئے انہیں مثالوں کو آگے چلاتے ہیں تاکہ آپ کو سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہو۔ اب جید عالم والی مثال لیجئے جو مقام احدیت میں گہری نیند سویا ہوا تھا اور وہاں اسے اپنے علم سے لاشعوری ہے حالانکہ علم اس میں بدستور قائم و دائم ہے جب وہ عالم بیداری کی حالت میں آتا ہے تو وہ اپنے اندر بے شمار علوم کے خزانہ پاتا ہے لیکن وہ سرسری نظر سے بعض کو بعض سے تمیز کئے بغیر دیکھتا ہے تو یہ اس کا علم اجمالی ہے جیسے مرتبہ وحدت کہتے ہیں حالانکہ جید عالم وہی ہے اسکے علاوہ اس کا غیر قطعاً نہیں ہے۔ اسی طرح ہم نے مقام احدیت میں بیج کی مثال لی تھی تو عزیز و جب بیج کو زمین میں بوتے ہیں تو بیج انگوری کی شکل اختیار کرتا ہے اور بسا اوقات انگوری کے سر پر بیج کا خالی چھلکا نظر آتا ہے اور اب تحت الثریٰ تک زمین کو کھود ڈالیں مگر بیج کا

وجود ڈھونڈنے سے نہیں ملے گا کیونکہ بیج انگوری کی شکل میں ہے اور انگور کے اوپر سر پر آمدہ خالی چھلکا بیج زبان حال سے پکار کر کہہ رہا ہے کہ میں اب خالی ڈھول کے پول کے مصداق چھلکا ہی چھلکا ہوں اور بیج تو اب عین انگوری بن گیا ہے اس لئے اب اگر بیج کی تلاش ہو تو اس انگوری کو ہی دیکھ لو ورنہ تمام عمر اور محنت ضائع ہو جاوے گی اور بیج کو پھر بھی نہیں پا سکو گے اور اس انگوری سے مراد و مرتبہ وحدت یا حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور ابھی برگ شاخیں کانٹے پھول، پھل نہیں ہیں صرف انگوری ہی انگوری ہے جو کہ اجمالاً غور کرتی ہے کہ اس کے اندر ایک بڑا درخت موجود ہے اور اس کو وحدت اور نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں اور ہم نے شروع میں حدیث پاک لکھی تھی کہ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلْقَ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ یعنی میں اللہ کے نور سے ہوں اور کل مخلوق میرے نور سے ہے تو اب اس حدیث کا سر آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ جیسے انگوری زبان حال سے پکار رہی ہے کہ میں بیج سے ہوں اور باقی تمام کا تمام درخت مجھ سے ہے یعنی میں بیج ہوں اور میں ہی باقی تمام درخت ہوں اور میرے سوا کچھ بھی موجود نہیں تو اسی طرح مقام وحدت برزخ ہے درمیان مقام احدیت اور واحدیت کے اور یہ جہت الطرفین

کو شامل ہے حدیث اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْم یعنی میں احمد بغیر میم
کے یعنی احد ہوں۔

اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ ۔
میں اللہ کے نور سے ہوں اور کل مخلوق میرے نور سے ہے۔
اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُوْرِیْ ۔ میں اللہ
کے نور سے ہوں اور کل مومن میرے نور سے ہیں۔

اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ ۔ میں اللہ
سے ہوں اور کل مومن مجھ سے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ
نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ ۔ یعنی جابر تحقیق اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء
سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ یہی وہ
مقام ہے جس کے متعلق حدیث پاک ہے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ
رَاَی الْحَقَّ یعنی جس نے مجھ دیکھا پس تحقیق اس نے خدا کو
دیکھا اور یہی وہ مقام ہے کہ حدیث شریف ہے لِیْ مَعَ اللّٰہِ
وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَ لَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ
یعنی میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک وقت ہے جس میں کوئی ملک
مقرب اور نبی مرسل نہیں سما سکتا اور پہلی حدیث تو بالکل صاف
ہے اور آیات اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ
یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ۔ بے شک وہ جو آپ سے بیعت

کرتے ہیں بے شک حقیقت میں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا دست قدرت ان پر ہے۔

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ جو رسول کی اطاعت کرے بے شک وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۔ اور آپ نے نہیں پھینکا جو آپ نے پھینکا لیکن حقیقت میں اللہ نے پھینکا۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْن ۔ یعنی تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور قرآن (کتاب) واضح۔ یہ چند احادیث اور ایات آپ کو سمجھانے کے لئے بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں ورنہ تمام کا تمام قرآن پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کی وضاحت کر رہا ہے۔

واحدیت:۔

اس مرتبہ کو تعین ثانی، حقیقت انسانیہ، علم تفصیل، اعیان ثابتہ صور علمیہ حقائق الممکنات، عدم اضافی، تجلی ذاتی یا فیض اقدس کہتے ہیں۔

۱۔ تعین اس لئے کہتے ہیں کہ اس دوسرے مرتبہ میں ذات کا نام مقرر کیا گیا ہے تعین بمعنی مقرر و ثانی اور دوسرا یعنی ذات نے دوسرا تعین اختیار کیا۔

۲۔ حقیقت انسانیہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں سے انسان کی

تفصیل شروع ہوتی ہے۔
۳۔علم تفصیلی اس لئے کہتے ہیں کہ اس مرتبہ میں بعض کو بعض سے تمیز کرنا بالتفصیل مراد ہے۔
۴۔اعیان ثابتہ اس لئے کہتے ہیں کہ عین بمعنی ظواہر یا عالم خلق ہے اور عین ثابتہ یعنی وہ عین جو ثبت ہیں علم الٰہی میں۔
۵۔صور علمیہ اسے کہتے ہیں کہ وہ صورتیں جو علم الٰہی میں موجود ہے۔
۶۔حقائق الممکنات اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ممکنات جن کی حقیقت علم الٰہی میں موجود ہے۔
۷۔عدم اضافی اس لئے کہتے ہیں کہ تفصیلی علم جو ہے یہ عدم العدم پر اضافہ ہے۔تجلی ذاتی یا فیض اقدس اس لئے کہتے ہیں کہ اعیان خارجیہ جو کہ تفصیلی طور پر ذات الٰہی میں مکنون تھا ان کے تفصیلی علم کا اندازہ پہلے اسی مرتبہ میں ہی لیا گیا یعنی تجلی ذاتی یا فیض اقدس اس لئے کہتے ہیں کہ اعیان خارجیہ جو کہ تفصیلی طور پر ذات الٰہی میں مکنون تھا ان کے تفصیلی علم کا اندازہ پہلے اسی مرتبہ میں ہی لیا گیا یعنی تجلی ذاتی یا فیض اقدس سے ذات الٰہی میں مکنون تھا ان کے تفصیلی علم کا اندازہ پہلے اسی مرتبہ میں ہی لیا گیا یعنی تجلی ذاتی یا فیض اقدس سے ذات الٰہی کا ظہور اعیان ثابتہ کی صورت پر ہوا۔ہم نے مرتبہ احدیت

اور وحدت میں جید عالم اور بیج کی مثال جاری رکھی تھی اس لئے اب انہیں مثالوں کو سامنے رکھ کر سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ جاننا چاہیئے کہ جید عالم جو کہ مرتبہ احدیت میں گہری نیند سویا ہوا تھا اور بوجہ غلبہ نیند لاشعوری کی حالت میں تھا مگر صفت علم سے موصوف ضرور تھا اسی طرح مرتبہ وحدت میں جب وہ بیدار ہوا تو اس نے بعض کو بعض سے تمیز کئے بغیر سرسری طور اپنے اندر نگاہ الی اور اپنے علم اجمالا جائزہ لیا اب وہی جید عالم مرتبہ واحدیت میں اپنے علم کا تفصیلی جائزہ لیتا ہے تمام علوم مثلاً ریاضی، منطق صرف نحو وغیرہ کو ایک دوسرے سے تمیز کرتا ہے یا یوں سمجھ لیجئے کہ جید عالم جس نے اپنے علم کی کتاب کی چند سطریں شروع سے اور چند سطریں درمیان سے اور چند سطریں آخر سے مرتبہ وحدت یا تجلی اول میں دیکھی تھیں حتیٰ کہ زیر زبر تک کا تفصیلی جائزہ لیتا ہے جو کہ اس کے علم میں فصل موجود ہے اسی طرح دوسری مثال کو لیجئے کہ مرتبہ احدیت میں ہم نے بیج کی مثال لی تھی اور بیج میں تمام درخت یعنی پھل پھول پتے کانٹے وغیرہ کا بالقوہ موجود ہونا جس کو ہم نے شیونات یا علم ذات حق کہا تھا اور مرتبہ وحدت میں بیج سے انگوری کی مثال لی تھی یعنی علم اجمالی کا تفصیل سے جائزہ لیا تھا اب جانئے کہ واحدیت یا تجلی ثانی اور انگوری سے تمام

درخت یعنی برگ شاخیں پھول پھل کا تفصیلی علم ہے۔ یعنی واحدیت میں تفصیلی علم اس طرح ہے کہ وہی بیج یا انگوری اپنی ذات میں دیکھے کہ کونسا پتہ کب نکلے گا۔ کب شاخ بنے گی کب فلاں پتہ مرجھائے گا کب فلاں پتہ نیا نکلے گا کب فلاں شاخ نکلے گی اور کیسے بڑھتی چلی جائے گی غذا کہاں سے اور کیسے میسر ہوگی کانٹے کب اور کہاں کہاں ہوں گے اور کتنے ہوں گے کب تک انگوری درخت کی شکل میں متشکل ہو جائے گی مذکورہ بالا تینوں مقام احدیت وحدت اور واحدیت عین اسی طرح ایک ہی ہے جس طرح جید عالم۔ صرف حالتوں کا فرق ہے ورنہ وجود واحد ہی ہے اور ان تینوں مراتب کو حقیقی مراتب کہتے ہیں اور یہ ذات کی مختلف تجلیاں ہیں۔

عالم ارواح:۔

اس مرتبہ کو عالم ارواح یا عالم ملکوت بھی کہتے ہیں اور اس سے مراد اشیاء کونیہ مجردہ بیسط ہیں جو اپنی ذاتوں اور مثلوں پر ظاہر ہوئی ہیں یعنی روح ایک وجود صرف بسیط ہے جس کی کوئی صورت نہیں مگر جس صورت میں چاہتا ہے نمودار ہوتا ہے اور یہ معنی ہر ایک صورت میں ظاہر ہے اس کو روح ربانی کہتے ہیں اور نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ۔ اسی مقام کا بیان ہے۔

عالم مثال:۔

اس عالم کی مثال سایہ ہے جو کہ نظر تو پڑتا ہے مگر پکڑنے سے پکڑا نہیں جاتا اور عالم مثال سے مراد اشیاء کونیہ مرکبہ لطیفہ ہیں جو تجزیٰ (ٹکڑے ٹکڑے ہونے) اور تبعیض (جدا جدا ہونے) وخرق (پھٹنا) اور التیام (جڑنا) کو قبول نہیں کرتے یعنی جڑنے اور علیحدہ علیحدہ یا ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے پاک ہے اور یہ وہی عالم ہے جس میں خواب اور مشاہدات رونما ہوتے ہیں اور انسان کا مثالی جسم کہیں سے کہیں ایک آن میں سیر کراتا ہے۔

عالم اجسام:۔

اس سے مراد اشیاء کونیہ مرکبہ کشیفہ ہیں جن میں تجزیٰ تبعیض اور خرق اور التیام کی قابلیت ہے اور اس عالم کو عالم ناسوت یا عالم حس یا عالم شہادت کہتے ہیں۔

جامع جمیع کمالات حضرت انسان ہیں

جاننا چاہیئے کہ حضرت انسان کامل بالفعل اور تمام انسان بالقوہ تمام مراتب حقی وخلقی کا جامع ہے جس کو سمجھنے کے

لئے پھر اسی مثال بیج والی کو لیجئے کہ بیج سے انگوری اور انگوری
سے درخت اور پھر آخر میں درخت پر میوہ یعنی پھل کا ظہور
ہوتا ہے اور یہ بات مسلمہ ہے کہ پھل ہمیشہ بیج کی صورت پر ہوتا
ہے لیکن کمال کی بات یہ ہے کہ بیج صرف ایک تھا جب کہ چوٹی
پر پھل لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں موجود ہوگیا ہے یعنی ایک
واحد اب کثرت میں آ گیا رحمان بابا نے فرمایا ہے۔
"په واحد وجود بسیارے دے رب زما"۔ یعنی
ایک وجود سے بسیار ہے میرا رب۔ اور آیت اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ
اَلْکَوْثَرْ یعنی تحقیق عطا کی ہے آپ کو کوثر یعنی کثرت کیونکہ کوثر لفظ
کثرت ہے اور مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ
بقول حضرت ابوالحسن خرقانی اسی کثرت کی طرف اشارہ کیا
ہے۔ حدیث شریف میں ہے ان اللہ خلق ادم علی صورتہ شاہد
ہے یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ آدم کو اپنی شکل میں پیدا کیا ہے اور یہ
جو کہا ہے کہ انسان برزخ ہے درمیان حق اور خلق کے یعنی
انسان دورخہ آئینہ ہے جس میں ایک طرف شان حقی ٹھاٹھیں
مار رہی ہے اور دوسری طرف شان خلقی موجزن ہے اس کو
سمجھانے کیلئے دائرہ تحریر کیا ہے۔ دائرہ برزخ جامع
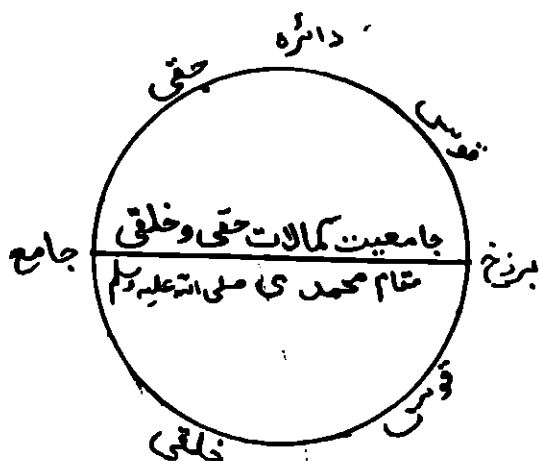
سیر الی اللہ اللہ پاک تک جانے کو کہا جاتا ہے تو ایک
سیر مستطیل اور دوسرا سیر مستدیر ہے فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ اللہ کی طرف
دوڑو سیر الی اللہ سے سیر فی اللہ شروع ہو جاتی ہے سیر فی اللہ کی
مثال مستدیر کی ہے یعنی دائرہ کے ارد گرداب نہ دائرہ کی
ابتداء ہے اور نہ انتہا لہذا عارف باللہ کے کمالات کی کوئی حدود
غائیت نہیں ہے اس کے بعد سیر مع اللہ ہے یعنی یہ بندہ فناء سے
نکل کر بقاء میں داخل ہوتا ہے سیر مستدیر کی وضاحت کے لئے
نقشہ یہ ہے۔

حق
ربوبیت
عبودیت
خلقی
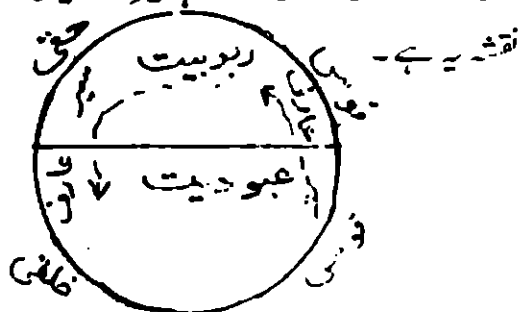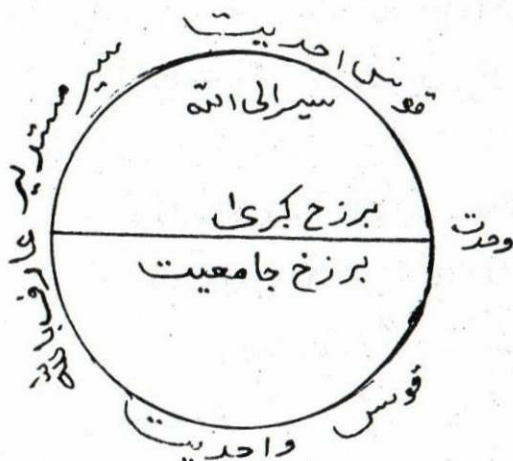
کتاب تذکرۃ الابرار والاشرار ہے اب فقیر اس تذکرۃ الابرار والاشرار پر تحقیق کرتا ہے ملاحظہ کیجئے۔

تذکرۃ الابرار والاشرار

اس کتاب میں نیک ہستیوں کے متعلق بحث ہے جو دین کے خادمین ہو گذرے ہیں اور ان کے متعلق معلومات کا ایک تاریخی خزانہ ہے اور اُشرار لوگوں کے متعلق بھی معلومات ہیں اور لوگوں کو ان سے خبردار کئے ہیں کہ ان سے بچو۔ اس کتاب کا خطبہ اس طرح ہے سپاس بلا انتہا وثناء بلا منتہا شایان حضرت

خدا المتصف بصفات سبحان ربی الاعلیٰ جاعل الانسان خلیفہ بین الارض والسماء بل علی ما بین العرش الی ماتحت الثریٰ بل علی ما صدر من الازل الیٰ آخر البقالاظہار ربوبیتہ بتوسط خلافتہ فی الاشیاء (تذکرۃ الابرار والاشرار صفحہ۲)

تعریف بے انتہا اور ثناء لا انتہا جو لائق ہے اللہ کے ساتھ جو متصف ہے صفات سبحان ربی الاعلیٰ سے اور اس نے انسان کو خلیفہ بنایا زمین و آسمان میں بلکہ عرش سے تحت الثریٰ تک بلکہ ازل سے ابد تک تاکہ آپ کے ربوبیت کا اظہار کرے اشیاء میں اپنے خلیفہ کی وجہ سے اس کے بعد آپ لکھتے ہیں۔

وَ فِی کَشْفِ الْعَقَائِدِ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّعْرِفَ طَالِبُ الْعِلْمِ عَقَائِدَ الْمُصَنِّفِیْنَ لِیَعْتَمِدُ بِاَهْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ وَ یَحْرِزُ عَنْ اَهْلَ الْبِدْعَةِ فَكَمْ لِلْفَلَاسِفَةِ مِنْ تَصَانِیْفِ مُوْسُوْمَةٌ بِاِسْمِ التَّوْحِیْدِ مَمْلُوَّةٌ مِنَ الشِّرْکِ وَالنِّفَاقِ وَ کَمْ لِلْبِدْعَةِ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ وَالْحَشْوِیَّةِ مِنْ تَصَانِیْفِ مُوْسُوْمَةٌ بِاِسْمِ السُّنَّةِ وَ نَحْوِ ذَالِکَ کُلُّهَا مُحَرَّمَةٌ الْاِمْسَاکَ لَا یَحِلُّ النَّظَرُ فِیْهَا لِئَلَّا یَحْدُثُ مِنْهَا الشُّکُوْکَ وَ یُوْهِنُ الْاِعْتِقَادَاتِ وَ لِئَلَّا

يَنْتَسِبُ مُمْسِكُهَا اِلَى الْبِدْعَةِ وَلِهٰذَا مَا اَمْسَكَهُ الْمُتَقَدِّمَةُ فَالْحُكْمُ فِيْ هٰذَا الْكُتُبِ كُلِّهَا اِذْ هَابُ اَعْيَانِهَا مَتىٰ وَجَدْتَ بِالْحَرْقِ بِالنَّارِ اَوِالْغَسْلِ بِالْمَاءِ حَتّىٰ يَمْحِيْ اَثَرُ الْكِتَابَةِ لِمَا فِيْ ذَالِكَ مِنَ الْمَصْلَحَةِ الْعَامَةِ فِي الدِّيْنِ بِمَحْوِ عَقَائِدِ الْمُضِلَّةِ اِلىٰ آخِرِهٖ وَ جَزَمَ الْقَاضِيْ عَيَاضُ بِاَنَّهُمْ غَسَلُوْهَا ثُمَّ حَرَّقُوْهَا مُبَالِغَةً فِى اِذْهَابِ اَثَرِهَا ۔(تذکرۃ الابرار صفحہ۳)

ترجمہ :۔ کشف العقائد میں ہے کہ طالب کو ضروری ہے کہ مصنفین کی عقائد کو پہچانے تو اعتماد اس کے لئے اہل سنت والجماعۃ پر ہونا چاہئے اور اہل بدعت سے اجتناب کرنا چاہئے تو بہت زیادہ فلاسفہ کی تالیفات ہیں جو توحید کے نام سے موسوم ہیں اور وہ تمام کتب شرک و نفاق سے پُر ہیں وغیرہ اور یہ تمام کتب اپنے پاس رکھنا حرام ہے اس کو دیکھنا بھی حلال نہیں تاکہ تمہیں شکوک دل میں واقع نہ ہو اور آپ کی عقائد کمزور نہ ہو جائے اور تم بدعت میں مبتلا نہ ہو تو ان تمام کتب کے متعلق اتنا عرض ہے کہ جہاں ان کتابوں کو پاؤ آگ سے جلا دو اور پانی سے صاف کردو یہاں تک کہ کتابت کا اثر بھی زائل ہو جائے اس میں دینی عام مصلحت ہے کہ

گمراہی کی عقائد ختم ہو جائے اور قاضی عیاض نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ پہلے دھولوں پھر آگ سے جلاؤ یہ مبالغہ ہے اس بات پر کہ اس کا اثر زائل ہو جائے۔ حضرت اخون درویزہ بابا مزید ان متبدعین پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں'' ازاں جملہ انیست کہ در سراج الہدایت آوردہ است کہ سہ طلاق دفعتہً واحدۃً اصلاً واقع نمیگردد وایں مذہب روافض است و بر مذہب اہل سنت و جماعت بدعتی کرد'' (تذکرۃ الابرار صفحہ ۵)

ان مسائل میں ایک مسئلہ بدعت کا یہ ہے کہ سراج الہدایت میں ہے کہ تین طلاق اکٹھے واقع ہرگز نہیں ہو سکتے تو یہ مذہب روافض کا ہے اور اہل سنت و جماعت ان کو بدعتی کہتے ہیں ہمارے زمانہ کے فرقہ وہابیہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ تین طلاقیں اکٹھی نہیں ہوسکتی یہ تو ایک طلاق ہے تفسیر صاوی علی الجلالین نے یہ تصریح کی ہے کہ اہل سنت مفسرین نے تین طلاقوں کو ایک طلاق نہیں کہا ہے سوا ابن تیمیہ کے اور ان کے اپنے مسلک کے علماء نے اس کو ضال اور مضل کہا ہے قَالَ الْعُلَمَاءُ اَنَّہٗ ضَالٌ وَ مُضِلٌّ اور یہی روافض کا بھی عقیدہ ہے ابن تمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنا شرک ہے اور قبر مبارک کو صنم اکبر سے تشبیہ دیتے

تھے العبر اس میں بھی لکھا ہے کہ ابن تیمیہ مجسمہ میں سے تھے یعنی
اللہ تعالٰی کے لئے جسم ثابت کرتے تھے ابن تیمیہ کے طریق پر
محمد بن عبدالوہاب نجدی رہا اس نے کتاب التوحید لکھی آج
کل دنیا میں جو وہابیت کی شاخیں تمام ان کی پیداوار ہیں
حضرت اخون درویزہ باباؒ نے پیر کامل کی علامات اس کتاب
میں لکھی ہیں ایک پورا فصل پیر اور مرید کے متعلق ہے بعض
جہال جو دعوے کرتے ہیں معرفت الیہ کا حالانکہ وہ خود بھی
معرفت سے جاہل ہوتے ہیں اور شیطان ان سے کھیلتے ہیں
حضرت اخون درویزہ باباؒ تذکرۃ الابرار میں لکھتے ہیں و فی
الرسالۃ المکیۃ قال بعض الکبریٰ ان
الشیطان اذا وجد جاھلا لیس لہ علوم الدین
فقد کشف بشی من الغیب یضحک علیہ و
یستھزئو بہ و یستخفہ بحرکات عجیبۃ کان
یبول علیہ ویریہ قارورۃ فیھا ماء الورد ویرش
علیہ ان الیقین یجعل ذالک الضعیف وسیلۃ
الی اغواء کثیر ویجعل اللہ یضل بہ جماً و
غفیراً و لھذا قال النبی علیہ السلام لفقیہ
واحد اشد علی الشیطان من الف عابد جاھل
وھذا معقول فان الفقیہ و ان کا ن سفیھا

کسلاناً فی الطاعۃ فانہ یہدی امتہ عظیماً
بفقھہ و ھذا الجاھل یغوی بعابدتہ ومکاشفتہ
مع جھلہ خلقا کثیرا وادنی معاملات الشیطان
مع ھن الجاھل ان یغویہ اولاد و یریہ من تجلی
الحق وسبحانہ و تعالیٰ فی السورۃ اعتقد ان
اللہ ذاتہ صورۃ فیصر مجسما مشبھا ثمہ
الشیطان یمنعہ من صحبتہ العلماء و المشائخ
المبارکۃ الذین ینبھونہ علی الحق والباطل .
(تذکرۃ الابرار والاشرار صفحہ ۴۵) رسالہ مکیہ میں ہے کہ بعض
نے فرمائے ہیں کہ بے شک شیطان جب جاہل کو دیکھتے ہے کہ
اس کے پاس علوم دین نہیں تو اس کو کوئی چیز دکھاتا ہے غیب
سے اور پھر اس پر ہنستا ہے اور اس کے ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے اور
اس کی توہین کرتا ہے عجیب حرکات سے اور اس پر پیشاب کرتا
ہے اور اس کو دکھاتا ہے شیشہ کہ اس میں عرق گلاب ہے اور
اس پر چڑکتا ہے اور اس کی یقین اس ضعیف کی ایک سبب بن
جاتا ہے زیادہ لوگوں کی گمراہی کا اور یہ ایک آلہ بن جاتا ہے
ایک گروہ گمراہ کرنے کا اس لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا
ہے کہ ایک فقیہ شیطان پر سخت ہے ہزار عابدوں سے جو جاہل
ہو اور یہ عقل میں بھی آسکتی ہے کہ اگر کوئی فقیہ بے وقوف ہو

اور عبادت میں ست ہوتو وہ اپنے فقاہت سے لوگوں کو ہدایت دے سکتا ہے فقہ شریف سے اور یہ جاہل اپنی عبادت سے گمراہ ہو جاتا ہے اور اپنے کشف سے اور زیادہ لوگوں کو بھی گمراہ کر دیتا ہے اور شیطان کا ایک ادنیٰ معاملہ یہ ہے کہ پہلے اس کو اللہ کی تجلی دکھاتا ہے اور وہ بھی صورت سے دیکھاتا ہے تو وہ مجسما گروہ سے ہو جاتا ہے پس وہ ہلاک ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اس کا معتقد ہوتا ہے کہ اللہ کی ذات صورتا ہے تو وہ مجسما اور مشبھا گروہ سے ہو جاتا ہے پھر شیطان علماء اور مشائخ کی صحبت سے ان کو منع کرتا ہے وہی علماء و مشائخ جو حق سے خبردار ہوتے ہیں۔ نیک لوگوں کی مجلس مسلمانوں کے لئے تریاق ہے اور بد عقیدہ لوگوں کی مجلس مسلمانوں کے لئے زہر قاتل ہے دین مردان الگ ہیں اور دین مخنشان الگ، مسلمانی مشکل ہے اور پیری و مریدی آسان اس کے متعلق تذکرۃ الابرار میں ہے۔

ای برادر شیخی و صوفی گری و پیری و مریدی آسان است چنانکہ امروز تمام عالم پیر شدہ است اما مسلمان شدن در کمال دشواریست۔ بیت۔

صوفی و سبز پوشی و شیخی و چھلہ دار
این جملہ شدی ولی مسلمان نہ شدی

امروز فتویٰ برایں است کہ سَیَأْتِیْ زَمَانٌ یُصَلُّوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ وَ لَیْسَ فِیْهِمْ مُسْلِمٌ مگر آں زمانہ زمانہ ما است و آں نماز گذار رندگان مایم و از مسلمانی ما. کافران ننگ دارند۔ (تذکرۃ الابرابر) صفحہ ۴۹) اے میرے بھائی شیخی اور صوفی پیری و مریدی آسان ہیں جو آج کل تمام لوگ پیر بنے ہوئے ہیں مگر مسلمان ہونا مشکل ہے۔ بیت۔صوفی ہونا اور سبز کپڑے پہننا اور چلے کاٹنے والے یہ تمام تو ولی بن گئے لیکن مسلمان نہیں ہیں آج کل فتویٰ اس حدیث پر ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ مسجدوں میں نمازیں پڑھیں گے اور ان میں ایک بھی مسلمان نہیں ہوگا وہ زمانہ ہمارا زمانہ ہے اور وہ نمازی ہم ہیں اور ہمارے مسلمانی سے کافر بھی ننگ کریں گے۔

بایزید انصاری

حضرت اخون درویزہ باباؒ کے زمانہ میں ایک مشہور پیر تھا جس کا نام بایزید تھا اور عبداللہ کا بیٹا تھا حضرت اخون درویزہ باباؒ نے اس کے ساتھ بحث مباحثے کئے اور کئی مناظرے بھی کئے اور اپنی کتابوں میں بایزید انصاری کی قباحت اور گمراہی کو واضح کیا۔ چونکہ یہ ایک دلچسپ بحث ہے

فقیر نے بھی اپنی اس کتاب میں اس کے لئے ایک عنوان مرتب کیا اور چند محققین کی رائے سے فقیر اس بیان کو عوام کے سامنے پیش کرے گا۔

مذاہب الاسلام ایک مشہور کتاب ہے اس میں مختلف مذاہب کی بحث کو بڑے احسن پرائے سے پیش کیا ہے۔ اس کتاب کا مؤلف مولوی محمد نجم الغنی خان رامپوری ہے اس کتاب پر مقدمہ پروفیسر محمد ایوب قادری کا ہے جو کہ تحقیقات اسلامیہ میں ایک خاص مہارت رکھتا ہے یہ ایک ضخیم کتاب ہے مولوی نجم الغنی خان اپنی کتاب مذاہب الاسلام میں ایک عنوان فرقہ سوم روشنیان کو ترتیب دیا ہے وہ لکھتے ہیں یہ فرقہ بایزید بن عبداللہ کی طرف منسوب ہے یہ شخص غالباً ۹۳۱ء میں ابراہیم خان افغان لودھی کے عہد میں شہر جالندھر صوبہ پنجاب میں پیدا ہوا تھا بایزید سراج الدین انصاری کی ساتویں پشت میں ہے حیات افغانی میں لکھا ہے کہ ارمڑ ایک قوم ہے پٹھانوں کی بایزید اس میں سے تھا اس کی ماں کا نام مبین بنت محمد امین تھا بایزید کو طفلی سے تحقیق کا شوق تھا اور ہمدردی اس کے ضمیر میں پڑی ہوئی تھی اگر اپنی زراعت کو رکھانے جاتا تو دوسرے کاشتکاروں کی زراعت کو بھی رکھاتا اور اکثر دریافت کیا کرتا تھا کہ زمین و آسمان تو موجود ہیں مگر خدا کہاں

ہے بلوغ کے پہنچنے پر اپنا مرز و بوم چھوڑ کر اپنی ماں کے ساتھ
اپنے باپ عبداللہ کے پاس کالی کرم واقع کوہائے روہ کو چلا
گیا حیات افغانی میں اخون درویزہ کی کتاب سے نقل کیا ہے
کہ جب بایزید کو کچھ زر نقد ہاتھ لگا تو گھوڑوں کی تجارت کے
لئے سمرقند گیا اور وہاں سے دو گھوڑے خرید کر ہندوستان میں
آیا اور کالنجر میں پہنچ کر ملا سلیمان کالنجری کی صحبت میں رہا
ملائے مذکور سے مسئلہ تناسخ سنا تو بایزید کا عقیدہ تناسخی ہو گیا اور
جب کہ کالنجر سے پلٹ کر کالی کرم میں آیا تو اپنے عقیدہ تناسخی
سے مذہبی فساد شروع کیا۔ عبداللہ کو بیٹے کی یہ بات ناگوار
گزری یہاں تک کہ فرزند کو چھری سے مجروح کیا بعد اس کے
بایزید کالی کرم سے ننگرہار چلا گیا۔ اور مہمندوں کے ملک
سلطان احمد کے گھر رہنے لگا ننگرہار کے علماء نے سب کو اس کی
بات قبول کرنے سے انکار کر دیا اس لئے کسی نے اس کی
متابعت نہ کی اس وجہ سے بایزید یہاں بھی نہ ٹھہرا پشاور پہنچ کر
غوریا خیلوں میں مقیم ہوا ان لوگوں میں علم کم تھا اکثر اس کی
پیروی کرنے لگے بایزید نے اپنی شہرت پیری و پیشوائی کے
طریقے میں کر کے عوام الناس سے کہہ دیا کہ درگاہ خدا کی
طرف بجز پیر کامل کے رسائی نہیں میں تم کو راہنمائی اور ہدایت
کروں گا اس طرح اس نے بہت سے لوگ اپنے گرد جمع کر

لئے اور شہوت پرستوں کے مطیع و منقاد اور خوش کرنے کے لئے عورت و مرد غیر محرم کو یکجا رہنے وکھانے پینے کی اجازت دے دی بایزید جو کچھ کہتا مرید وہی کرتے قوم خلیل کا بہت سا حصہ اس کا مرید ہو گیا پھر محمد زئی ہشت نگر میں گیا وہاں بھی اسی طرح افغانوں میں جو زیادہ جاہل تھے وہ اس کے زیادہ معتقد تھے ہشت نگر میں اس کی پیری کو بہت رونق ہوئی عالموں سے مباحثہ کرنے کا قصد کیا اخون درویزہ نے اس سے مباحثہ کیا اور اس میں بایزید مغلوب ہو گیا مگر اس کے مرید ایسے طاقتور تھے کہ اخون درویزہ کی کوئی نصیحت اس پر نہ چل سکی بایزید نے اپنا لقب پیر روشن رکھا اس نے مریدوں پر ظاہر کیا کہ غیب سے مجھ کو ندا آئی کہ تم کو سب آدمی میاں روشن کہا کریں اور تم کو حیات جاودانی عطا کی گئی مگر یہ لقب اس کے مریدوں ہی میں رہا دوسرے لوگوں میں پیر تاریک مشہور ہوا محسن خان صوبہ دار کابل جو اکبر بادشاہ کی طرف سے حکم دان تھا وہ اس کا حال سن کر ہشت نگر آیا اور گرفتار کر کے کابل کو لے گیا مدت تک وہاں قید رہا پھر رہا ہو کر ہشت نگر آیا اور اپنے تمام اصحاب کو جمع کر کے طوطی کے پہاڑوں میں گھس گیا پھر وہاں سے تیراہ کو آیا آفریدی ، اورکزئی فرقہ بھی اس کا مرید ہو گیا اکر فت وری کے بعد اس نے برملا اکبر بادشاہ سے بغاوت

کر کے لوگوں کو عام بلوے کی اس طرح ترغیب دی کہ وعظ میں بیان کرنا شروع کر دیا کہ مغل ظلم پیشہ ہیں انہوں نے افغانوں پر حد سے زیادہ ظلم ڈھائے ہیں ان کی اطاعت ترک کرنا چاہیے اس شہرت سے اکثر سرحدی قومیں بادشاہ سے باغی ہوگئیں اور اس کے وعظ سے بڑا فساد پھیل گیا بادشاہی فوج جو اس کی سرکوبی کو آئی تھی خود ہی سرکوب ہو کر پیچھے ہٹ گئی اس آسان فتح سے اس کے ہمراہیوں کو زیادہ تقویت ہوگئی تیراہ کے لوگوں کا یہ حال تھا کہ ظاہر میں بایزید کے مطیع تھے مگر باطن میں سلطنت مغلیہ کے خیر خواہ تھے بایزید بھی یہ بات بخوبی جانتا تھا اس لئے اس نے ایسے لوگوں سے اس ملک کو پاک کیا کہ بعض کو قتل کیا اور بعض کو ملک سے خارج کر دیا اور اس کے ساتھی و مریدوں نے تیراہ پر بخوبی قبضہ کر لیا اورکزئی قبیلہ کے لوگوں کے ساتھ ننگرہار پر قبضہ کر لیا اور بہت سے گاؤں بھی لوٹ لاٹ کر برباد کر دیئے محسن خان صوبہ دار کابل جلال آباد سے تیاری کر کے بایزید پر حملہ کیا اور شب خون مارا بھاری لڑائی کے بعد بایزید کے ساتھیوں نے پوری شکست کھائی بعض مارے گئے اور بعض بشوار گزار پہاڑوں پر چڑھ گئے اور بایزید ہشت نگر واپس گیا یہ تو بایزید کے دنیوی کارنامے تھے اب اس کے عقائد اور اعمال کی باتیں لکھی جاتی

ہیں بایزید ابتدائی عمر سے ریاضت شاقہ کا شائق تھا اہل علم و
ادب کا بہت خاطر کرتا اور قرآن کا مطلب بھی بیان کرتا اور
حقائق و معارف اور نکات کو بیان کرتا مرزا محمد حلیم خلف
ہمایون بادشاہ صوبہ دار کابل کے دربار میں خروج سے قبل اس
کا مناظرہ علماء کے ساتھ کرایا گیا اس کی تقریر علماء کے بیانات
پر غالب آئی ۔ اس کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہتا کہ
مجھ کو الہام ہوتا ہے جبرائیل میرے پاس رب العالمین کی
طرف سے پیغام لاتے ہیں بلکہ اس کا یہ دعویٰ تھا کہ میں
اعلانیہ خدا کو دیکھتا ہوں اور بغیر توسط جبرائیل کے بالشافہ اس
سے بات چیت کرتا ہوں اور کہتا تھا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ تو انبیاء کی نماز پڑھا کر یہ نماز چھوڑ دے اور انبیاء کی
نماز معبود کی صفت ہے اور زیادہ تر ذکر خفی کرتا تھا بایزید کہتا
تھا کہ مسلمانوں اشہد ان لا الہ الا اللہ کہنا صحیح نہیں اس
لئے کہ یہ خدا سے واقف نہیں اور جس نے اللہ کو نہیں دیکھا وہ
اسے کیا جانے پس ایسے آدمی کی گواہی کذب ہے مولانا زکریا
نے ایک بار اسے یہ کہا کہ تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ میں دلوں کی خبر
رکھتا ہوں بھلا بتاؤ کہ میرے دل میں کیا ہے اگر تم یہ بتا دو گے
تو میں تمہارا معتقد ہو جاؤں گا میاں روشن بایزید نے کہا کہ تم
میں دل کب ہے اگر تم میں دل ہوتا تو بے شک میں اس کی خبر

دیتا مولانا زکریا نے کہا کہ اول مجھ کو قتل کردو اگر میرے بدن
سے دل نکلا تو بایزید کو مار ڈالنا چاہیے اور اگر دل نہ نکلے تو
بایزید سے کوئی تعرض نہیں بایزید نے کہا کہ یہ دل جس کو تم دل
سمجھ رہے ہو یہ تو بکری کتے اور گائے میں بھی ہے اس گوشت
کے ٹکڑے سے دل مراد نہیں دل اور ہی چیز ہے اس میں عرش و
کرسی دونوں کی سماتی ہے پھر مولانا زکریا کہنے لگے کہ تم دعویٰ
کرتے ہو کہ مجھے قبروں کے حالات معلوم ہے مردے مجھ سے
کلام کرتے ہیں ہم تمہارے ساتھ قبرستان چلتے ہیں دیکھتے ہیں
کہ یہ مردے تمہارے ساتھ کس طرح باتیں کرتے ہیں بایزید
نے کہا کہ اگر تم میں ان کی آواز سننے کی طاقت ہوتی تو میں تم کو
کبر کیوں کہتا۔ بایزید سے جو عقید نہ رکھتا اسے کافر و گمراہ جانتا
اور جو اس کو نہ پہنچانتا اور وحدت وجود کے طریق نہ ہوتا اس
کے ہاتھ کا ذبیحہ نہ کھاتا بایزید بہت سے قول عربی زبان میں
بیان کرتا اور انہیں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف
منسوب کرتا بایزید کا قول ہے کہ زبان سے کلمہ شہادت کہنا اور
اس کی تصوف کرنا شریعت کا فعل ہے تسبیح اور تھلیل اور ہمیشہ
زبان کے ساتھ ذکر کرنا دل کو وسوسہ سے پاک کرنا طریقت کا
فعل ہے اور رمضان کے روزے رکھنا اور کھانا و پینا چھوڑنا
عورت کے ساتھ مجامعت ترک کرنا شریعت کا فعل ہے اور

روزہ نفل رکھنا رزق کم کھانا اور بدی سے باطن کو پاک کرنا
طریقت کا فعل ہے مال کی زکواۃ اور عشر دینا شریعت کا فعل ہے
فقیر اور محتاج اور روزہ دار کو کھانا کھلانا عاجز کی دستگیری کرنا
طریقت کا فعل ہے ہمیشہ حق تعالیٰ کی یاد میں رہنا ماسوئی اللہ کا
پردہ دل سے مٹانا اور دوست کے جمال کا نظارہ کرنا حقیقت کا
فعل ہے۔ کعبہ کا طواف کرنا لڑائی اور گناہ سے حرم میں بچنا
شریعت کا فعل ہے اور دل کا طواف کرنا طریقت کا فعل ہے
اور نفس کے ساتھ لڑائی کرنا فرشتوں کی سی طاعت کرنا
طریقت کا فعل ہے۔ ذات حق کو چشم دل کے ساتھ دیکھنا اور
نور عقل کے ذریعہ سے اس کو ہر جگہ معلوم کرنا اور کسی مخلوق کو
ایذا نہ پہنچانا معرفت کا فعل ہے اور حق کا پہنچاننا اور تسبیح کی
آواز کو سننا اور اس کو سمجھنا اور فضولیات سے بچنا وصال کو سمجھنا
وصلت کا فعل ہے اور اپنی ذات کو حق مطلق میں فانی کرنا اور
باقی مطلق ہو جانا اور واحد کے ساتھ موحد ہونا اور شر سے پرہیز
کرنا توحید کا فعل ہے مسکن اور ساکن ہونا اور حق مطلق کی
صفت اختیار کرنا اور اپنے وصف کو چھوڑنا سکونت کا فعل ہے
اور سکونت سے بالاتر کوئی مقام نہیں قربت اور وصلت اور
وحدت اور سکونت یہ اصطلاحیں خاص اس کی تراشی ہوئی ہیں
وہ ان مراتب کو شریعت اور طریقت اور معرفت سے اعلیٰ جانتا

تھا اور آدمیوں پر ریاضت کرنے کی تاکید کرتا تھا نماز بھی
پڑھتا تھا مگر قبلے کی تعین کا مقصد نہ تھا جدھر چاہتا پڑھ لیتا اور
اس بات پر اس آیت سے استدلال کرتا تھا۔ اَیْنَمَا تُوَ
لُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ یعنی جدھر کو تم منہ کرو وہاں ہی اللہ متوجہ
ہے کہتا تھا کہ پانی کے ساتھ غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے
ہوا لگنے سے بدن پاک ہو جاتا ہے کہتا تھا کیونکہ چاروں عنصر
پاک کرنے والے ہیں اس کا قول تھا کہ جو کوئی خدا کو اور اپنی
ذات کو نہ پہنچانتا ہو تو وہ آدمی نہیں پس اگر ایسا آدمی شریر
ہے تو وہ بھیڑیے اور شیر و سانپ بچھو کے حکم میں ہے اس کا مار
ڈالنا واجب ہے اور اگر نیک اور نماز گزار ہے تو وہ گائے
بکری کے حکم میں ہے اس کا مار ڈالنا جائز ہے اسی لئے اس
نے اپنے متبعوں کو حکم دیا تھا کہ ایسے آدمیوں پر جہاں قابو پاؤ
مار ڈالو اور دلیل اس پر یہ آیت تھا اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ
بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا یعنی وہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان
سے زیادہ گمراہ ہیں اور کہتا تھا کہ جو کوئی خود شناس نہیں زندگی
جاوید سے بے خبر ہے وہ مردہ ہے ایسے شخص کے مال کے
وارث بھی ایسے شخص نہیں ہو سکتے جو خود بھی مردہ ہیں بلکہ اس
کی میراث زندہ کو پہنچتی ہے اس لئے ناداں کے مار ڈالنے کا
بھی حکم ۔۔۔ یا تھا۔ اگر ہندو کو خود شناس پاتا تو مسلمان خود

ناشناس پر اس کو ترجیح دیتا برسوں تک اس نے اس کے بیٹوں
نے راستوں میں لوگوں کو لوٹا ڈاکہ زنی کی اور مسلمانوں سے
مال چھینا ایسے مال میں سے خمس نکال کر بیت المال میں جمع
کرتا جب حاجت ہوتی تو اہل استحقاق کو اس میں سے دے
دیتا اور اس کے تمام بیٹے زنا اور فسق و فجور سے محرز رہتے تھے
موحدوں اور خودشناسوں کے مال سے بچتے اور ان پر ظلم نہ
کرتے تھے بایزید کہتا تھا کہ خدا ناشناسوں کے قتل کے لئے میں
من جانب اللہ مامور ہوں تین بار حق تعالیٰ نے مجھ سے یہ
فرمایا کہ ان لوگوں کو قتل کر مگر میں نے ہتھیار نہ اٹھائے جب
مکرر یہی حکم ہوا تو مجبور ہو کر جہاد کے لئے مستعد ہوا اس کی
تصنیف سے بہت سی کتابیں ہیں عربی فارسی ، ہندی اور پشتو
میں ۔

مقصود المؤمنین ایک کتاب اس کی عربی میں ہے اور
اس کی ایک کتاب کا نام خیر البیان ہے جس کو چار زبانوں میں
لکھا ہے عربی ، فارسی ، ہندی اور پشتو اس کا دعویٰ یہ ہے کہ خیر
البیان کی ساری باتیں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب
کر کے کہی ہیں اسی وجہ سے روشنیان اس کو صحیفہ الٰہی اعتقاد
کرتے ہیں اور حالنامہ اس کی ایک کتاب ہے جس میں اس
نے اپنی سوانح عمری لکھی ہے افغانستان کی پہاڑوں میں ایک

مقام ہے بہتہ پور وہاں پہاڑی پر بایزید کی قبر ہے اس کے پانچ بیٹے تھے شیخ عمر، کمال الدین، خیر الدین، جلال الدین اور نور الدین اور ایک بیٹی تھی جس کا نام کمال خاتون تھا بایزید کے بعد شیخ عمر باپ کا جانشین ہوا پیر روشن کے جتنے اصحاب تھے وہ اس کے پاس جمع ہو گئے کچھ دنوں کے بعد شیخ عمر کا اور یوسف زئی کا بگاڑ ہو گیا یوسف زئی قبیلہ کے پیشوا اخون درویزہ تھے یوسف زئی ایک جگہ جمع ہو گئے دریائے سندھ کے کنارے اپنے مخالفوں پر حملہ کیا اس لڑائی میں شیخ عمر اور اس کے اکثر ساتھی کام آئے ان میں سے دو شخصیتوں کو یوسف زئی نے آگ میں بھی جلا دیا اور اس معرکہ میں شیخ عمر کا بھائی خیر الدین مارا گیا۔ نور الدین میدان جنگ سے نکل کر بھاگ گیا ہشت نگر کے گوجروں نے اس کا بھی کام تمام کر دیا اور جلال الدین یوسف زئی قبیلہ کے ہاتھوں آکر قید ہوا اکبر بادشاہ نے اس کو مع تمام متعلقین کے یوسف زئی قبیلہ سے لے کر رہا کر دیا اور تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ جلالہ چودہ برس کی عمر میں اکبر کے دربار میں آیا تھا کچھ دنوں کے بعد بھاگ کر تیراہ کے پہاڑوں میں گھس کر رہزنی جاری کر دی قافلوں کو لوٹنے لگا راجہ مان سنگھ اور اس کی مدد کو دوسرے افسران شاہی پہاڑوں میں جلال الدین سے لڑنے کو ۹۹۴ھ

میں رہ گئے مگر وہ مغلوب نہ ہو سکا اسے اکبر بادشاہ جلالہ کہا کرتا تھا کابل اور پشاور کا راستہ اس وقت بھی محفوظ نہ رہا کمال الدین اس کا بھائی پکڑا گیا اور اکبر نے دم واپسی تک اس کو قید رکھا چند لڑائیوں کے بعد جب راجہ مان سنگھ نے زیادہ تعاقب کیا تو جلالہ غزنی کی طرف بھاگ گیا اور وہاں قوم ہزارہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اس کا سر اکبر کے حضور میں بھیجا گیا اکبر نامے کی جلد سوم میں حالات ۳۲ و ۳۳ جلوس اکبری کے ضمن میں اس معرکے کو ذکر کیا ہے جب جلالہ مارا گیا تو احداد بن شیخ عمر بن بایزید کو خلافت ملی یہ بھی اپنے اسلاف کے طریقہ کا بڑا پابند تھا جو کچھ مال جہاد سے ملتا اسے بانٹ دیتا اور خمس بیت المال میں جمع کرتا اور پھر ضرورت کے وقت اسے غازیوں میں تقسیم کرتا جو مسلمان اس طریقہ کے پابند نہ ہوتے ان پر جہاد کرنا جائز جانتا تھا۔ ۱۰۳۵ھ میں جہانگیر کے لشکر کے ہاتھ سے مارا گیا اس کے معتقد کہتے ہیں کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اسی احداد کی شان میں ہے ہزاروں افغان اس کے مرید تھے اور اس کو احد کہتے تھے پھر اس کا بیٹا عبدالقادر اس کا قائم مقام ہوا اور یہ شاہ جہان کے دربار میں حاضر ہو کر امرائے شاہ جہانی میں داخل ہو گیا اور ۱۰۴۳ھ میں پشاور میں مر گیا جلالہ کا بیٹا الہداد نامی رشید خانی خطاب اور منصب چار

ہزاری تک سرفراز ہوکر ۱۰۵۸ھ میں دکن میں فوت ہوا اور مؤین میں مدفون ہوا یہ قصبہ اسی کا بسایا ہوا شمس آباد کے قریب ہے۔ (مذاہب الاسلام صفحہ ۵۷۶ تا ۵۸۲)

اینا ہی حال ترجمہ تاریخ فرخ آباد مؤلفہ ولیم آرون میں بھی نقل کیا گیا ہے جس کا جی چاہتا ہو پڑھ سکتا ہے مذکورہ بالا بیان مولوی نجم الغنی خان رام پوری کا تھا اب ائمہ تلبیس یا غارتگران ایمان سے بایزید کے متعلق تحقیق پیش خدمت ہے اس کتاب میں ان مشہور دجالوں کے سوانح حیات ہیں جنہوں نے عہد رسالت سے لے کر آج تک الوہیت، نبوت، میسحیت، مہدویت اوراس قسم کے دوسرے جھوٹے دعوے کر کے ملت حنیفی میں رخنہ اندازیاں کیں اور اسلام کے حق میں مار ہائے آستین ثابت ہوئے اوراس کتاب کو خاکسار ابوالقاسم رفیق دلاوری نے دارالتصنیف لاہور کے لئے مدون کیا۔

اس کتاب کے باب ۵۵ بایزید روشن جالندھری کا عنوان ہے۔ عنوان کے نیچے وہ لکھتے ہیں بایزید ابن عبداللہ انصاری ۹۳۱ھ میں بمقام جالندھر (پنجاب) پیدا ہوا نبوت کا مدعی تھا کہتا تھا کہ جبرائیل امین میرے پاس رب العالمین کی طرف سے پیغام لاتے ہیں اور میں خالق کون و مکان کو اپنی دونوں ظاہری آنکھوں سے دیکھتا ہوں اور بلاتوسل

جبرائیل بھی خدا سے بالمشافہ گفتگو کرتا ہوں بایزید نے اپنا لقب روشن پیر رکھا تھا ایک دفعہ کہنے لگا کہ مجھے غیب سے ندا ہوتی ہے کہ تمہیں سب لوگ روشن پیر کہا کریں چنانچہ اس کے پیرا سے ہمیشہ اسی لقب سے یاد کرتے تھے مگر عامتہ المسلمین میں وہ تارک پیر کے نام سے شہرت رکھتا تھا بایزید صاحب تصانیف تھا بہت سی کتابیں عربی فارسی، ہندی اور پشتو میں مدون کیں اس کی ایک کتاب کا نام خیر البیان ہے جسے عربی، فارسی، ہندی، پشتو، چار زبانوں میں لکھا تھا کہتا تھا کہ خیر البیان کلام الٰہی ہے اس میں صرف وہی باتیں ہیں جو رب العالمین نے مجھے مخاطب کر کے کہیں اسی بناء پر اس کے پیرو اس کے صحیفہ الٰہی ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے اس کی ایک اور کتاب کا نام حال نامہ تھا اس میں اپنے سوانح حیات قلم بند کئے تھے بایزید کلام الٰہی کے حقائق و معارف بیان کرنے میں ید طولیٰ تھا اور لوگوں پر اس کے تبحر علمی کا سکہ جما ہوا تھا اس کے دعوئ نبوت سے پیشتر مرزا محمد حکیم خلف ہمایون بادشاہ صوبہ دار کابل نے اپنے دربار میں علماء سے اس کا مناظرہ کرایا فقہائے کابل جو علوم عقلیہ سے بالکل عاری تھے روایتوں کے اسلحہ سے مسلح ہو کر مقابلہ کو آئے مگر بایزید کے مقابلہ میں محض منقولات سے کام کیا چلتا تھا علماء نے رک اٹھائی اور صوبہ دار اس کی خوبی تقریر اور

زور کلام کی وجہ سے معتقد ہوگیا۔ (آئینہ تلبیس صفحہ ۳۵۶)
مؤلف آگے لکھتے ہیں کہ آپکے اقرباء میں سے خواجہ اسماعیل نام ایک صوفی جالندھر میں مسند ارشاد پر متمکن تھا بہت لوگوں نے اس کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل کیا بایزید نے بھی اس کے حلقہ مریدین میں داخل ہونے کا قصد کیا مگر اس کا باپ عبداللہ مانع ہوا اور کہنے لگا میرے لئے یہ ننگ و عار ہے کہ تم اپنے ہی خویشوں میں سے ایک فرومایہ شخص کے ہاتھ پر بیعت کرو بہتر ہے کہ ملتان جا کر شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کی اولاد میں سے کسی کو اپنا ہادی بناؤ بایزید کہنے لگا کہ شیخی اور بزرگی کوئی موروثی چیز نہیں ہے غرض یہ کہ کہیں بھی مرید نہ ہوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شیطان نے اس پر پنجہ مارا اور تقدس کے دوسرے دکانداروں کی طرح اس کو اپنے حلقہ ارادت میں داخلہ کرلیا اس کے عربی الہام دبستان مذاہب میں درج ہیں جو صاحب ان کو دیکھنا چاہے اس کتاب مذکورہ کی طرف رجوع کریں۔ (آئینہ تلبیس صفحہ ۳۵۶) یہی مؤلف مزید لکھتے ہیں جس طرح ابلیس ہمارے مرزا غلام احمد صاحب کو اپنی نورانی شکل دکھایا کرتا تھا اور یہ بے چارے اس کو اپنا معبود برحق کہا کرتے تھے اسی طرح بایزید بھی ابلیس کے رخ انور کے شرف دیدار سے مشرف ہوکر اس کو (معاذ اللہ) خدائے

برتر سمجھ بیٹھا تھا چنانچہ اسی ادعا و یقین کی بناء پر لوگوں سے یہ سوال کیا کرتا تھا کہ تم لوگ کلمہ شہادت کس طرح پڑھتے ہو وہ کہتے اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا پرستش کے لائق کوئی نہیں تو وہ کہتا کہ جس کسی نے خدا کو دیکھا اور پہنچانا نہیں وہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو وہ اپنے قول میں جھوٹا ہے کیونکہ جو شخص خدا کو نہیں دیکھا وہ اس کو پہنچانتا بھی نہیں مولانا زکریا نام ایک سرحدی عالم نے بایزید سے کہا کہ تمہیں کشف القلوب کا دعویٰ ہے بتاؤ اس وقت میرے دل میں کیا ہے بایزید نے ملحدانہ عیاری سے کام لے کر جواب دیا کہ میں تو یقیناً کاشف قلوب ہوا اور لوگوں کے خواطر و تخیلات سے آگاہ ہوں لیکن تمہارے اندر تو دل ہی نہیں ہے اگر تمہارے اندر دل موجود ہوتا تو میں ضرور اس کی اطلاع دیتا مولانا زکریا نے کہا کہ اس کا فیصلہ آسان ہے یہ قوم کے لوگ سن رہے ہیں تم مجھے قتل کردو اگر میرے سینے میں دل برآمد ہوا تو پھر لوگ تمہیں بھی ہلاک کردیں گے بایزید کہنے لگا کہ یہ دل جس کو تم دل سمجھ رہے ہو یہ تو گائے بکری اور کتے میں بھی موجود ہے دل سے مراد گوشت کا ٹکڑا نہیں دل اور چیز ہے چنانچہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے قَلْبُ الْمُؤْمِنِ اَكْبَرُ مِنَ

الْعَرْشِ وَاَوْسَعُ مِنَ الْکُرْسِیِّ مگر بایزید کا یہ بیان بالکل لغو ہے دل وہی گوشت کا لوتھڑا ہے جو صوفیائے کرام کی اصطلاح میں لطیفہ قلب کہلاتا ہے اور حدیث صحیح میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جس اسی کی اصلاح ہو جائے تو سارے جسم کی اصلاح ہوتی ہے اور جب اس میں فساد رونما ہو تو سارا جسم فاسد ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ یہ دل ہے۔ حضرات صوفیہ طرح طرح کے افکار و اشغال سے اسی قلب کی اصلاح میں کوشاں رہتے ہیں جب یہ اصلاح پذیر ہو جاتا ہے تو اس پر تجلیات الٰہیہ کا ورود ہوتا ہے اور دل معرفت الٰہی کے نور سے جگمگا اٹھتا ہے۔

اسی دل کی آنکھوں سے اہل اللہ خدائے بیچون کو بے کیف دیکھتے ہیں اسی دل پر خواطر و خیالات اسی طرح موجزن رہتے ہیں جس طرح سطح آب پر لہریں اٹھتی ہیں چونکہ بایزید نے جیسا کہ دجالوں کا عام شعار ہے اس سوال کو باتوں ہی میں اڑا دیا مومن کے دل کے عرش سے زیادہ بڑے اور کرسی سے زیادہ وسیع ہونے کا مقولہ جو بایزید نے خیر البشر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف منسوب کیا تو یہ محض افترا ہے یہ پیغمبر خدا علیہ الصلواۃ والسلام کا تو ارشاد گرامی نہیں البتہ ممکن ہے کہ کسی صوفی کا قول ہو اس کے بعد مولانا ذکریا نے کہا کہ تمہیں کشف

القبور کا دعویٰ ہے ہم لوگ قبرستان جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں
کہ کوئی مردہ تم سے ہم کلام ہوتا ہے اس نے کہا کہ ہاں وہ مجھ
سے ہم کلام ہوگا لیکن تم اس کو نہیں سنو گے اگر تم سن سکتے تو میں
تمہیں کبر کیوں کہتا اس جواب پر لوگ کہنے لگے کہ پھر لوگ کس
طرح یقین کریں گے کہ تم حق پرست ہو بایزید بولا کہ تم میں
سے ایک شخص جو سب سے بہتر اور فاضل ہو وہ میرے پاس
رہے اور میرے آئین کے مواقف عبادت و ریاضت بجا
لائے اگر اسے کچھ نفع ہوا تو پھر میرا مرید ہو جائے۔ ہمارے
مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس قسم کی ایک مضحکہ خیز شرط
پیش کی تھی کہ جو کوئی میرا معجزہ دیکھنا چاہتا ہے وہ قادیان آئے
اور نہایت حسن واعتقاد سے ایک سال قادیان میں رہے اس
کے بعد میں معجزہ دکھاؤں گا۔ ملک مرزا نام ایک شخص بایزید
سے کہنے لگا کہ اے بایزید لغو بیانی سے باز آجاؤ اور مسلمانوں
کو گمراہ اور کافر نہ بناؤ اگر کوئی تمہارے پیروی کرے تو بھی اس
کو اختیار ہے اور اگر نہ کرے تب بھی اس کو اختیار ہے بایزید
بولا کہ اگر کسی مکان میں جانے کا ایک ہی راستہ ہو بہت سے
آدمی اس میں سو رہے ہو اور اس گھر کو آگ لگ جائے
اچانک ان میں سے آدمی کی آنکھ کھل جائے کیا دوسروں کو
بیدار کرے یا نہیں؟ لیکن یہ تمثیل صحیح نہیں تھی مسلمان تو پہلے سے

بیدار تھے ان کو خواب گمراہی کا یہ مست بھلا کیونکہ بیدار کر سکتا تھا آں کس کہ خود گم است چہ ارہبری کند لوگوں نے کہا اے بایزید ! اگر حق تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے تو بلا تامل کہو کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آتے ہیں اور میں مہدی ہو لیکن مسلمانوں کو کافر اور گمراہ مت کہو۔ (آئمہ تلبیس صفحہ ۳۵۸) اسی کتاب میں آپ کے قبر کے متعلق لکھتے ہیں بایزید نے جب اکبر بادشاہ کے ساتھ لڑائی کی اور اس لڑائی میں اس کو شکست فاش ہوئی آپ نے دوبارہ از سرنو اکبر بادشاہ کے ساتھ لڑائی کے لئے اپنے آپ کو مشغول ہوا مگر عمر نے وفانہ کی اور موت کے فرشتہ نے پیام اجل سنایا افغانستان کے سلسلہ کوہ میں بھتہ پور کی پہاڑی پر اس کی قبر ہے۔ (آئمہ تلبیس ۳۵۹) اکبر بادشاہ کے ساتھ لڑائیاں بایزید نے لڑی ہیں ان تمام محاربات کی تفصیل اکبر نامہ اور منتخب التواریخ وغیرہ کتابوں میں موجود ہیں اور بایزید کے پوتوں میں سے ایک رحمداد تھا اور احداد کا ایک بیٹا عبدالقادر باپ کا جانشین ہوا لیکن اس نے ترک مخالفت کر کے سلطان شہاب الدین شاہ جہان کے دربار میں حاضر ہوا اور امرائے شاہ جہانی میں داخل ہو گیا جلالہ کا ایک بیٹا الہداد شاہ جہان بادشاہ کی طرف سے رشید خانی خطاب اور منصب چار ہزاری سے سرفراز ہوا (ائمہ

تلبیس (۳۶۲)

ایسا ہی بیان دبستان مذاہب میں ص ۳۰۴ تا ۳۱۱ میں ذکر ہے۔

ادوار خمسہ پشتو زبان میں مولانا عبدالحنان ابن مولانا حمید گل سکنہ غلامان نے ایک رسالہ مرتب کیا ہے اور اس رسالہ پر علامہ قاضی حبیب الحق پرمولی نے حاشیہ مرتب کیا ہے اسی کتاب میں مؤلف لکھتے ہیں " دویم دور یعنی په لسمه صدی ہجری کے بایزید نومے یو سڑے پیدا شه چه دے عبدالله وزیر ستانی زوی وو پلار ئے عالم باعمل وو بایزید هم ذی علم سڑے وو اور پیر شانته جوڑ شوے وو خو عقائد خراب شو گویا کے ابن تیمیه په لار روان شو اور ریاست ئے هم قائم کڑے وو او په مهر ئے دا خط لیکلے وو سبحان الملك الهادی جدا کرو نورازناری هادی المضلین بایزید الانصاری سه کتابونه ئے هم جوڑ کڑی دی لکه خیر البیان اورصراط التوحید په دے کے ورسره ارزانی شاعر هم مدد کڑے وو زکه چه د

هغه هم عقیده وه نو هر کله چه د بایزید عقیده قولا عملاً ظاهره شوه نو سید علی ترمذی (پیر بابا رحمته الله د بونیر) ورسره مقابله او کړه مناظرے هم اوشوے اور جنگ هم اوشو۔ اخر اخون درویزه بن گدائی بابا رحمته الله علیه چه د پیر بابا ماذون وو ورسره هم مقابله او کړه په عالم کے رسوا شو او د یوسف زونه وتختیده (فرار شه) او په پیر تاریك مشهور شه اخون درویزه د دین اسلام خه خدمت کړے دے حنفی المذهب وو تذکره ، مخزن ، ارشاد الطالبین ، ارشاد المریدین وغیره ډیره تصنیفات کړی وو افسوس د اخون صاحب نایاب کتابونه رائج کوی اور د بایزید هغه خرافاتو ته ترویج ورکوی اخون صاحب پیخاور ته قریب دفن دے دهغه په ۱۰۴۸ھ کے شوے دے۔

ترجمہ :۔ دور ثانی عنوان کے تحت صاحب مولف لکھتے ہیں دوسرا دور دسویں صدی ہجری کا ہے اس میں بازیا یا بایزید

نامی ایک شخص پیدا ہوا جو عبداللہ وزیرستان کا بیٹا تھا اس کا والد ایک عالم باعمل تھا بایزید بھی ایک ذی علم شخص تھا اور پیر بنا ہوا تھا لیکن ان کی عقائد خراب ہوئے گویا وہ ابن تیمیہ کے راستہ پر چل پڑے اور ریاست بھی قائم کیا اور مہر پر یہ لکھا تھا سبحان الملک الھادی جدا کردنو راز ناری حادالمعضلین بایزید انصاری۔ کچھ کتابیں بھی تالیف کیں جو خیر البیان اور صراط التوحید ہیں اس عقیدہ میں ارزانی شاعر نے بھی اس کی مدد کی اس لئے کہ اس کا بھی یہی عقیدہ تھا جب بایزید کا قولاً وعملاً عقیدہ ظاہر ہوا تو پیر بابا سید علی ترمذی نے اس کے ساتھ مقابلہ کیا اور مناظرے بھی کئے اور لڑائی بھی ہوئی آخر حضرت اخون درویزہ بابا بن گدائی جو پیر بابا کا ماذون تھا بھی مقابلہ کیا اور پیر تاریک رسوا ہوا اور یوسف زئی سے بھاگ گیا اور پیر تاریک کے نام سے مشہور ہوا حضرت اخون درویزہ بابا نے دین کی خدمت کی ہے اور حنفی المذہب تھا تذکرہ ومخزن الاسلام، ارشاد الطالبین، ارشاد المریدین وغیرہ تصانیف کی ہیں لیکن افسوس حضرت اخون درویزہ صاحب کی نایاب کتابیں کوئی شائع نہیں کرتے اور بایزید کے خرافات کو ترویج دیتے ہیں اور اخون صاحب پشاور کے قریب دفن ہے آپ کی وفات ۱۰۴۸ھ میں ہوئی ہے۔ (ادوار خمسہ صفحہ ۲)

میاں عبدالرشید حضرت اخون درویزہ بابا کا نواسہ
ہے اور ایک صاحب حال فقیر بھی تھا قریب وقت میں اس کا
وصال ہوا ہے آپ کانجو کے رہنے والے تھے اور شاہدرہ
مینگورہ میں سکونت پذیر تھے آپ نے ایک تذکرہ لکھی ہے جس
کا نام تذکرہ علماء کبار ومشائخ عظام صوبہ سرحد ہے آپ نے
اس سلسلہ میں جو تاریخی واقعات اکٹھی کی ہیں اس کے لئے
دور دراز علاقوں کا سفر کیا یہ پشتو زبان میں ہے آپ نے اس
کتاب میں پیر بابا اور اخون درویزہ بابا کے شجرے اور سوانح
عمری پر بحث کی ہے اور دونوں بزرگ ہستیوں کے نسب نامے
بھی لکھے ہیں اور ان کے نواسوں کے نسب نامے اور شجرے
درج کئے ہیں آپ نے بھی بایزید انصاری کے لئے ایک باب
مرتب کی ہے اس کتاب میں لکھتے ہیں ہیا ورته خپل والد
صاحب ہو پیر او خوده چه لاڑ شه اور دغه پیر
صاحب ئے بیعت او کڑه اور د طریقت علم ترے
حاصل کڑه مگر پیر روخان د خپل والد
صاحب خبره او نه منله لکه د نوح علیه السلام
د زوی کنعان په شان د خپل پلار د حکم نه
باغی شو په سیاست تجارت ورپسے شو. د دین
اسلام پر خرابی پسے شو پلار ئے ترے د بے

دینی په وجه بیزاره شو د کفر په وجه ئے په
چاړه اووهه چه مړ شی مگر مړ نه شو بیا جوړ
شو خپل والد صاحب داخپل زوی عاق کړه د
خپل علاقے نه ئے جلاوطن کړه جلال آباد
ننگرهار ته لاړ خو مگر هلته کامیاب نه شو د
جلال آباد نه پیخور علاقے ته راغلو او په
ظاهری شکل شباهت ئے زان او خپل ذاتی
اقتدار د پاره د مذهب په نوم اور مغل پختون
په نامه په پختونخواه کے دننه تحریف شروع
کړه. پختانه خپل دوه رونړه ئے په خپل کور
کے د یو بل نه مخالف کړو اور د یو بل سره په
جنگولو ورو ستو. (تذکرہ علماء کبار و مشائخ صفحہ ۶۲)

ترجمہ:۔ پھر والد صاحب نے اس کو ایک پیر کے متعلق
بتایا کہ جاؤ اور اس سے بیعت کر لو اور طریقت کا علم اس سے
حاصل کر لو مگر پیر روشن نے اپنے والد کی بات نہ مانی اور نوح
علیہ السلام کے بیٹے کنعان کی طرح اپنے والد کے حکم سے باغی
ہوئے اس نے سیاست اور تجارت شروع کی اور دین اسلام
کی خرابی کے درپے ہوا اور والد صاحب اس کے بے دینی کی
وجہ سے بیزار ہوئے کہ یہ کافر ہو گیا تو اس نے چھری سے مارا

مگر ہلاک نہ ہوا اور بچ گیا والد صاحب نے اس کو عاق کیا اور اپنے علاقے سے جلا وطن کرایا پھر وہ جلال آباد و ننگر ہار چلا گیا مگر وہاں کامیاب نہ ہو سکا پھر جلال آباد سے پشاور کو واپس آیا ظاہری شکل و شباہت سے اپنے آپ کو پیر ظاہر کرتا تھا دین اور دنیا کی خرابی اور شر و فساد کا پوشیدہ پروگرام اپنے ذاتی اقتدار اور ہوس کی غرض سے مغل و پشتون کے نام سے پشتونخواہ کے آڑ میں اندر سے تخریب شروع کیا اور ایک دوسرے سے جنگ اور لڑائی کی آگ بھڑکائی۔ اس فتنہ کے مٹانے کے لئے حضرت پیر بابا اور حضرت اخون درویزہ بابا نے پیر تاریک کا فتنے کی آگ کو بجھایا یہی میاں عبدالرشید باچا اپنی کتاب تذکرہ کبار علماء و مشائخ میں حضرت اخون بابا کی وفات کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔ د پیر روخان مریدانو پہ اخون درویزہ صاحب پسے داسے سازش جوڑ کڑہ چہ د پیخوز پہ خار کے د پیر روخان یو خلیفہ ماذونہ زنانہ مریدہ وہ هغے زنانہ پیرے اخون درویزہ بابا د غرمے د روٹی دعوت ورکڑہ روٹی لہ ئے راوست پہ طعام کے ورتہ زهر واچول چہ هغه هغه روٹی اوخوڑہ عین د نماسپخین د مونز پہ وخت کے وفات

شو یعنی د زهرو ورکولو په اثر شهید شو۔
(تذکرہ کبار علماء ومشائخ صفحہ ۸۷)

ترجمہ :۔ پیر روشن کے مریدوں نے حضرت اخون درویزہ کے لئے ایسی سازش بنائی کہ پیر روشن کی ایک مریدنی جو اس کی خلیفہ اور ماذون تھی پشاور میں ان کے ذریعہ آپ کو کھانے کی دعوت دی اور کھانے میں زہر ملایا حضرت اخون درویزہ بابا نے کھایا تو اس زہر کے اثر سے عین نماز ظہر کے وقت اس دار فانی سے وصال فرما گئے اور شہید ہوئے۔ سرن زیب خان سواتی لیونڑی کا باشندہ ہے آپ نے اپنے علاقہ سوات کی تاریخ مرتب کی اور اس کا نام تاریخ سوات رکھا اس کتاب میں وہ لکھتے ہیں۔ پیر روشن دعقیدے تناسخ قائل وو او دا عقیدہ د اسلام د اساس مخالفہ عقیدہ وہ (تاریخ سوات صفحہ ۶۵) پیر روشن عقیدہ تناسخ کا قائل تھا اور یہ عقیدہ اسلام کی بنیاد سے مخالف تھا۔ آگے مزید لکھتے ہیں پیر بابا صاحب او اخون درویزہ صاحب دواڑہ مخلصانہ جدوجہد نہ روستو د پیر روخان دعمل تناسخ تحریک اور عقیدے لہ شکست ورکڑہ او پہ دے شان پختون قام دیو کافرانہ ھندوانی عقیدے د ځپلو نہ بچ شو پختون قام بہ د پیر بابا صاحب دا احسان ہمیشہ یاد ہ ووی پہ ۱۵۸۸ء کے پیر روشن یو زغم ہلے زڑہ پہ تیراہ کی وفات شو۔

(تاریخ سوات صفحہ ۷) پیر بابا اور اخون درویزہ بابا رحمۃ اللہ دونوں کے مخلصانہ جدوجہد کے بعد پیر روشن کے عمل تناسخ تحریک اور عقیدے کو شکست دے دی اس طرح پشتون قوم ایک کافرانہ ہندوانہ عقیدے اپنانے سے بچ گئی پشتون قوم پیر بابا کا یہ احسان ہمیشہ کے لئے یاد رکھے گی اور ۱۵۸۸ء میں پیر روشن ایک دل شکستہ تیراہ کے علاقہ میں وفات پا گئے ۔ تاریخ سوات کے مؤلف نے آپ کی وفات تیراہ بتایا اور اسی علاقہ میں دفن ہوا تذکرہ کبار نے کوئی خاص جگہ نہیں بتائی اور مذاہب الاسلام نے بھتہ پور افغانستان بتایا ہے کہ پیر روشن کا قبر وہاں ہے اس طرح ائمہ تلبیس نے بھی آپ کا قبر بھتہ پور افغانستان بتایا ہے۔ پیر روخان کتاب کے مقدمہ نویس نے جو پیر بابا کے دربار جاکر وہاں سے متاثر ہوکر جو شعر کہا ہے ۔

د روخان قبر په خپل وطن کې ورک دے
پیر بابا ته د کعبې غونډې سجدې کړې

اس شعر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پیر روشن کا قبر کہیں بھی نہیں ہے یہ پیر روشن کا آخری کرامت ہے کہ اس کے قبر کا نام و نشان بھی نہیں ہے کہ لوگ وہاں جاکر اس کے لئے مغفرت کی دعا کریں ۔

محمد آصف خان نے تاریخ ریاست میں بھی لکھا ہے کہ پیر روشن تیراہ میں وفات پا گئے۔ (تاریخ ریاست سوات صفحہ ۵۸)

خوشحال خان خٹک پیر روشن کے متعلق ارمغان میں کہتے ہیں۔

نفس مے آفرید دے هیح غم نه لری د دین
لگ فکر ئے خه دے ډیر دے بدو وته شین
زه درویزه غوندے ایمان خانمه ودته
دے د پیر روخان غوندے د کفر کا تلقین
کوم ساعت چه پیر روخان فساد بنیاد کڑه
افریدو ورسره ټینگ کار د فساد کڑه
آفریدی اورکزی بخره د روخان شو
شپه او ورځ د وی په فساد باندے روان شو

ترجمہ:۔ میری نفس آفریدی ہے اور دین کا کوئی غم نہیں رکھتا۔ تھوڑی فکر بہتر ہے اور زیادہ بدی کے لئے ہے میں درویزہ کی طرح اس کو ایمان سکھاتا ہوں اور یہ پیر روشن کی طرح کفر کی تلقین کرتا ہے۔

افریدی اورکزی روشنایان کا حصہ ہوا رات اور دن یہ فساد کے لئے رواں دواں ہے۔ حضرت اخون درویزہ باباؒ نے اپنی طویل زندگی میں بہت سے پیران باطلہ اور دعویٰ کرنے والوں کے ساتھ حق کی خاطر مناظرے اور بحثیں کی ہیں اور اس سلسلہ میں بہت تکالیف برداشت کرنا پڑا ان پیران میں سے ایک بڑا پیر بایزید انصاری تھا۔ بایزید انصاری کی حالات ہم نے پیش کیں یہ کم علم بہت ذہین تھا لیکن اس کا کوئی مرشد نہ تھا اور خود اپنے آپ کو تصوف میں ایک خاص مقام کا دعویٰ دار تھا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ بہت سی ریاضتوں کی وجہ سے اس کی منہ میں سے ایسی باتیں بھی شامل تھیں کہ وہ شریعت کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتی اور علماء کی نظر میں وہ بے دینی کی باتیں تھیں اگر بایزید اپنے ہم خیال کے دائرہ میں رہتے تو ہوسکتا ہے کہ کسی کی نظر اور دھیان اس طرف نہ لگتا لیکن بایزید کے خیال میں آپ کی باتوں پر یقین ہر ایک پر فرض تھا اور اس نے اس فرض کی تبلیغ شروع کی اور اپنے پیغام کو ہر ایک تک پہنچانا چاہتا تھا ان میں سے حضرت پیر بابا اور اخون درویزہ باباؒ بھی تھے یہ دونوں بزرگ ہشت نگر آئے اور بعض مسائل پر بحث اور مناظرے بھی کئے تو بحث و مناظرہ میں بایزید کی باتیں اور بھی واضح

ہوگئی تو حضرت اخون درویزہ بابا نے پکا ارادہ کیا کہ بایزید کی تعلیم گمراہی کی تعلیم ہے اور عام مسلمانوں کو ان کی گمراہی سے بچانا چاہئے پھر آپ نے تحریر و تقریر کے ذریعہ جتنا ہوسکتا تھا مسلمانوں کو ان کی گمراہی کافی حد تک ختم کیا۔ شاید کہ یہ بات ختم ہوتی لیکن قدرت کو یہ منظور نہ تھا کہ بایزید کے مرنے کے کچھ مدت بعد ان کی اولاد اور مریدوں نے اپنا سلسلہ وسیع کرنا چاہا اور اس کو سیاسی رنگ بھی دیا اور کافی حد تک اس کو کامیاب بنایا اور ان کے خلوص نے تاریخ میں ایک اہم مقام بنایا اور اس کے ساتھ بایزید کا نام بھی زندہ ہوا اگرچہ بایزید کی کتابوں میں اور آپ کے مریدوں اور خلفاء کے اشعاروں میں اس سیاسی تحریک کا کوئی نام نہیں لیکن یہ لڑائی انہوں نے شروع کی تھی اور یہ بایزید کی اولاد تھی اور یہ مرید بھی ان کے تھے اور تاریخ ان کے نام نہیں بھلا سکتے۔ پٹھانوں میں قومیت کا احساس جب پیدا ہوا اور اپنے بزرگوں کی تلاش شروع کی اور پشتون ولی کے راستہ میں بہتے ہوئے خون اس نام کے ارد گرد گھیرا ڈال دیا تھا تو اس کی اولاد کی قربانی لوگ دیکھتے اور ان کی ہمت اور جرات دیکھتے تو اس کے پیچھے اس کا نام چمکتا تھا۔ لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ مغل کی حکومت بہت وسیع افغانستان سے لے کر ہندوستان تک تمام حکومت کے مالک

تھے اگر یوسف زئی قوم کو اس نے مغلوں کے خلاف بھڑکایا تو یہ خسارہ کسی کا تھا نتیجہ صاف معلوم تھا کہ یوسفزئی قوم کو نقصان پہنچتا اور کافی زیادہ نقصان مغلوں کی مخالفت سے یوسف زئی قوم کو ہوا یہ بات تو اپنی جگہ پر ہے کہ خیر البیان بایزید انصاری کی تعلیمات کی بنیادی کتاب ہے اور اس نے اپنی اولاد اور خلفاء کو اس کے پڑھنے کا حکم دیا تھا اور بایزید کے مرنے کے بعد بھی یہ کتاب ایک مقدس کتابوں میں شمار تھی معتقدین اپنے پاس رکھتے اور پڑھتے تھے حالنامہ صفحہ ۳۴۱ میں بھی اس طرح درج ہے۔ اس میں بایزید کی تعلیمات اصلی رنگ میں موجود ہے فقیر یہ بتادے گا کہ بایزید انصاری کے متعلق حضرت اخون درویزہ بابا کس حد تک سچے تھے حضرت اخون درویزہ بابا جن باتوں کی وجہ سے بایزید کو گمراہ کہتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے

(۱) کہ بایزید خیر البیان کو ایک الہامی کتاب مانتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مجھ پر ایسی نازل ہوئی جس طرح حضور علیہ الصلواۃ والسلام پر قرآن مقدس نازل ہوا ہے۔

(۲) بغیر پیر کامل کے اللہ تک رسائی نہیں اور وہ پیر کامل میں ہوں اور میری اقتداء ضروری ہے میں تمہارا سب کچھ ہوں۔

(۳) اس دنیا میں جو کچھ ہیں وہ اللہ ہے۔

(۴) لوگوں شریعت کے نام سے دعوت دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ شریعت کے آگے طریقت ہے۔ اس کو پہچاننا ہے اس نے درجے بنائے ہیں اور کہتے ہیں کہ آٹھویں درجہ میں حلال و حرام سے تم فارغ ہو جاؤ گے اب تمہارے ذمہ شریعت کے احکام پورا کرنا نہیں ہے۔

(۵) قیامت اور حشر نہیں ہے اور روح دوبارہ اس دنیا میں آئے گی اگر مجھے خوش رکھا تو آدمی کے شکل ہوں گے اگر ایسا نہ ہوا تو پھر کتے کی شکل میں رہو گے۔

خیر البیان میں کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جو بایزید کے خیال میں وہ ہر کسی کو دکھانے کے قابل نہیں وہ لکھتے ہیں

ولے سکارہ نہ کہ زما پٹ داغا فلان روا دہ زما وینا او چادہ پہ یگانہ روانہ دہ پہ مشرکان آدمیان كَانَ اللّٰهُ سَاتِراً عَلِيْمٌ بیان دے پہ قرآن اِسْتُرْ ذَهَبَكَ وَ ذِهَابَكَ وَ مَذْهَبَكَ نبی وئیلی دی علیہ السلام (خیر البیان صفحہ ۲۷۸)

ظاہر نہ کرے میرے پوشیدہ راز کو یہ غافل میرا یہ کہنا عاقل لوگوں کے لئے جائز ہے اور مشرک لوگوں کے لئے جائز نہیں یہ قرآن میں بھی ہے بے شک اللہ پردہ پوش اور جاننے والا ہے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے سونے کو

پوشیدہ رکھو اور جانے کو اور مذہب کو۔

ایسی باتیں اس اشارو میں لکھی ہیں اور اکثر وہ بھی عربی زبان میں ہیں اور عربی کے ایسے جملے پشتو کے ساتھ برابری نہیں رکھتے اور ایسی حدیث یا آیت بے ربط اور بے معنی لگتا ہے کیونکہ موضوع کچھ اور ہوتا ہے اور دلیل کچھ اور لیکن بایزید کا دین ان تمام میں پوشیدہ ہے اور ان کی اولاد میں احداد بہت زیادہ ممتاز جانا جاتا تھا۔ (حالنامہ صفحہ ۲۵۸) خیر البیان کے پڑھنے والوں کے لئے ایسی نکات کو زیادہ فکر ہونا چاہئے بایزید نے واضح الفاظ سے یہ نہیں لکھا کہ خیر البیان ایک آسمانی کتاب ہے وہ اس کتاب کو الہامی کتاب تصور کرتا ہے اور اس کو سورہ رحمان کے اوزان بہت پسند تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کے ابتداء میں فرمایا تھا کہ مَا اَنَا بِقَارِیٔ کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔

بایزید نے بھی کہا کہ میں اُمّی ہوں (خیر البیان صفحہ ۱۷) دونوں یکساں معلوم ہوتے ہیں پھر بھی اس کتاب کے متعلق ان کے دعوے ایسے ہیں کہ ایک عالم کو شک میں ڈال سکتا ہے۔ کتاب کے ابتداء میں بایزید کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

نشته په دا زمان پیر کامل بیرون له تا چه
وارث دا انبیائو ئے د ریختنی لار لتختن ئے ته

باور کړه په دا کلام فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ فَسْئَلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۔ بیان دے په قرآن مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَلَهٗ نَظِیْرٌ فِیْ اُمَّتِهٖ هر چه نبی وئیلی دی علیه السلام ۔ (خیر البیان صفحه ۳۳) اس زمانہ میں بغیر آپ کے کوئی دوسرا پیر کامل نہیں آپ تو وارث انبیاء سچے راستے پر لے جانے والے ہو اس کلام کو مانو اگر تم شک میں ہو جو تم پر ہم نے اتارا تو آپ سے پہلے والوں سے پوچھے جو کتاب پڑھتے ہیں بے شک حق تمہارے رب کی جانب سے آیا ہے تم شک کرنے والوں سے نہ ہو جاؤ یہ قرآن کا بیان ہے اور کوئی نبی نہیں مگر اس کا نظیر اس کی کرامت میں ضرور ہوتا ہے جو کچھ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ دونوں جگہوں میں یعنی مِمَّآ اَنْزَلْنَا وَالْحَقُّ دونوں سے بغیر خیر البیان کے کیا ہو سکتا ہے۔ اگر امت میں نبی کا نظیر پیدا ہو سکتا ہے تو یقیناً اس پر وارد شدہ کتاب بھی قرآن کا نظیر ہو گی اور یہی بایزید کا عقیدہ ہے اور خیر البیان کی دوسری عبارت اس سے بھی زیادہ واضح ہے ته اووایه هغه سړی ته چه باور نه کا په دا کلام چه راوړی د خدایه بهتر له دغه کلام که یو یا

ست ریختنی ادمیان اَوْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ بیان دے په قرآن یُؤْمِنُوْنَ بِکِتَابِ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا بِکِتَابِ الْاَوْلِیَاءِ فِیْ كُلِّ زَمَانٍ جَاهِلُ الْاِنْسَانِ بَلْ یَحْسَبُوْنَهٗ كَلَامُ الْبَشَرِ اَنْ یَقْرَأَهٗ بِاطِلٌ بِظَمَانٍ هادی وئیلی دی رحمته د خدی په ده دا کلام ۔(خیر البیان صفحہ ۲۱۶) آپ اس شخص کو کہو جو کہ نہیں مانتا ہے اس کلام کو کہ اللہ سے زیادہ بہتر کلام کو لے آؤ کہ اگر تم اس دعوے پر سچے ہو اور اگر تم شک میں ہو اس پر جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے تو اس جیسا کوئی سورت لے آؤ یہ قرآن میں بیان ہوا ہے وہ ایمان لاتے ہیں انبیاء کی کتب پر نہ اولیاء کی کتب پر ہر زمان جاہل انسان ایمان لاتا ہے بلکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ بشر کا کلام ہے جو غلطی سے شک کی بنیاد پر پڑھے ہادی نے فرمایا ہے اللہ کی رحمت ہے آپ کے کلام پر۔ خیر البیان کا مذکورہ بالا دعویٰ بالکل قرآن کا دعویٰ ہے اور قرآن مجید کے علاوہ اس دعوے کا حق کسی کو نہیں خصوصاً ان الفاظ سے لے آؤ خدا سے اس کلام سے بہتر گویا یہ کلام اللہ سے نازل ہوا ہے اور اگر کوئی شک کرتا ہے تو خدا سے اس سے بہتر کلام لے آویں اس سے زیادہ کفر کرنے کا یہ دوسرا جملہ

ہے کہ ہادی کا اپنے منہ سے یہ بیان ہے۔ یَحْسَبُوْنَ کلام الْبَشَرِ کہ یہ جاہل لوگ خیر البیان کو انسان کا کلام سمجھتے ہیں ۔اگر کسی کتاب کو کلام البشر جاننا جہل ہو تو بے شک علم وہی ہوگی جس کو کلام اللہ کہا جاتا ہے جو بات بایزید کہنا نہیں چاہتا وہ ہمارے زبان سے نکالنا چاہتا ہے بہر حال بات ایک ہے کہ خیر البیان اللہ سے لائی ہوئی کتاب ہے اور جو کوئی اس کو انسانی کلام کہتا ہے وہ جاہل ہے۔اور صرف جاہل نہیں بلکہ سزا کا حقدار ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُوْرِثُ الْکِتَابَ بِاِرَادَتِہٖ عَلٰی عِبَادِہِ الْمُتَصَوِّفِیْنَ مَنْ آمَنَ بِہٖ وَ عَمِلَ بِہٖ وَجَدَ ھِدَایَۃً وَ مَعْرِفَۃً وَالرَّاحَۃً وَ مَنْ لَمْ آمَنَ بِہٖ وَلَمْ یَعْمَلُ بِہٖ وَجَدَ ضَلَالَۃً وَجِھِلُ عَقُوْبَۃً بِلَاظُلْمَانِ. هادی وئیلی دی رحمت د خدای په دے دا کلام ۔ (خیر البیان صفحہ ۲۶۴، ۲۹۵) بے شک اللہ کا یہ ارادہ ہے کہ وہ اپنے صوفی بندوں کو کتاب دیتا ہے تو جس نے اس پر ایمان لایا اور اس پر عمل کیا اس نے ہدایت معرفت اور راحت پایا اور اگر کسی نے اس پر ایمان نہ لایا اور اس پر عمل نہ کیا تو اس نے گمراہی اور جہل کی سزا پائی ہادی نے فرمایا ہے اللہ کی رحمت ہو اس کے کلام پر۔عربی زبان کی غلطیاں ہم چھوڑ دیں گے خیر البیان کی عربی تمام کے تمام غلط

ہے لِمَنْ آمَنَ وَ لَمْ آمَنَ الفاظ پر غور کرو کہ کیا یہ صحیح ہے خیر البیان پر صرف عمل ضروری نہیں بلکہ اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے اور کسی ولی اپنے الہام کے متعلق ایسی بات نہیں کہی اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف الہام شدہ کتاب اور عطا شدہ بھی اور اس کتاب کی عربی بھی غلط ہو تو غلط الفاظوں پر ایمان لانا کس طرح صحیح ہوگا بلکہ اس پر ایمان لانا اور بھی غلط ہے۔ اور سخت کفر ہے۔ صوفیائے کرام کے نزدیک پیر کامل وہ ہے جو شریعت مطہرہ کا پابند ہو اور سالکین اس پیر کامل کی رہنمائی میں سلوک کے وہ تمام منزل طے کریں گے اور پھر وہ سالک مرشد بنے گا تو لوگوں کے لئے رشد و ہدایت دکھانے اور بتانے کا اہل ہوگا اور پھر دوسرے لوگوں کو منزل مقصود تک پہنچانے کا اہل ہوگا تصوف کے اصطلاح میں پیر کامل حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث معلوم نبویہ ہوگا اور باطنی علوم سے لوگوں کو بہرہ ور کرے گا اور جب ایک سالک اس منزل تک پہنچے گا تو اس کا پیر اس کو خلافت سے نوازتا ہے اس کو ماذون بھی کہا جاتا ہے اور یہ نائب اور خلیفہ اپنے پیر و مرشد کا ہوتا ہے۔

حضرت پیران پیر شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ نے اللہ تک رسائی کے لئے سات مقامات بتائے ہیں پہلا مقام

نفس امارہ کا ہے کہ انسان نفس امارہ کا مقابلہ کرے اور اس
سرکش نفس کو اللہ کا مطیع بنائے دوسرا مقام نفس لوامہ کا ہے اس
مقام کو جب انسان پہنچے گا تو وہ شیطانیت سے نکل کر حیوانیت
میں داخل ہوتا کیونکہ کتا اور خنزیر نجس ہے لیکن ان جانوروں
میں تکبر نہیں ہے پھر تیسرا مقام نفس ملہمہ کا ہے اس میں انسان
حیوانیت سے نکلے گا اور انسانیت کے ادنیٰ درجے کو پہنچے گا پھر
چوتھا مقام نفس مطمئنہ کا ہے اس مقام کے طے کرنے سے
انسان کو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اور وہ خواب میں انبیاء
و اولیاء کے مزارات کو مشاہدہ کرے گا پھر پانچواں مقام نفس
راضیہ کا ہے وہ اللہ سے راضی ہوتا ہے اور اللہ کی طرف سے
رضا بر قضا ہوتا ہے پھر چھٹا مقام نفس مرضیہ کا ہے تو جب اللہ
اس سے راضی ہوتا ہے تو یہ بھی اللہ سے راضی ہوتا ہے رَضِیَ
اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ
سے راضی ہیں اس کے بعد ساتواں مقام نفس کاملہ کا ہے یعنی
یہ اب پورا انسان ہے اور یہ وہ انسان ہے جو کامل عبد ہوگا اور
اللہ کا نائب ہوگا اور یہ وہی انسان ہے جو اللہ پاک نے ملائک
پر فخر کیا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً کہ میں زمین
میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ لیکن بایزید انصاری کے
نزدیک پیر کامل وہ ہے جو سات درجوں سے نکل کر آگے

مسکنت کے مقام پر ہوتا ہے اور یہ درجات اس نے خود ساختہ مقرر کی ہیں صوفیائے کرام کی کتب میں یہ نہیں پایا جاتا کہ مسکنت کا مقام تمام سے اوپر ہے جس کو پیر کامل کہا جاتا ہے۔ خیر البیان میں وہ لکھتا ہے مسکین ایک ہے اور ہر ایک اس کا محتاج ہے۔ (خیر البیان صفحہ ۲۴۳) خیر البیان کے ابتدائی اوراق میں رقم طراز ہے عَامِیُوْنَ النَّاسَ مَرِیْضَۃٌ وَ شَیْخُ الْکَامِلِ طَبِیبَۃ وَ ذِکْرُ الْخَفِیِّ دَوَاءٌ مَنْ یُحِبُّ الذِّکْرُ الدَّائِم فَصِحَّۃَ مِنَ الْمَرَضِ وَ مَنْ شَکَّ بِہٖ فَقَدْ کَفَرَ نبی و یکلی دی علیہ السلام۔ خیر البیان صفحہ ۲۳) عام لوگ مریض ہیں اور شیخ کامل طبیب ہے اور ذکر خفی دوائی ہے جو ذکر سے ہمیشہ محبت رکھتا ہے تو وہ بیماری سے شفایاب ہوگا اور جس نے اس میں شک کیا وہ کافر ہوا جب یہ کتاب خیر البیان الہامی کتاب ہو تو اس پر ایمان لانا فرض ہوگا تو کیا اللہ تعالیٰ عربی سے ناواقف تھا کہ بایزید کو ان الفاظ سے مخاطب کرتا عامیون عربی میں کونسا لغت ہے پھر صفت اور موصوف میں مطابقت ضروری ہے تو کیا موصوف مذکر ہوگا اور صفت مؤنث ہوگی پھر شیخ کامل مذکر ہے اور طبیبۃ مؤنث اس کے لئے طبیعت صفت آسکتی ہے نہ کہ طبیعۃ پھر اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نسبت بھی کیا حالانکہ

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّداً فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (مشکواۃ) جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا اس کو چاہئے کہ اپنے لئے ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرے۔ تو کیا یہ حدیث جہنمی ہونے بایزید کے لئے کافی نہیں اس خیر البیان کے متعلق حضرت اخون درویزہ باباؒ تذکرہ الابرار میں لکھتے ہیں ایں ملعون کتاب را تصنیف کردہ بعضے کلمات اور ابزبان عربی بلا ادراک ترکیب و ترتیب جمع آوردہ ناموزون و ناموافق افتاد بحرے کہ طبائع اہل علم ازاں متنفر میگردد و آں را خیر البیان نام بردہ و چوں مملو از کفر و الحاد مشحون از افترا و فساد بودہ فقیر آن را شر البیان نمیدہ و اگر خیر البیان نامند ہم مناسب است۔ (تذکرۃ الابرار و الاشرار)

اس معلون نے ایک کتاب تصنیف کی اس میں بعض کلمات عربی بغیر ناواقفیت ترکیب نحوی اور ترتیب کے جمع کر دیئے ہیں اس کے بعض کلمات فارسی بعض افغانی اور بعض ہندی ہیں لیکن ان میں سے تمام کلمات اس حد تک ناموزوں اور ناموافق ہیں کہ ان سے اہل علم کی طبیعت متنفر ہوتی ہے اور اسی کا نام خیر البیان رکھا اور چونکہ وہ کفر والحاد اور افترا اور فساد سے بھری ہوتی ہے فقیر نے اس کا نام شر البیان رکھا اور

اگر خر البیان رکھا جائے تو بھی مناسب ہے۔ ہمارے علاقہ صوبہ سرحد میں ایک مذہبی فرقہ کا داعی ہے اس کا نام محمد طاہر ہے اور موضع پنج پیر کا رہنے والا ہے جو صوابی کے قریب ہے محمد طاہر صاحب مولانا نصیر الدین غورغشتوی کا شاگرد ہے اور حسین علی واں بھچران کا بھی لیکن اس پر زیادہ رنگ واں بھچران کے حسین علی کا ہے۔ حسین علی نے بھی ایک کتاب بلغۃ الحیران لکھی ہے اور اس کتاب میں اہل سنت کے عقائد کے خلاف اور فرقہ معتزلہ کی تائید میں زیادہ مسائل لکھی ہیں ابتداء میں مبشرات کے عنوان سے حضور انور صلی اللہ علیہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہتک آمیز باتیں لکھی ہیں۔ درود شریف کے لئے واہ و شاباش الفاظ لکھے ہیں اور یہ بات اس نے ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی کے تحت لکھی ہے اور اس خیال کو افضل التراجم کے مؤلف نے ظاہر کیا ہے کیونکہ افضل التراجم محمد طاہر کا شاگرد ہے۔ محمد طاہر پنج پیر نے مشہور و منکور میں بایزید انصاری کو موحد اور اتباع سنت لکھا ہے وہ لکھتے ہیں" پہ هر ملک او هره زمانه کښے د توحید و سنت داعیان په دے '' ...ھونو او په رنګ رنګ تهمتونو باندے بهتیانو اور مشرکانو ملایانو متهم کړیدی خصوصا په پښتنو کښے عام حق

پرست په سختو تکليفون مبتلا شوی دی لکه
بايزيد بن عبدالله انصاری المولود ۹۳۲ھ
المتوفی ۹۹۲ھ مصنف د صراط التوحيد اور
خير البيان دے چه دے داعی د توحيد او
سنت وو کتابونه ئے په دے گواه دی د زمانے
باطل پرستو ملايانو د لاسه قتل شه او مال ئے
تالا کړے شه (منثور صفحه ۷) ہر ملک اور ہر زمانہ میں توحید
وسنت کے داعی رنگ رنگ کے الزامات اور تہمتیں بدعتی اور
مشرک مولوی حضرات نے لگائے ہیں خصوصاً پشتونوں میں
عام حق پرست سخت تکالیف میں مبتلا ہو گئے ہیں مثلاً بایزید
انصاری پیدائش ۹۳۲ھ اور وفات ۹۹۲ھ ہے صراط التوحید
اور خیر البیان کے مصنف ہے یہ توحید اور سنت کے داعی تھے
کتابیں اس پر گواہ ہیں زمانہ کے باطل پرست مولوی حضرات
کے ہاتھوں قتل ہوا اور مال اس کا لوٹا گیا۔

السیف المسیر علی اتباع بلا فنجفیر ایک کتاب ہے اس
کتاب میں محمد طاہر کے ساتھ علماء اہل سنت نے جو مناظرے
کئے ہیں ان تمام مناظروں کی تفصیل شائع کی ہے۔ یکم مئی
۱۹۶۵ء میں ڈاک بنگلہ میں مناظرہ مقرر ہوا اس مناظرہ کے
لئے دور دراز علاقوں سے علماء تشریف لائے تھے ڈی سی

صاحب کے سامنے مولانا حمد اللہ صاحب ڈاگئی اور محمد طاہر صاحب پنج پیر اور مولانا گل بادشاہ صاحب طورو مردان ثالثی کے لئے مقرر ہوا اس میں مختلف مسائل پیش ہوئے اور درمیان میں مولوی حمد اللہ صاحب ڈاگئی نے ڈی سی کے سامنے یہ کہا کہ تمہارے علاقہ میں کوئی شخصیت عرصہ دراز سے بزرگی میں مشہور رہا اور لوگوں کا اس پر اعتماد ہوا اور لوگ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھے آج ایک آدمی کھڑے ہو جائے اور اس بزرگ ہستی پر بدعتی اور نامناسب نسبتیں اس کی طرف منسوب کرے ان باتوں کو کون برداشت کرے گا اور اگر کوئی برداشت کر سکتا ہے لیکن میں یہ ہرگز برداشت نہیں کرسکتا۔ اس طرح ایک آدمی عرصہ دراز سے لوگوں کے درمیان بدنام ہو اور لوگ حقارت کی نظر سے اس کو دیکھے اور اسے یہ کہے یہ موحد اور داعی سنت تھا یہ کون برداشت کرے گا یہ ملا فنج فیر حضرت سید علی ترمذیؒ المعروف بہ پیر بابا اور اخون درویزہ بابا جو حضرت پیر بابا کا خاص مرید تھا متعلق لکھتا ہے کہ یہ بدعتی اور مشرک مولوی تھے اور بایزید بن عبداللہ انصاری المعروف بہ پیر تاریک کے متعلق لکھتا ہے کہ یہ داعی توحید اور موحد آدمی تھا۔ بلکہ جو بھی وطن میں بدنام لوگ ہیں لوگوں کے سامنے ان کو نیک آدمی ظاہر کرتے ہیں اور ان کی عقائد کی تشہیر کرتے ہیں جیسا کہ محمد

بن عبدالوہاب بخدی ہے علماء عرب و عجم کی اجماع اس پر ہیں
کہ وہ خارجی ہے اور ان کے نزدیک یہ مردود ہے اور اس
کے عقائد خراب تھے اور یہ کہتا ہے کہ وہ اچھا آدمی تھا اور اس
کو بڑے القاب و اداب سے یاد کرتا ہے۔ ملا فنجفیر نے پہلی
بات سے انکار کیا لیکن مولوی حمد اللہ صاحب ڈاگی بھی عجیب
شخصیت ہے اس فرقہ کے بیخ کنی کا سامان اس کے پاس ہر
وقت تیار رہتا ہے فوراً کہا کہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا قلندر
ہرچہ گوید دیدہ گوید ملا فنج فیر کی منشور منکور کو نکالا اور صفحہ سات
سے مندرجہ بالا عبارت پڑھا۔ جب مولانا صاحب نے یہ
عبارت پیش کی تو محمد طاہر فنج فیر کی طبیعت کچھ پریشان ہوئی
اور کچھ وقفہ کے لئے سوچا پھر ایک مضحکہ خیز توجیہ سے دھما کہ کیا
اور اپنے عیاری کا ثبوت دیا۔ کہ میں نے اس عبارت میں پیر
بابا اور اخون درویزہ بابا کا نام نہیں لیا ہے مولانا صاحب نے
کہا کہ کیا آپ کو معلوم نہ تھا کہ اس وقت پیر تاریک کے سات
کس نے مقابلہ کیا تھا تاریخ سے بھی معلوم ہے اور لوگوں کو بھی
تواتر سے معلوم ہے کہ پیر تاریک کے ساتھ یہ مقابلہ حضرت
اخون درویزہ بابا نے کیا تھا ثالث مولا سید گل بادشاہ صاحب
طورو مردان نے کہا کہ یہ تو آپ نے بہت بڑی غلطی کی ہے یہ
تو ان کی ہمت تھی کہ انہوں نے پیر تاریک کا گندہ لٹریچر لوگوں

کے گھروں سے نکالا۔ فتح فیر مولا صاحب نے کہا کہ یہ ایک کتاب جرمن سے پشاور یونیورسٹی کو آئی اور انہوں نے شائع کی ہے میں نے اس کی موافقت میں یہ لکھا ہے مولانا صاحب کہا کہ معتمد کتابوں میں اگر تمہارے مسلک کے خلاف کوئی بات ہوتو تمہارا صاف جواب یہ ہوتا ہے کہ یہود نے اپنی طرف سے یہ باتیں داخل کی ہیں اور اپنے ثبوت کے لئے جرمن کی کتاب بھی حجت مانتے ہیں۔ برین عقل ودانش بباید گریست۔
(السیف المسیر صفحہ ۴۲)

اس کے بائیس سال بعد محمد طاہر پنج پیر کے صاحبزادے محمد طیب نے جون ۱۹۸۶ میں اِزَالَۃُ الْاَوْھَام نامی رسالہ مرتب کر کے شائع کیا اس رسالہ میں اس نے لکھا ہے " کہ بایزید انصاری د مغلو خلاف د پختنو مرستہ اوکڑہ نو ھغوی ئے کافر کڑو بچی ئے ورلہ حلال کڑہ دھغہ بدن ئے اسونہ پورے اوتڑل او زرہ زرہ ئے کڑہ اور خزہ ئے ورلہ ہو ڈم تہ پہ نکاح ورکڑہ. (ازالۃ الاوھام صفحہ ۶)

بایزید انصاریؒ مغلو کے خلاف یوسف زئی قوم کے لئے مغل کے ساتھ جنگ کی تو اس وقت کے علماء نے اس کو کافر کہا اور اس کے بچوں کو ذبح کیا اور بدن کو گھوڑوں کے

ساتھ باندھا اور ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اس کی عورت کو ایک ڈھول بجانے والے کی نکاح میں دیا۔

محمد طیب صاحب کے اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ بایزید انصاری ایک حق پرست تھا اور یہ بھی لکھا کہ اس کے بدن کو گھوڑوں کے ساتھ باندھا اور ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اس کی عورت ایک ڈم کو نکاح میں دیا اس بیان میں غلطی ہے اس لئے بایزید نے مغل کے ساتھ لڑائی کی اور لڑائی سے بھاگا جیسا کہ مذاہب الاسلام سے فقیر نے پہلے بیان کیا ہے کہ وہ افغانستان بھتہ پور گیا اور وہاں فوت ہوا وہاں اس کی قبر ہے اس میں یہ نہیں کہا کہ اس کو کسی نے مارا ہے یہی بات ائمہ تلبیس میں بھی ہے کہ بایزید کا قبر بھتہ پور افغانستان میں ہے اس میں بھی یہ نہیں کہا کہ کسی نے اس کو قتل کیا ہے صرف سرن زیب خان سواتی نے تاریخ سوات میں لکھا ہے کہ وہ تیراہ مغلوں کی فوج نے مارا ہے لیکن یہ بات غیر تحقیقی ہے سرن زیب صاحب نے اس معاملہ میں تحقیق نہیں کی پھر یہ افسانہ کہ لوگوں نے اس کے بدن کو ٹکڑے کیا اور قتل کرنے سے پہلے گھوڑوں سے باندھا شاید یہ بات اس کے کان میں ہمزاد نے بتائی ہو۔ اور ڈم کے ساتھ نکاح کا افسانہ بھی عجیب ہے یہ تو اچھی بات نہیں جب اس فرقے کا مذہب بزرگوں کے خلاف ہے تو وہ

بزرگوں پر تہمت نہیں لگائیں تو کیا کریں گے۔

فقیر نے محمد طاہر صاحب اور اس کے صاحبزادے محمد طیب کا حوالہ دیا کہ انہوں نے بھی بایزید انصاری کو نیک اور بزرگ ثابت کیا ہے۔ حالانکہ روشنائی تعلیمات سے متاثرین کا اجماع ہے کہ وہ وحدت الوجود کا قائل تھا اور وحدت الوجود مسئلہ کے بانی شیخ محی الدینؒ ابن العربی ہے جو فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم و احکام القرآن کے مؤلف تھے۔ ابن تیمیہ نے اس پر زندیق کا فتویٰ دیا تھا اس بات پر کہ وہ وحدت الوجود کو مانتا ہے تو جب بایزید بھی وجودی ہے تو کیا یہ فتویٰ بایزید پر نہیں لگ سکتا یونکہ اس فرقے کا امام ابن تیمیہ ہے۔ یہ منطق بات ہماری سمجھ میں نہیں آسکتی حضرت اخون درویزہ باباؒ کے ساتھ سوات کا ٹیلی منگورہ میں ایک مناظرہ مقرر ہوا تھا اور وہ بھی حضرت اخون درویزؒ باباؒ نے جیت لیا ہم اس کو مناظر کہے یا اخون درویزہ باباؒ کی کرامت سوات کے ایک نامور ادیب تاج محمد خان زیب سر صاحب مرحوم اودلخیل برہ بانڈی سوات نے اپنی کتاب عروج افغان جو ایک تاریخی کتاب ہے اس میں پیر روشن یعنی تاریک کے متعلق پورا مضمون بیان کیا ہے اس مضمون میں آخری اشعار اس مناظرے کے متعلق ہے وہ کہتے ہیں۔

روشن اوونیل اخون ته په دا شان
زما او ستا به معلومیگی په میدان

پیر روشن نے اخون درویزہ بابا کو اس طرح کہا کہ میرا اور آپ کا میدان پر ہار جیت ہوگی۔

چه صبا د کاټیلی کلی په خوا کے
یا به ته اوبه خکاره کړے په صحرا کے

کہ کل تم کاٹیلی گاؤں کے قریب صحرا میں پانی نکالو گے۔

یا به زه کړمه زرغونی د زمکے آب
ته به پاتے شے عاجز او لاجواب

یا میں زمین سے پانی (چشمہ) نکالوں گا اور تم عاجز اور لاجواب رہ جاؤ گے۔

اخون وے ستا په وینا عمل دے
زما ستا سره وعده ده خدائی م مل دے

اخون درویزہ نے کہا کہ میرا آپ کے کہنے پر عمل ہے میرا آپ کے ساتھ وعدہ ہے اللہ میرے ساتھ ہے۔

روشن خخ د شپے خگونه د اوبو کڑه
په صباله ئے سوری هم په سوبنو کڑه

پیر روشن نے رات کو پانی کے مشکیزے زمین میں دفن کیے اور پھر کل اسی مشکیزے میں عصاء کے تیر سے سوراخ کیے

په یو دم اوبه د زمکے راخکاره شوے
روخان اووے منصوبے زما پوره شوے

اسی وقت زمین سے پانی نظر آئے ور پیر روشن نے کہا کہ میرے منصوبے پورا ہو گئے۔

اخون هم د خپله خدایه اوکڑه سوال
داوبو چینه جاری کڑه ذوالجلال

حضرت اخون درویزہ نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اے اللہ پانی کا چشمہ جاری فرما

د روخان خیگونه وچ شو یو دم
د اخون د چینے جوش شو په یو لس

پیر روشن کے مشکیزے ایک دم خشک ہو گئے اور

حضرت اخون درویزہ کا چشمہ دس گنا زیادہ ہوا۔

هغه زائی کڑه برسیره په هنر
کڑه خِگونه نے د خٹو رابهر

اس جگہ کی کدائی کے ہنر کے ساتھ اور اسی مشکیزوں کو کیچڑ سے باہر نکالا

داخون چینه په زائی ده هغه شان دی
موجود دَ اباسیند ہکے کبان

اخون درویزہ کا چشمہ اسی طرح اپنی جگہ پر ہے اور دریائے سندھ کے مچھلی اس میں موجود ہیں۔

پیر روخان د سوات د ملک نے هزیمت لاڑ
هشتنغر نه شرمنده او ملامت لاڑ

پیر روشن نے علاقہ سوات میں شکست کھا کر چلا گیا اور ہشت نگر کو شرمندگی کی حالت میں ملامتی کے ساتھ گیا یہ ایک زبردست بڑی حیرت انگیز کرامت ہے کہ وہ چشمہ اب بھی امان کوٹ (پرانا نام کا ٹیلئی) (عروج افغان) میں موجود ہے اس کا میٹھا اور دریائے سندھ کا پانی ہے اتنا زیادہ پانی اس چشمے میں موجود ہے کہ اگر کوئی اس پانی سے پن چکی چلا سکتی

ہے تو بھی صحیح ہے فقیر نے بھی اس چشمے کو مشاہدہ کیا ہے کرامت جتنی زیادہ خلاف عادت ہو وہ زیادہ قوی مانی جاتی ہے کیونکہ کرامت کی تعریف یہ ہے کہ کرامت خرق عادت کو کہا جاتا ہے اور خرق عادت کا معنی ہے خلاف عادت تو جو کرامت جتنی زیادہ خلاف عادت اور عقل سے جتنا بعید ہو وہی کرامت زیادہ قوی مانی جاتی ہے تو کرامت سے چشمہ نکالنا یہ حضرت اخون درویزہ باباؒ کی کرامت ہوئی ہمارے زمانہ میں بھی کانزا بابا جی شنگلہ کوہستان نے بھی کئی چشمے نکالے ہیں اس طرح بعض کوہستان علاقوں میں پانی کی قلت کی وجہ سے وہاں لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر بعض پیران صاحبوں نے اپنی کرامات سے ایسی چشموں کے نکالنے کی کرامات زیادہ ظاہر کی ہیں۔ حضرت اخون درویزہ بابا نے پیر تاریک کو شیطان صفت لکھا ہے وہ لکھتے ہیں'' این شیطان صفت چونکہ عالم بودہ چنداں مکر و تلبیس نمودہ کہ سائر اعمال شریعت پیشہ گرفتہ وخود راہ متشرع ساختہ واز اقوال ماتقدم انکار نمودہ حتیٰ کہ سائر مردم را براو شفقت آمدہ''

یہ شیطان صفت چونکہ عالم تھا اس لئے اس نے اس قدر مکر و تلبیس ظاہر کیا تھا کہ تمام اعمال شریعت کے مطابق تھے اور اپنے آپ کو شریعت کے مطابق بنایا تھا بزرگوں کے اقوال

سے انکار کرتا تھا یہاں تک کہ لوگوں کو اس پر شفقت آتی تھی۔
تذکرۃ الابرار میں لکھتے ہیں کہ اگر در این ایام حضرت شیخنا
درین حدود بنودے معلوم نیست کہ فردے ازیں افراد ایں
مردم مسلمان ماندے زیرا کہ ایں لعین در دلائل عقلی بحد غلو نمودے کہ ہیچ کدام از علماء از طریقہ بحث و جدال را با
او میسر نہ نبودے''

اس زمانے میں ہمارے شیخ ان حدود میں نہ ہوتے
معلوم نہیں کہ ان لوگوں میں سے کوئی ایک فرد بھی مسلمان باقی
رہتا اس لئے یہ لعین دلائل عقلی میں اس حد تک غلو کرتا تھا کہ
کوئی بھی عالم بحث میں اس پر قابو نہیں پا سکتا تھا۔

حضرت اخون درویزہ باباؒ نے پیر تاریک کو ملعون اور
قرآن و حدیث کا منکر بتایا ہے وہ اپنی کتاب تذکرۃ الابرار
والاشرار میں لکھتے ہیں ''ایں ملعون و اتباع او از قرآن ربانی
و احادیث نبوی منکر اند اما از برائے عوام ایام را امید خود کنند
آیت و احادیث بر زبان رانند چوں ایں کفار مملوء از مکر و
تلبیس اند در بعض اوقات بر ظاہر شریعت روند و در باطن بر کفر
حقیقی معتقد می باشند۔''

یہ معلون اور اس کے ماننے والے قرآن اور
احادیث نبوی کے منکر ہیں لیکن اس بناء پر کہ عوام کو شکار کریں

آیت اور احادیث زبان سے پڑھتے ہیں چونکہ یہ کفار مکر و فریب سے بھرے ہوئے ہیں بعض اوقات ظاہر شریعت پر عمل کرتے ہیں اور باطن میں کفر حقیقی کے معتقد ہیں۔ حضرت اخون درویزہ باباؒ نے اتنا عظیم کام کیا ہے کہ مسلمانوں کو ایسے گمراہ پیر کے پنجے سے آزاد کئے ہیں اور ان کا طلسمی جادو کو پاش پاش کیا۔

حضرت اخون پنجو بابا بھی پیر تاریک کے سخت مخالف تھے اور اس نے تاریکی تحریک کے رد میں پورا حصہ لیا تھا اور حضرت اخون درویزہ باباؒ کے ساتھ اس کے خلاف شریک تھے۔ تحفۃ الاولیاء جو حضرت شیخ عبدالوہاب اخون پنجو بابا کے مناقب ہیں شمس العلماء قاضی مولوی میر احمد شاہ رضوانی پشاور پروفیسر سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور نے اسی کتاب میں احوال پیر تاریک پر ایک عنوان دیا ہے۔

''احوال پیر تاریک علیہ اللعنۃ کہ پیر سرمست اباحی بودہ'' اس عنوان کے تحت وہ لکھتے ہیں۔ تاریکی اول و اعظم لعنۃ اللہ علیہ بازید نام داشت کہ پسر عبداللہ اورمڑ واصل باشند شہر کانڑی کرم بود کہ در ملک وزیرے است در شہر کالنجر از ملا سلیمان علم تناسخ و وحدت الوجود اموختہ گمراہ شد بود و کتابے در عقائد فاسدہ خود بہ چہار زبان یعنی عربی و فارسی و افغانی و

هندی تصنیف کرده نامش خیرالبیان نهاده بود در پشاور آمده
درمیان افغانان غوریه خیل ومهمندزی هشت نگر رسوخ پیدا کرد
و بیدینی ولا مذہبی و بیباکی رادر مردم شیوع دادو باعلماء حقانی
مباحثه شروع کرد حضرت پیر بابا بونیر و حضرت اخون درویزه
علیه الرحمه بمقام کلہ ڈھیر ہشت نگر باوے بسیار مباحثه کردند
لیکن دلش سیاه بود ترک کفر نه کرد مردم افغانان رابه او بسیار
میلان پیدا شده بود اور ایشان رابر بغاوت اکبر بادشاه
برانگیختہ کوہیان ساده لوح خیبر و تیراه یعنی آفریدی و اورک
زئی همه رابه خود متفق ساخته بتارج و غارت قافله ها و ممالک پر
داخت محسن خان که از طرف اکبر بادشاه صوبه کابل بود برائے
مدافعت تاریکی آمد و تاریکیان را شکست داد و بازید دو همان
جنگ زخمی شده به هشت نگر آمده مردار داخل دارالبوار شد در
موضع مامن زئی که متصل گلوزئی درمیان راه اکبر پوره و پشاور
است او رادر صندوقے انداخته فی النار والسقر کردند و گنبدے
بلند از خشت و صاروج برو ساختند چنانچه آن گنبد تا حال
موجود است لیکن پسرانش بازآں صندوق را ازینجا کشیده لاش
در دریا اٹک انداختند ۔ (تحفة الاولیاء صفحه ۱۴۶۳)

ترجمہ :۔ تاریکی اول اور اعظم لعنة اللہ کا نام بازید تھا
اور عبداللہ کا بیٹا تھا اور اصل باشندہ ارمڑ کانڑی گرم کا تھا جو

وزیرستان علاقہ میں ہے۔ کالنجر شہر میں ملا سلیمان سے علم تناسخ اور وحدت الوجود سیکھا گمراہ ہوا (وحدت الوجود تمام صوفیاء کرام کا متفقہ مسئلہ ہے لیکن پیر تاریک نے اس وحدت الوجود کے آڑ میں عقائد فاسدہ کو رواج دیا) اور ایک عقیدہ فاسدہ میں خود چہار زبانوں یعنی عربی و فارسی و افغانی و ہندی میں تصنیف کی اس کتاب کا نام خیر البیان رکھا پشاور میں آئے تو افغانان غوریہ خیل و مہمندزئی و ہشت نگر میں اثر و رسوخ پیدا کیا تو بیدینی اور لامذہبی اور بے باکی کو لوگوں میں پھیلا دیا اور علماء حقانی سے مباحثہ شروع کیا حضرت پیر بابا بونیر اور حضرت اخون درویزہ بابا علیہ الرحمت کلہ ڈھیر ہشت نگر کے مقام پر اس کے ساتھ زیادہ مباحثے کئے لیکن اس کا دل کالا تھا تو کفر کو نہ چھوڑا۔

تو بہت سے پٹھان لوگ آپ کی طرف مائل ہوئے تو اس نے اس سے فائدہ اٹھا کر اکبر بادشاہ کی مخالفت پر آمادہ کئے پہاڑی سادہ لوح اور خیبر اور تیراہ یعنی آفریدی واورکزئی تمام کو اپنے ساتھ متفق کئے دوسرے ملک کے قافلوں کو لوٹے محسن خان جو صوبہ کابل کا گورنر تھا اس نے پیر تاریک اور اس کے حواریوں کو شکست دے دی اس جنگ میں وہ زخمی ہوئے اور ہشت نگر آئے وہاں مردار ہوا اور ہلاکت

کی جگہ داخل ہوا امان زئی گلوزئی پشاور اور اکبر پورہ کے درمیان میں اس کو صندوق میں بند کر کے داخل جہنم کیا اس پر بڑا گنبد بنایا گیا جو اینٹوں اور صاروج کا بنا ہوا ہے اور ابھی تک موجود ہے بعد میں ان کے بیٹوں نے وہی صندوق وہاں سے نکالا اور دریائے اٹک میں پھینک دیا۔ یہ تاثرات حضرت عبدالوہاب المعروف اخون پنجو بابا کے تھے اس کتاب میں پیر تاریک کے قبر کا پتہ گلوزئی بتایا اور یہ بتایا گیا کہ اس پر گنبد بنا ہوا ہے وہ جگہ گنبد کے نام سے مشہور ہے یہ بھی پتہ چلا کہ اس کی لاش نکالا گیا ہے واقعی اگر کوئی وہاں جائے تو گنبد ویران معلوم ہوتا ہے اور لوگ وہاں مویشی باندھتے ہیں۔

ڈاکٹر ام سلمٰی گیلانی نے پی ایچ ڈی پنجاب یونیورسٹی کے لئے ایک مقالہ لکھا وہ مقالہ محدث کبیر حضرت شاہ محمد غوث پشاوری ثم لاہوری کی دینی وعلمی خدمات کے متعلق ہے اور اس کا نام شاہ محمد ہے اس کتاب میں تحریک سید علی ترمذی کا ایک عنوان مرتب کیا ہے اس میں وہ لکھتی ہے ''دسویں اور گیارہویں صدی ہجری میں تحریک روشنائی کمال عروج پر تھی بے راہ روی اور امر شرعیہ کے کھلے بندوں مخالفت اور اسلامی اقدار کی اصل روح مسخ ہو رہی تھی ایرانی شیعیت کے زیر اثر فقیرانہ بھیس میں تناسخ حلول، الحاد، رفض، تبرا اور اوامر و نواہی

سے بغاوت برسر عام تھی اسے رفض اور بدعت اور الحاد و زندقہ کے پرآشوب دور میں یہ گمراہ کن تحریکیں اس علاقے کی فضاء کو مسموم و اثر پذیر کر رہی تھیں جب کہ علماء و مشائخ کا ایک ایسا گروہ بھی تھا جو اصلاح احوال تہذیب تنفس علوم اسلامیہ کے درس و تدریس اور سلاسل تصوف کی تبلیغ میں نہایت خاموشی کے ساتھ مصروف عمل تھا ان علماء و مشائخ نے ان غیر اسلامی اخلاق و اعمال کے پھیلانے والوں کے خلاف ٹھوس اور مضبوط قدم اٹھایا اور امت محمدیہ کو اس بدعقیدگی، بد اعمالی اور بداخلاقیوں سے محفوظ رکھنے کی بھرپور سعی جدوجہد کی اس کے نتیجے میں جو تحریک نظر آتی ہے اس کے سرخیل جناب حضرت سید علی الترمذی المعروف پیر باباؒ تھے اور آپ کے ساتھ علماء کرام و مشائخ عظام کا ایک جم غفیر تھا جن کی رہنمائی آپ کے خلیفہ اول جناب آخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ کرتے تھے ان لوگوں نے نہایت ہی استقامت عزم راسخ اور ہمت کے ساتھ ان دونوں تحریکوں کا مقابلہ کیا۔ (شاہ محمد غوث صفحہ ۲۶۷)

مولانا عبدالحی حسنی بایزید انصاریؒ کی ولادت کے متعلق لکھتے ہیں ولد سنۃ احدی وثلاثین وتسع مائۃ (نزھۃ الخواطر ج ۴ صفحہ ۴۹) یعنی ۹۳۱ھ میں آپ کی ولادت ہوئی

اورنسب کے متعلق ملا محسن خان لکھتے ہیں بہفت پشت شیخ سراج الدین انصاری می رسد (دبستان مذاہب صفحہ ۲۵۰) بایزید ساتویں پشت میں شیخ سراج الدین انصاری سے جا ملتا ہے اسی دبستان مذاہب میں بایزید انصاری کے متعلق لکھتے ہیں "او خود را نبی دانستی و مردم را بریاضت فرمودی۔ (دبستان مذاہب صفحہ ۲۴۸) وہ اپنے آپ کو نبی سمجھتا تھا اور لوگوں کو ریاضت کی تعلیم دیتا تھا جناب مرزا نصر اللہ خان فدائی نے داستان ترکتازان ہند میں تحریر کیا ہے۔ "روشنائی اس فرقے کا نام ہے جس کی بایزید نامی ایک شخص نے جو اہل ہند میں سے تھا بنیاد ڈالی اس نے افغانوں میں جا کر پیغمبری کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو پیغمبر روشنائی کہلایا (داستان ترکتازان ہند صفحہ ۳۰۴) ڈاکٹر امی سلمیٰ شاہ محمد غوث میں بایزید انصاری کے متعلق مزید لکھتی ہے" نہ کسی کا شاگرد تھا اور نہ ہی سلوک و معرفت میں کسی سے ارادت مند تھا ان پڑھ ہونے کے باوجود قرآن و حدیث بیان کرتا تھا اور ان کے معنی اپنے فہم و عقل کے مطابق اس طرح بیان کرتا تھا کہ لوگ حیران ہو جاتے نماز میں تعین جہت کا بھی قائل نہ تھا فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ سے استدلال کرتے ہوئے جہت کعبہ سے انکار کیا اپنے سلوک کے لئے خود ہی چند اصول وضع کئے جن کی اپنے مرید کو

تلقین کرتا تھا شریعت ، طریقت ، حقیقت ، معرفت ، قربت ، وصلت ، وحدت ، سکونت ۔ (صراط التوحید) (شاہ محمد غوث صفحہ ۲۶۴) ڈاکٹر صاحبہ بایزید کے انتقال کے متعلق لکھتی ہے'' موضع کالیانی کے مقام پر انتقال ہوگیا بایزید انصاری کا انتقال ۹۸۰ ھ میں ہوا۔

محمد ایوب خان افاغنہ ہوشیار پور میں لکھتے ہیں '' روشنایوں کی مذکورہ جنگ پچاس تک مسلسل جاری رہی بایزید کی وفات کے بعد اس کے تیرہ سالہ بیٹے جلال الدین جلالہ نے مغلوں کے خلاف اس جہاد کو جاری رکھا جلالہ کی وفات کے بعد اس کا بھتیجا امداد خان برسرپیکار رہا روشنائیوں کے خلاف جنگ میں اکبر کا نامور درباری بیربل ، غیرت خان ، جلال خان گکھڑ ، بھن خان ، تاج محمد ، بوگپال ، تہمن خان ، جان محمد خان اور جلال خان کا ماموں شریف خان بخشی رائے اور صوبہ رائے مع چالیس ہزار مغل فوج کے میدان میں کام آئے ۔ (افاغنہ ہوشیار پور صفحہ ۱۱۵) فقیر کے اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ بایزید انصاری جو کہ پیر تاریک کے نام سے مشہور تھا حضرت پیر بابا اور حضرت اخون درویزہ بابا کے مناظرے اور مجادلے اور مخالفت مذہبی عقائد پر تھا نہ کہ کسی سیاسی مفاد پر تھا کیونکہ حضرت اخون درویزہ بابا کی شہادت زہر سے ہوا تھا

اور اس کا صاحبزادہ میاں کریم داد کافروں کے ساتھ جہاد میں شہید ہوا جو شہید بابا کے نام سے مشہور ہے اور حضرت میاں نور محمد بھی اس دار فانی سے بدار بقا رحلت فرما گئے بعد کے نواسوں نے بھی اسلام کی خدمت میں کمی نہیں کی اور اسلامی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

کیا حضرت پیر بابا اور اخون درویزہ بابا مغل کے ایجنٹ تھے۔

یہ ایک ایسا سوال ہے جو مخالفین ان دو بزرگوں پر یہ الزام لگاتے ہیں اس کا جواب سیدھا سادہ یہ ہے کہ حضرت اخون درویزہ باباؒ کے دادا حضرت اخون سعدی یوسفزئی قوم کے ساتھ ننگرہار سے آیا تھا اور وہ دعاء کے لئے اس کو خزانہ غیب الہی تصور کرتے تھے پھر انہوں نے جب تقسیم کی اور شیخ ملی نے تمیں افراد کے برابر حصہ دیا اور اخون سعدی کو قوم یوسفزئی میں وہ مقام حاصل تھا جس طرح ہمارے ملک میں ممبران اسمبلی ہوتے ہیں حضرت اخون سعدی کے بعد اس کا صاحبزادہ اخون گدا یوسفزئی قوم کے ساتھ رہے تو آخر کونسی بات ہوسکتی ہے کہ ان حضرات پر مغلوں کی ایجنٹی کا

الزام تھوپے اور بریکوٹی صاحب نے تو یہ بھی پیر بابا نامی کتاب میں درج کیا ہے کہ خوشحال خان خٹک نے جب مخزن کے لئے دوہ کفرہ شعر میں کہا تو پھر یوسفزئی قوم کے ناراضگی کے لئے دوہ کفرہ کی جگہ پر غیر موزوں اور بے جوڑہ الفاظ دو خیزہ لکھ دیا اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ خوشحال کو بھی احساس تھا کہ یوسفزئی قوم حضرت اخون درویزہ کی حمایتی ہیں اور خوشحال خٹک نے یہ اشعار کیوں لکھے ہیں اس کا پس منظر یہ تھا کہ ابتداء میں خوشحال خان خٹک نے یوسفزئی قوم سے نوشہرہ اور پبی کے گرد و نواح کے علاقے مغلوں کی حمایت سے خوشحال خان نے ان سے چھین لئے لیکن جب مغلوں کو اس کے مکر و فریب کا پتہ چل گیا تو مغل حکومت نے خوشحال خان خٹک سے اپنا ماجب لے لیا اور اس کو قید میں ڈال دیا اور اس کا پس منظر کچھ اور تھا کہ حضرت کاکا صاحب شیخ رحم کار رحمتہ اللہ علیہ کے بیٹے کو شہید کیا تھا اور اس کی سزا میں مغل حکومت نے اس کو قید میں ڈال دیا اس نے جیل میں یہ شعر کہا ہے جو لوگوں کی زبان پر سرعام ہے کہ

زہ قید پہ ہنلو اورنگ نہ یم چہ بہ خلاص شم

زہ قید کڑے شیخ رحم کار زیڑی کاکا یم

میں اورنگ زیب کے قید میں قیدی نہیں ہو مجھے تو شیخ رحم

کارکا کا صاحب نے قید کیا ہے۔

تو جب وہ جیل سے نکلے تو سوات آئے اور ادھر خوانین سے ملے لیکن کوئی بھی مغلوں کے ساتھ جنگ کے لئے تیار نہ ہوا تو وہ خفا ہوئے اور سوات کے لوگوں کے دلوں میں حضرت اخون درویزہ بابا کی عزت واحترام زیادہ تھا تو خوشحال خان خٹک نے بادل ناخواستہ شکوے کئے وہ کہتا ہے۔

که ژوندے شی افلاطون
په سوات کی ولیسی سکون
اکوزیو ته بیان کا کتابونه دفنون
هدایه کفایه دواړه په پښتو کاندے موزون
دوی به وائی چه دا سه دی مخزن خه دے د اخون

اگر افلاطون زندہ ہو جائے اور سوات میں سکونت پذیر ہو اور اکوزی قوم کو فنون کی کتابیں بیان کرے، ہدایہ اور کفایہ دونوں پشتو میں ان کو پیش کر دے تو وہ کہیں گے کہ یہ کیا ہے حضرت اخون درویزہ کی مخزن کتاب اچھی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اکوزی قوم کے دلوں میں کتنی عقیدت تھی حضرت اخون درویزہ باباؒ کے متعلق جب خوشحال خان خٹک ناامید واپس ہوا تو حضرت اخون درویزہ باباؒ کی مخالفت شروع کی

اپنی ذات کے متعلق بھی وہ کہتا ہے۔

چہ نمک م د مغلو خوڑ و ملک و وم

چہ نمک د مغلو نشتہ او س ملک یم

کہ میں جب مغل کا نمک کھاتا تھا تو میں قوم کا ملک تھا لیکن جب مغلوں کا نمک نہیں ہے تو اب میں ملک کی جگہ ملک ہوں۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ خوشحال خان خٹک پہلے مغل کا نمک خوار تھا اور ان کے گیت گاتا تھا لیکن جب انہوں نے اپنا نمک اس سے لے لیا تو یہ مخالف ہوا یہ مخالفت یوسفزئی قوم کی حمایت کے لئے نہیں تھا بلکہ اپنے انا کی خاطر مخالفت کرتا تھا مجھے ایک لطیفہ یاد آیا ایک دفعہ میں عبدالحلیم اثر افغانی کے ملاقات کے لئے تخت بھائی گیا تھا کچھ لوگ اس کے پاس آئے تھے اور اس کو موٹر میں بٹھا کر کاکا صاحب جا رہے تھے اس موٹر میں فقیر بھی ساتھ تھا اس نے مجھے ایک عجیب بات بتائی کہ خوشحال خان خٹک کے کالیزہ کے دنوں میں مجھے اس کے قبر کے پاس لے گئے چونکہ اس کو کشف القبور کا دعوئی تھا تو اس نے بتایا کہ میں جب اس کے قبر گیا تو اس سے پوچھا تو قبر والے نے مجھے کہا کہ میں خوشحال خان نہیں ہوں میں تو ایک بوڑھی عورت ہوں لوگوں نے ویسے مجھے خوشحال خان خٹک بنایا ہے اور میری قبر پر کالیزہ منا رہے ہیں۔

حضرت اخون درویزه باباؒ کا تعلق نہ مغل سے تھا نہ مخالفت کرتا تھا اور نہ مدح سرائی میں مشغول تھا باقی رہی بات حضرت سید علی ترمذیؒ پیر بابا کی تو وہ ہمایون کا رشتہ دار تھا کیونکہ مولانا عبدالغفور پیش امام جامع مسجد پیر بابا و فاضل دارالعلوم اجمیر شریف اپنی کتاب حیات طیبہ میں لکھتا ہے کہ ہمایون کی بہن اور بابر کی بیٹی تھی اور یہ خاتون سید قنبر علی کی بیوی تھی اور وہ فوجی سپہ سالار تھا لیکن اس نے باپ کے قدم چھوڑ کر دادا کے مرید ہوا اور اس کا شاگرد بھی علوم دینیہ میں ہوا اس نے تصوف کو ترجیح دی اور ہمیشہ یاد الٰہی میں مصروف ہوئے چونکہ اس کے پیر کے ارشاد کے مطابق اس کو علاقہ کوہستان حوالہ کیا تھا اور وہ کوہستان علاقہ بونیر میں بموضع باچا کلی میں سکونت پذیر ہوئے اور لوگوں کے رشد و ہدایت میں مصروف ہوئے اب رشتہ داری آ جکتی ہے اگر وہ دنیاوی جلال کے دلدادہ ہوتے تو ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہوتے اور بڑے بڑے شہروں میں وہ رہتے تاکہ لوگوں کو مغل کی حمایت میں آمادہ کرے اور اچھے اچھے بنگلوں میں سکونت اختیار کرتے نہ وہ بڑے شہروں میں اس مہم کے لئے ٹھہرے اور نہ اس نے اچھے زیب و آسائش کو اختیار کیا وہ تو اللہ کے ولی تھے لوگوں کو راہ ہدایت کے لئے شب و روز مصروف تھے آپ نے

پختون علاقوں میں زندگی بسر کی یہاں شادی کی اور یہاں وفات پا کر دفن ہوئے۔ بریکوٹی صاحب نے بھی یہ بات مانی ہے کہ حضرت پیر بابا مغلوں کے خفیہ اہل کار نہ تھے وہ اپنی کتاب پیر باباؒ میں رقم طراز ہے۔

تاہم اگر معترضین بضد ہوں کہ پیر بابا حکومت مغلیہ کا خفیہ آلہ کار تھا اور ان علاقوں میں حکومت دہلی اور کابل کے لئے کام کرتا تھا تو محض اس طرح زبانی دعویٰ سے ان کا مقصد حاصل نہیں ہوسکتا مغلیہ دور کے بے شمار مصنفین نے کتابیں لکھی ہیں جن کے اردو تراجم بھی کیئے گئے ہیں انگریزی دور کے متشرقین نے بھی بڑی کتابیں تالیف کی ہیں جو انگریزی، فارسی ، اردو اور پشتو میں اس وقت انڈیا آفس لائبریری لندن اور ملک کے اندر بعض لائبریریوں میں موجود ہیں کسی ایک کتاب کا حوالہ دے کر ثابت کیا جائے کہ پیر بابا کا باپ چونکہ حکومت مغلیہ کا منصب دار تھا۔ اس وجہ سے حکومت نے ان کو اس علاقہ میں یہاں کے عوام کو روحانی طاقت سے آرام کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ پیر بابا کی زندگی کسی سے چھپی نہیں وہ ابتدائی زندگی سے حکومتی جاہ وجلال سے متنفر تھے پھر بھی اگر کوئی محقق اس جذبہ سے کہ لوگ صحیح صورتحال سے آگاہ ہوں کوئی ایسا حوالہ اور ماخذ پیش کرے جس کے مطابق پیر بابا مغلوں کا

ایجنٹ ثابت ہو جائے تو اس کے کام کو پرکھا جائے گا لیکن ایسا محقق پختونوں کے اندر کون ہوسکتا ہے۔ (پیر بابا صفحہ ۱۱۹)

اب فقیر اس پر بھی تبصرہ کرے گا کہ فرض کرو کہ انہوں نے مغل حکومت کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا ان کو چاہیے تھا کہ وہ مغل حکومت کے خلاف کرتے تو یہ بات بھی غلط ہے اس لئے کہ مغل حکومت کے حاکمین میں سے بابر اور ہمایون و اکبر، جہانگیر و شاہجہان و اورنگزیب عالمگیر و بہادر شاہ ظفر تھے ان تمام میں سے صرف اکبر کے متعلق اتنا کہہ سکتے ہیں کہ وہ اچھا مذہبی انسان نہ تھا اس نے دین الٰہی بنایا لیکن باقی حضرات تو اتنے خراب نہ تھے اور عالمگیر اورنگزیب نے تو فتاویٰ عالمگیری کو بھی علماء کا بورڈ بٹھا کر تدوین کی اور وہ قرآن مقدس کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ایک مذہبی شخصیت تھے اس طرح بہادر شاہ ظفر بھی ایک اچھے انسان تھے تو وہ کونسی بات تھی کہ ان حضرات کے خلاف بھڑکایا اور انہوں نے بایزید کا ساتھ دیا ہم یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مغل حکومت کا دائرہ بہت وسیع تھا آج کل جو سارک ممالک ہیں ان تمام کے وہ بادشاہ تھا اس میں افغانستان بھی شامل تھا اور تاشقند و سمرقند تک یہ حکومت تھی تو ایک قبیلہ اگر مغلوں کے خلاف ہو جائے تو وہ کیا کرسکتا تھا اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً دس یا سو آدمی کئی

کروڑوں یا اربوں کے مخالفت میں لڑینگے تو کیا ان دس یا سو کو وہ نیست و نابود نہیں کریں گے اس لئے قبیلہ یوسف زئی کو کچلنے والے یہی بایزید انصاری تھے کہ انہوں نے اس کا ساتھ دیا اور بایزید کے حمایت میں ان کو جانی و مالی دشواریاں پیش آئی اور ان کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔

حافظ محمد ادریس صاحب بازید انصاری کی کتاب صراط التوحید کے تعارف میں لکھتے ہیں ''ان پر طرح طرح کے الزامات دھرنے لگے جس کی وجہ سے بایزید اپنی زندگی ہی میں کافی بدنام ہوگئے چاہئے تو یہ تھا کہ وہ لوگوں کے غلط الزامات کی تردید کر کے اپنی پوزیشن صاف کرا لیتے مگر اس کے برعکس انہوں نے پشاور آ کر حضرت سید المشائخ پیر سید علی ترمذی (عرف پیر بابا) کے ساتھ مقابلہ کرنا شروع کر دیا جس سے ان کی قوت کو بہت نقصان پہنچا اور بعد میں سیاسی بغاوتوں کی وجہ سے مغلیہ حکومت کی مادی طاقت اور اخون درویزہ کی علمی قوت نے ان کی مذہبی اور سیاسی دونوں تحریکوں کو کچل کر رکھ دیا۔ حافظ محمد ادریس صاحب نے یہ تعارف ۱۹۵۰ء ۲۳ نومبر کو لکھا تھا جو کہ کتاب کے ابتداء میں کتاب کی زینت بنی ہے۔ حافظ صاحب کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ جو الزامات بایزید انصاری پر لگائے گئے تھے وہ ان الزامات پر خاموش

رہے آگے دوسرا جملہ ہے کہ اپنی صفائی کے برعکس اس نے شیخ المشائخ حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا کے ساتھ مقابلہ کرنا شروع کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ مقابلہ مذہبی تھا کوئی سیاسی نہ تھا چونکہ پیران طریقت تارک الدنیا ہوتے ہیں وہ امیرانہ ذہن نہیں رکھتے اس کے برعکس بایزید انصاری نے جو یہ کتاب لکھی ہے یہ امراء کے لئے لکھی ہے کہ اس کو پڑھو اور میری تابعداری کرو کتاب سے بھی آمریت کا ہوس معلوم ہوتا ہے اور ان کے مدمقابل پیر بابا اور اخون درویزہ دونوں نے ترک دنیا کا ثبوت دیا اور کسی امیریت یا ریاست بنانے کا خیال بھی دل میں نہیں لائے۔ محمد عبدالشکور جو اس کتاب کو منظر عام پر لانے والے تھے اس نے ایک دیباچہ اس کتاب کے لئے لکھ دیا پیر بابا پر مغل حکومت کی ایجنٹی کا الزام لگاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اس زمانے میں جب بایزید پختونخواہ کے پہاڑوں میں اپنے مسلک کی نشر واشاعت اور حکومت مغلیہ کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف تھے ایک دوسرے بزرگ حضرت سید علی ترمذی مشہور بہ پیر بابا ولد سید قنبر علی نے جو امیر تیمور گورگان کے رشتہ داروں میں سے تھے مغلوں کی طرف داری میں بایزید کی مخالفت شروع کردی۔ پیر بابا سال وفات ۹۹۱ھ کی روحانی سرگرمیوں کا مرکز بونیر تھا۔ پیر بابا

کے مریدوں میں حضرت اخون درویزہؒ خاص شہرت رکھتے تھے حضرت اخون درویزہ بڑے عالم و فاضل اور پشتو و فارسی کے بلند پایہ مصنف ہونے کے باوجود پشاور کے علاقہ میں روحانی اثر و رسوخ کے مالک ہوئے ان کا شمار بایزید انصاری کے شدید مخالفوں میں کیا جاتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے اپنے پیر کی تقلید میں اپنی کتب مخزن اور تذکرہ میں بایزید کو بے دین اور ملحد تک لکھا اور لوگوں کو اس کی پیروی سے باز رہنے کی تلقین کی ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ انہوں نے مغلوں کی حمایت اور ایماء پر کیا ہے۔ (دیباچہ صراط التوحید) فقیر نے یہ واضح کیا ہے کہ رشتہ داری ایجنٹی نہیں ہو سکتی اور پھر تو حضرت سید علی ترمذی درویش تھے درویشانہ زندگی گزاری نہ مغل ان سے ملے نہ خفیہ رابطہ رکھا اور نہ منصب دیا اور نہ کوئی جاگیر عنایت کی اور یوسفزئی جو مغلوں کے مخالف تھے انہوں نے پیر باباؒ اور اخون درویزہ باباؒ کا پورا ساتھ دیا کسی یوسف زئی ملک یا خان نے یہ الزام ان پر نہیں لگایا کہ ہم تو مغلوں کے خلاف ہیں اور تم تو مغلوں کے ایجنٹ ہو ہمارا اور تمہارا راستہ الگ ہے۔ خوشحال خان خٹکؒ جو اخون درویزہ بابا کی کتاب مخزن کی مخالفت میں کچھ اشعار کہے ہیں خوشحال خان خٹک جو اخون درویزہ بابا کا مخالف معلوم ہوتا ہے وہ بھی برملا

کہتے ہیں کہ اخون درویزہ مغل کا ایجنٹ ہے۔ ان لوگوں کا یہ گمان وہمی ہے حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ صراط التوحید کے ابتداء سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے والد عبداللہ صاحب سے خفہ تھے اور اس سے شکوے بھی کئے ہیں پھر اپنے خوابوں کو بیان کرتے ہیں اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ میں نے کسی سے بھی بیعت نہیں کی اپنی طرف سے چہلہ کشی اور اوراد شروع کی تو وہ کونسی اوراد تھی جو وہ پڑھتے تھے قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ کی اورادوں میں سے کسی کا ورد وہ نہیں پڑھتے تھے پھر اس کا دل کس طرح روشن ہوا اور وہ روشنی تھی کہ زھد اور ترک دنیا کے بجائے بادشاہوں کو تابعدار کرنے کے لئے کتابیں بنام صراط التوحید لکھی گئی اس کتاب میں اللہ کی وحدانیت کی کونسی دلائل ہیں فقیر نے وہ تمام کتاب مطالعہ کی لیکن کسی جگہ اس کی تقریر توحید کے متعلق نظر سے نہیں گزری اور کتاب کا نام صراط التوحید رکھا۔ اس کتاب میں وحدت الوجود کا بھی ذکر نہیں فقیر تو یہ سمجھتا تھا کہ پوری کتاب وحدت الوجود پر ہوگی لیکن جب مطالعہ کی تو اس کتاب میں وحدت الوجود کا کوئی ذکر نہ تھا صرف چند جگہوں سے ان کے معتقدین بایزید کو وحدت الوجود کا داعی مانتے ہیں۔ اس کتاب میں وہ لکھتے ہیں ”پس بادشاہان و امیران باید کہ ایں رسالہ تا آخر

بخواند تا اثر در دلہائے ایشان اثر گردد'' (صراط التوحید صفحہ ۳۰) پس بادشاہوں اور امیروں کو چاہئے کہ یہ رسالہ آخر تک پڑھے اور اس پر عمل کرے تاکہ ان کے دلوں میں اثر پیدا ہو جائے۔ آگے بایزید انصاری مزید لکھتے ہیں۔

''بدانید اے گروہ بادشاہان و امیران کے علم ظاہر و باطن است و علم میان خدا و بندہ است می باید کہ علم ظاہر از استاد بیاموزند و علم باطن از پیر کامل و آں علم کہ میاں خدای بندہ است۔'' (صراط التوحید صفحہ ۳۷)

اے بادشاہوں کے گروہ اور امیروں کے گروہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ علم ظاہر و باطن ہے اور علم خدا و بندہ کے درمیان ہے تو چاہئے کہ علم ظاہر استاد سے سیکھے اور علم باطن پیر کامل سے ضروری ہے اور پہلے وہ بتا چکے ہیں کہ میں نے تمام دنیا میں کسی پیر کامل کو نہیں پایا تو معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو پیر کامل کا اشارہ کرتے ہیں لیکن تناقض یہی ہے کہ دوسروں کے لئے پیر کامل کا پکڑنا لازم جانتے ہیں لیکن اپنے لئے علم کے لئے کسی کو مرشد نہیں بنایا آگے مزید لکھتے ہیں ''بدانید اے گروہ باشاہان و امیران کہ راہ توحید نہ سوے مشرق است و نہ مغرب و نہ یمین و نہ یسار و نہ سوئے نشیب و نہ سوے بالا و نہ سوئے پستی و ہر کہ سوے جہت داند کافر گردد بلکہ توحید را

راست وصراط مستقیم است دردل و در وجود آدمیان است
اونمی دانند بے کاملان ومکملان دانستن آں از ایشان فرض
عین برآدمیان است"۔ (صراط التوحید)۔اے بادشاہوں
اور امیروں کے گروہ جان لو کہ توحید کا راستہ نہ مشرق کی
طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف اور نہ دائیں اور بائیں نہ
نیچے اور نہ اوپر اور نہ پستی میں ہے جوکوئی اس کے لئے جہت کا
تعین کرے وہ کافر ہو جاتا ہے بلکہ توحید کا راستہ صراط مستقیم
ہے وہ دل اور وجود انسان میں ہے اور وہ بغیر کامل اور مکمل
عارفوں کے بغیر نہیں پہچانا جاتا اور اس کا جاننا فرض عین ہے
انسانوں پر۔ اس بیان سے بھی معلوم ہوا کہ بادشاہوں اور
امیروں کو کامل اور مکمل عارفوں کی ترغیب دیتا ہے اور وہ بغیر
اس کے کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔ آگے لکھتے ہیں" وہر کرا از
فرمان برداری کامل باز گردانندی را از اطاعت خداے باز
گرداند وہر کہ از اطاعت خدای باز گرداند وے گمراہ کنند و
مردود است بمانند شیطان کہ دشمن آدمیان است ہر تاریکی و
حماقت و جہالت و کید و ضلالت و تدبیر معصیت جملہ بدی و
بدخصلت کہ در ابلیس و شیطان است آں ہمہ در وجود پیران
ناقصان و عالمان جاہلان غافلان و درویشان منافقان و
مشرکان است محبت متابعت وصحبت ایشان ہمہ حرام و زیان

ایمان و عذاب جاودان است و بازگشت از ایشان فائدہ ہر دو جہان است۔'' (صراط التوحید صفحہ ۴۹) اور جو فرمان برداری کاملین سے چھوڑ دے اوران سے الگ ہو جائے تو وہ خدا کی اطاعت سے واپس ہوتا ہے اور جو اطاعت خداوندی کو چھوڑ دے وہ مردود ہے شیطان کی طرح کہ وہ انسانوں کا دشمن ہے جو تاریکی اور حماقت و جہالت اور مکر و گمراہی اور تدبیر معصیت تمام بدی اور بدخصلت جو کہ ابلیس میں ہے وہ تمام ناقص پیران اور ناقص عالم اور جاہل غافل اور منافق درویش اور جاہل و مشرک ہیں انکی محبت اور صحبت تمام حرام ہیں اور ایمان کا زیان ہے اور عذاب جاودان ہے اوران لوگوں سے اجتناب میں دونوں جہانوں کا فائدہ ہے۔ پہلے بتا چکا ہوں کہ تمام دنیا میں بایزید کو کوئی کامل نہ ملا خود بے پیر ہے اور بادشاہوں اور امیروں کو پیر کامل کی دعوت دیتے ہیں اور پھر ناقص پیران ار عالم اور درویشوں سے اجتناب کی تلقین کرتے ہیں اس سے اس کی کیا مراد ہے صرف اپنے آپ کی طرف ترغیب دلانا ہے جس طرح غلام احمد قادیانی۔نے یہی حربہ استعمال کیا تھا کہ لوگ کہے کہ یہ داعی الی اللہ ہے یا ظلی نبی ہے وغیرہ یہ چند اقتباسات تھے جو مشت نمونہ خروار صراط التوحید پیش کئے گئے جو لوگ اپنے آپ کو روشنائی گروہ سے

منسلک کرتے ہیں وہ تصوف کے دعوے دار ہیں لیکن تصوف پر کاربند نہیں دوسروں کے لئے مرشد ضروری ہے لیکن ان کے مرشد کا کوئی مرشد نہ تھا۔

جب مغلوں سے حکومت لے لی گئی تو کون ملک پر مسلط ہوگئے یورپ سے آئے ہوئے انگریز اس مقدس ملک کے بادشاہ اور حکمران رہے نتیجہ صفر نہیں بلکہ نفی میں رہا ابھی تک لوگ اس ارمان میں ہیں کہ ہماری ملک میں چونکہ ہم آزاد ہیں تو ہمارے لئے ہمارا قانون ضروری ہے یعنی اسلام اور قرآن پر فیصلے۔

اب تک ہماری عدالتوں میں برطانوی نظام کے تحت عدالتوں میں فیصلے ہوتے رہتے ہیں۔ ہم تمام پاکستانی اس دن کے انتظار میں ہیں کہ ہمارے ملک میں ہم پر اپنا نظام اور اپنا قانون ہم پر نافذ ہوجائے لیکن اس کے باوجود بایزید انصاری کا پرپوتا الہداد جو احداد کا بیٹا تھا وہ امرائے شاہجہانی میں داخل ہوا تھا اور منصب رشید خانی اس کو عطا کیا گیا تھا اور چار ہزاری اس کا وظیفہ ہوا یہ بات مولانا نجم الغنی خان رامپوری اور ائمہ تلمیس نے مشترکہ لکھی ہے ہم حیران ہیں کہ مغلوں کے وفادار کون تھے لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ بایزید انصاری نے پشتون قوم پر بڑا احسان کیا ہے تو بایزید ہندوستان کے شہر

جالندھر پنجاب میں پیدا ہوا تھا ایک آدمی پنجاب میں پیدا ہو
پھر بھی حضرات کہتے ہیں کہ اس کی ماں پٹھان تھی اور اس نے
اس بچے کو اپنے علاقہ کالی کرم یعنی ارمڑ وزیرستان میں لے
آیا پشتون ہے لیکن ارمڑ کے لوگ اپنی زبان میں باتیں کرتے
ہیں یعنی وہ ہندکو ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ پٹھان نہ تھے پھر
انصاری کے لقب سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ پشتون نہ تھے اب
اسے پٹھان بھی بنایا گیا اور یہاں تک لکھا گیا کہ اس نے
پٹھانوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ اس نے خیرالبیان میں پشتو
زبان بھی داخل کی ہے تو حیرانی کی بات یہ ہے کہ خیرالبیان کی
پشتو نہ ہونے کے برابر ہے اگر یہاں فقیر کسی کو خیرالبیان
سنائے تو لوگ کہینگے کہ یہ کیا منتر پڑ رہا ہے یہ تو پشتون نہیں تو یہ
کونسا احسان ہے جو بایزید انصاری نے پشتون قوم پر کی ہے باقی
اگر کوئی کہے کہ ارزانی یا دوسرے ہم خیال لوگ جو شاعر بھی
تھے۔ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے ان کی زبان اچھی ہے تو بات
معتقدین کی نہیں ہے بات تو بایزید انصاری کی ہو رہی ہے
چونکہ بایزید اپنے لئے ایک ریاست قائم کرنا چاہتے تھے اور
کافی حد تک وہ کامیاب بھی ہوا تھا اس وجہ سے اس نے اس
وقت کی حکومت سے لڑنا پسند کیا اس وقت تو حکومت مغل کی تھی
اگر کسی کی بھی ہوتی تو وہ اس حکومت سے لڑتے۔ تو معلوم ہوا

کہ یہ الزام حضرت سید علی ترمذی المعروف بہ پیر باباؒ اور حضرت اخون درویزہ بابا پر صحیح نہیں کہ یہ دونوں حضرات مغلوں کے ایجنٹ تھے۔

بایزید انصاری اور ریاستی ہوس

ریاستی ہوس بھی ایک نشہ ہے اور لوگ اس نشے میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں بہت سے لوگوں نے اپنے رشتہ داروں کو قتل کیا اور ریاست کے حصول کے لئے کتنے دوڑ دھوپ لگائے ہم اپنے ملک کی بات کی مثال دیتے ہیں کہ اگر کوئی اس ملک کا سربراہ بن جائے تو دوسرا اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ کس طرح یہ کرسی مجھے نصیب ہو جائے اور میں اپنا حکم لوگوں پر چلا سکوں مال زر، زیب و زینت ہر قسم کی آسائش یہ تمام چیزیں ہوس پسندی کی ہیں اور ریاست کا ہوس سب سے زیادہ ہوتا ہے ریاستوں کو دیکھے کہ ان کا کیا حال ہوا اس طرح بعض لوگ مذہب کے آڑ لے کر لوگوں کو اپنے ہوس کا نشانہ بنا دیئے ہیں بارہ صدی ہجری میں محمد بن عبدالوہاب نے حجاز کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنے لئے ایک ریاست قائم کی سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی بھی اس خیال کے ہم نوا نظر آتے ہیں لیکن ہندوستان میں اس وقت حکومت انگریزوں

کی تھی اور انہوں نے انگریزی حکومت کی مخالفت نہ کی بلکہ صوبہ سرحد آئے اگر ان کا مقصد سکھوں سے جہاد کرنا تھا تو انبالہ اور امرت سر میں سکھ زیادہ تھے یا ہندوستان کے کسی دوسرے شہروں کو جاتے اور ان سے لڑتے بات سکھوں کی نہیں تھی انہوں نے برٹش گورنمنٹ کی مخالفت نہیں کی بلکہ وہ پٹھانوں کے علاقہ میں آئے ان کو پتہ تھا کہ یہ لوگ دین پرست ہیں اور دین پر قربانی دینے والے ہیں اس لئے ان کے اس جذبہ سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے اس وقت حضرت پیر طریقت مولانا عبدالغفور صاحب سوات نے ان کا ساتھ دیا لیکن جب اس کو پتہ چلا کہ ان لوگوں کے عقائد اہلسنت کے نہیں ہے اور ان کے عقائد وہابی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں تو ان سے بائیکاٹ کیا بلکہ اپنے دو خلیفوں کو حکم دیا کہ اس کی کتاب تقویۃ الایمان کا رد لکھوان میں سے ایک کا نام میاں نصیر احمد المعروف بہ میاں صاحب قصہ خوانی پشاور تھے اور دوسرا خلیفہ مرید محی الدین نوشہروی تھے یہ بات تذکرۃ اکابر اہل سنت میں لکھی ہے۔ جب لوگوں کو پتہ چلا کہ یہ لوگ ہمارے عقائد کے نہیں تو یہ ان کے وبال جان کا سبب بنا۔ ایسا ہی افغانستان جب روس کے پنجوں سے آزاد ہوا تو جمیل الرحمان نے اس ریاست کے ہوس کے پیش نظر کنڑ اور نورستان کو اپنا ریاست

بنایا لیکن عمر نے وفا نہ کی اور وہ اس فرقہ کے چنگل سے آزاد
ہوا اخوان المسلمین کے متعلق بھی تاریخی شواہد موجود ہیں وہ
بھی اپنا ریاست بنانا چاہتے تھے لیکن وہ اس عزم میں ناکام
رہے ہمارے ملاکنڈ ڈویژن میں بھی ایک صاحب شریعت کے
نام پر ایک ریاست بنانا چاہتا ہے ابھی تک اس میں بھی
کامیابی نہیں ہوئی۔ اگر پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ اور اخون درویزہ
باباؒ ریاست بنانے کا خواب دیکھتے تو وہ بیابانوں اور
پہاڑوں کے غاروں میں چھلے نہ کاٹتے بلکہ اپنے لئے ایک
سٹیٹ کا بندوبست کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور اللہ کے
ذکر وفکر کو اپنایا اور اس قسم کے ہوست پسندی سے دور رہے۔
اس طرح بایزید انصاری نے بھی یہ خواب دیکھا تھا کہ وہ بھی
اپنے لئے ایک ریاست قائم کرے اس لئے اس نے
پٹھانوں کے قبیلے کو اپنی طرف مائل کیا اور پھر آہستہ اس
وقت کی حکومت کے خلاف کی اور پھر لڑائیاں اس حکومت کے
خلاف شروع کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قبیلہ یوسف زئی کا بڑا
نقصان ہوا اور وہ ننگرہار و جلال آباد تک ریاست
بنانے میں کامیاب ہوا تھا لیکن اتنی بڑی حکومت سے باغی ہونا
کوئی آسان بات نہیں اس لئے بایزید انصاری نے شکست
کھائی۔ یہی خیال خوشحال خان خٹک کا بھی تھا کہ وہ بھی ایک

ریاست بنانا چاہتے وہ بھی ناکام رہے۔ اسلام میں سب سے پہلے رخنہ اندازی کرنے والے اسود عنسی ہے اس شخص نے بھی دعویٰ نبوت کیا تھا اسود کا اصل نام عیہلہ بن کعب بن عوف بن عنسی تھا لیکن سیاہ فام ہونے کی وجہ سے اسود کے نام سے مشہور ہوگیا تھا۔ عنس قبیلہ مذحج کی ایک شاخ تھی علاقہ یمن کے ایک موضع میں جس کا نام کہف خار ہے پیدا ہوا اور وہی نشو ونما پایا شعبدہ بازی اور کہانت میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا اسود کی ذات میں شرین کلامی اور تحمل و بردباری کا جوہر بدرجہ اتم ودیعت تھا اس لئے عوام لوگ آپ کے مکر و فریب میں جلد پھنس جاتے تھے خصوصاً اہل نجران نے اسود کے ادعائے نبوت کی خبر سنی تو اسے بغرض امتحان اپنے وہاں مدعو کیا یہ قبیلہ بھی اسود علسی کے جال میں گرفتار ہوا اس طرح قبیلہ مذحج نے بھی اسود کی نئی تحریک کو سمعاً و طاعتہً قبول کرلیا۔ اسود نے دعویٰ نبوت کے بعد تھوڑی سی جمعیت بہم پہنچا کر ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے سب سے پہلے اہل نجران کو گانٹھ کر نجران پر چڑھ دوڑا اور عمرو بن حزم اور خالد بن سعید بن عاص کو وہاں کی حکومت سے بے دخل کیا اس طرح اسود کا وزیر قیس بن عبدیغوث مرادی بھی جس کے ہاتھ میں اسودی لشکر کی قیادت تھی فروہ بن مسیک پر چڑھ آیا جو مراد پر عامل تھے اور انہیں منہزم کر کے

وہاں پر قابض ہوگیا ۔ اس کا خیال بھی ریاست لینا تھا اور لوگوں پر حکمرانی کرنا تھا ۔ اس خبیث نے قرآن مقدس کی نقل کرتے ہوئے کچھ عبارتیں لکھی تھیں جنہیں اس کے پیرو برہان مقدس کی مماثل خیال کرتے مثلاً لکھا تھا و المائسات میسا والدارسات درساً تجون جمعاً وافرادیٰ علی قلائص بیض و صفر (عیون التوارخ) ابن الثیر نے لکھا ہے کہ اسود کا فتنہ تین چار مہینے سے زیادہ عرصہ ممتد نہ ہوا۔ مسیلمہ کذاب نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کا پورا نام مسلیمہ بن کبیر بن حبیب ہے اس کا قلب یمامہ تھا ابو ثمامہ اور ابو ہارون کنیتیں تھیں اس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا یہ شخص ذاتی وجاہت اور قابلیت کے لحاظ سے ابنائے وطن میں ممتاز اور طاقت لسانی اور فصاحت وا ماثل میں ضرب المثل تھا اور اس نے مشہور کیا کہ حضور علیہ السلام نے اسے اپنی نبوت میں شریک کیا ہے اور اپنی من گھڑت وحی والہام کے افسانے سنا سنا کر اپنی قوم کو راہ حق سے منحرف کرنا شروع کیا اور حضور علیہ السلام نے مسیلمہ کذاب کو تیس مشہور کذابوں میں ایک کذاب فرمایا اس دجال نے سورہ عادیات کے مقابلہ میں کہا تھا الزارعات زرعاً و الحاصدات حصداً و الزاریات قمحاً والطاحنات طحناً و

الخابزات خبزاً و الثاردات ثرداً و اللاقمات لقماً اهالتة و سمعناً لقد فضلتم علیٰ اهل الوبر و ما سبقکم اهل المدر ریفکم فامنعوه والمعینوے واووه الباغی فناوروه۔

ترجمہ: ۔ قسم ہے کھیتی کرنے والوں کی اور قسم ہے کھیتی کاٹنے والوں کی اور قسم ہے بھوسہ صاف کرنے والوں کے لئے گیہوں کو ہوا میں اڑانے والوں کی اور قسم ہے روٹی پکانے والوں کی اور قسم ہے سالن پکانے والوں کی کہ تم کو صوف والے عربوں پر فضیلت دی گئی اور مٹی والے تم سے بڑھ کر نہیں ہیں تم اپنی روکھی سوکھی روٹی کی حفاظت کرو عاجز درماندہ کو پناہ دو اور طالب اور مانگنے والوں کو اپنے پاس ٹھہراؤ۔

مسیلمہ کذاب نے سورہ فیل کے جواب میں لکھا تھا۔

الفیل و ما الفیل له ذنب و بیل و خرطوم طویل ان ذالک من خلق ربنا الجلیل (الدعاۃ صفحہ ۹۲)

ترجمہ: ۔ ہاتھی اور ہاتھی کیا ہے؟ اس کی بدنما دم اور لمبی سونڈ ہے یہ ہمارے رب جلیل کی مخلوق ہے۔

علامہ خیر الدین آفندی الوسی سابق وزیر تیونس نے کتاب الجواب الفسیح میں عبدالمسیح نصرانی کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے مسیلمہ کذاب کا پورا مصحف پڑھا ہے جس سے معلوم

ھوتا ہے کہ اس نے ایک ضخیم کتاب ہی تیار کر ڈالی تھی اور دعویٰ یہ تھا کہ یہ ایک الہامی کتاب ہے ۔ اس کذاب کو بھی ریاست کا حکمران بننے کا نشہ چڑھ گیا تھا لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا اور نامراد اس دار فانی سے واصل بجہنم ہوا۔

اسحاق ابو عیسیٰ اصفہانی حکیم مقنع خراسانی ، عبداللہ بن میمون اھوازی ، بابک عبداللہ خرمی ، احمد بن تیال بلخی ، یحیٰ بن فارس ساباطنی ، علی بن محمد خارجی ، حمدان بن اشعث قرمط ، ابو سعید حسن بن بہرام خبابی قرمطی ، یحیٰ بن زکرویہ قرمطی ، غن بن فضل یمنی ، محمد بن علی شلمغانی عبدالعزیز باسندی حسن بن صباح حمیری ان تمام افراد نے دعویٰ نبوت مہدویت کیا یہ وہی لوگ ہیں کہ اپنے ، آپ کو مذہبی لباس میں ملبوس کر کے عوام کے سامنے پیش ہوئے اور بعض ناعاقبت انگیز لوگوں نے ان کی پیروی کی اور گمراہ ہو گئے قریب وقت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور بہت سی کتب کو تالیف کیں اور پاک و ہند میں ایک پورا گروہ اس کے دام میں پھنس گیا آخیر نامراد ٹٹی خانہ میں اس کی روح نے دوزخ کی طرف پرواز کی۔

پیر بابا کی شادی

انسانی رہن سہن کے لئے خاندانی شکل کی اہمیت بہت زیادہ ہوتی ہے اور خاندان بغیر شوہر اور بیوی کے ہو نہیں سکتا ہے اس کا لازمی جز بیوی ہے جو گھر کی مالکن تصور کی جاتی ہے چونکہ پیر بابا علیہ الرحمتہ دین و اسلام کے ترویج و اشاعت کے لئے اور خصوصاً روحانی و باطنی علوم سے مسلمانوں کو روشناس کرانے کیلئے مختلف علاقوں میں مقیم ہوئے جب حضرت پیر بابا نے جعفر نامی پہاڑ میں چہلہ کشی کی تو چلہ سے جب فارغ ہوئے تو آپ بونیر کے باچا نامی گاؤں میں رہنے لگے وہاں آپ نے ایک مسجد کی تعمیر کی بنیاد رکھی اور عالی شان مسجد بنی۔ اس میں درس علوم شرعیہ کو شروع کیا اور اس مدرسہ کا نام سید عالیہ رکھا گیا تو اس علاقہ کے خوانین اور ملک لوگوں نے ایک جرگہ منعقد کیا کہ پیر بابا کو یہاں ٹھہرانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس ولی کامل کے لئے یہاں سے شادی کی جائے ہمارے علاقہ پختون کی رواج یہ بھی ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی کو پسند آجائے تو پھر اس کے ٹھکانے اور شادی کا بندوبست وہی لوگ کراتے ہیں انہوں نے جرگہ میں یہ کہا کہ ہم میں سے کوئی مشہور شخصیت کے گھر کی بیٹی اس والی خراسان کو دینی چاہئے

کہ یہ برکات ہمارے علاقہ سے نہ چلی جائے اور یہی بونیر میں ہمارے پاس رہے۔ ہمارے پختون خوا کے علاقہ میں دو قبیلے ملیزئی قوم کے نام سے شہرت رکھتے ہیں مگر اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ریاست دیر کے ملیزئی قوم اس سے مراد ہے تو یہ بہت بڑی غلطی ہے ملے بن یوسف جو یوسف بابا کا بیٹا ہے اور اس کی اولاد بونیر میں آباد ہیں جو دولت زی، نوروزی اور چغرزی قبیلوں سے شہرت رکھتے ہیں اور بونیر ملیزی قوم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ دوسرا قبیلہ ضلع دیر ملیزی قوم سے مشہور ہے جو یوسف بابا کا دوسرے بیٹے اکوزی کی اولاد سے ہیں جو چار قبیلوں پر تقسیم ہیں، پائندہ خیل، سلطان خیل، نصرت دین خیل اور اوسا خیل پائندہ ابن ملے ابن خواجہ ابن اکو ابن یوسف جو ضلع دیر کے پنجکوڑہ کے نام سے ملیزی قوم میں متعارف ہے جب کسی پرانی کتاب میں ملیزی قبیلے کا ذکر آجائے تو اس میں پوری تحقیق کرنی پڑے گی کہ یہ کونسے قبیلے کا ذکر ہے کہ بونیر کے ملیزی قبیلہ مراد ہے یا دیر کے پنجکوڑہ ملیزی قبیلہ مراد ہے اس بے غوری اور ناسمجھی سے تردد و اشکلات پیدا ہو جاتے ہیں تو پیر بابا کی شادی خانہ آبادی کی ذمہ داری بونیر کے ملیزی دولت زی، برکازی معروف خیل قبیلہ کا بڑا خان ملک دولت خان نے یہ ذمہ داری قبول کی کہ

وہ اس وقت بونیر کے ایلئ نامی گاؤں میں سکونت پذیر تھے ملک دولت خان نے اپنی بہن صاحبہ جو بی بی مریم نام تھا بہت نیک اور پاکباز خاتون تھی، عابدہ اور زاہدہ بی بی تھی صاحب ولایت وکرامت تھی اس کو حضرت سید علی ترمذی کی نکاح میں دے دی۔ جو بعد میں پیرہ ابئ یعنی پیر ماں کے نام سے مشہور ہوئی اور آج بھی اس کے مزار پر بڑا گنبد بنا ہوا ہے پیرہ ابئ کے نام سے اب بھی مشہور ہے۔ شادی کے بعد حضرت پیر بابا نے بونیر کے دوکڈہ نامی گاؤں میں اپنے رہنے کے لئے ایک مکان بنایا اور ہموار زمین میں جاری پانی کے چھوٹے نہر کے ساتھ ایک مسجد تعمیر کی اور آپ اسی گاؤں میں مقیم ہوئے پیر بابا کا وہی گھر اب بھی اچھی حالت میں موجود ہے اب میاں سید بشیر بابا کی میراث میں ملا ہے وہ خود اور اس کے آل و عیال اسی گھر میں سکونت پذیر ہیں اس گھر کی برکت سے وہ بڑے جاگیردار اور بزرگ سید ہے دوکڈہ گاؤں کوہستان کا علاقہ ہے حضرت پیر بابا نے اس وجہ سے باچا نامی گاؤں میں دارالعلوم بنایا کہ یہ قصبہ بڑا ہے اور اس مدرسہ سے زیادہ لوگ مستفید ہوں گے اور حضرت اخون درویزہ بابا نے اس دارالعلوم کے لئے وظیفہ لوگوں پر مقرر کیا جو آج تک طلباء کے لئے لوگ وظیفہ دیتے ہیں اس کو فارسی زبان میں درویزہ

کہا جاتا ہے شادی کا سال ۹۹۵ ھ تھا پیر بابا کی عمر اس وقت ۴۸ سال کی تھی۔ اس شادی کو حضرت اخون درویزہ باباؒ نے تذکرۃ الابرار والاشرار میں یوں بیان کی ہے۔ افغانوں کا عام طریقہ ہے کہ جب کوئی عالم یا نیک آدمی ان کے ہاں بغرض قیام کچھ عرصہ کے لئے آتا ہے تو اس قوم اور قبیلہ کا سردار اپنی لڑکی یا بہن اس مقصد کے لئے ان کے نکاح میں لانا چاہتا ہے کہ شادی کے بعد وہ اس علاقہ میں مستقل سکونت اختیار کریں گے اور لوگ ان کی وعظ ونصیحت اور تعلیم وتبلیغ سے فائدہ اٹھائیں گے اسی غرض کے لئے ملک دولت ملی زئی نے اپنی بہن بی بی مریم سے میرا نکاح کیا اگرچہ اس وقت میں شادی کے حق میں نہیں تھا لیکن اس علاقہ کے لوگوں کی محبت، ہمدردی اور ایثار دیکھ کر میں نے شادی کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ کبھی کبھی پیر بابا بونیر کے زبٹول نامی گاؤں کے قدرتی غار میں چہلہ کشی میں مصروف رہتا آپ کے ساتھ اس اعتکاف میں حضرت اخون درویزہ بابا اور ملا صالح جان دیوانہ بابا بھی شریک ہوتے۔ حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا نے خواجہ خواجگان معین الدین اجمیری کے طریقہ تعلیم باطنی ظاہری پر عمل پیرا ہوکر صوبہ سرحد میں رشد و ہدایت کا شمع روشن کیا اور خصوصاً بونیر باچا کلے اس تبلیغ کا مرکز بنا وہاں کے

لوگوں نے آپ کو ایک روحانی ولی اور بزرگ سمجھے عقیدت اور محبت کا بے مثال ثبوت پیش کیا اور آپ نے مستقل سکونت بھی وہاں اختیار کی اور وہاں شادی بھی کی جس سے اللہ تعالیٰ نے آپکو اولاد بھی عطا کی اور مولانا عبدالکریم المعروف بہ میاں کریم داد اور اس کے والد ماجد حضرت اخون درویزہ بابا اور حضرت پیر مولانا محمد صالح المعروف بہ دیوانہ بابا جیسے مقتدر روحانی شخصیات بھی آپ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے حضرت اخون درویزہ بابا سے عالم دین ان علاقوں میں کوئی نہ تھا۔

حضرت پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئے ان میں بڑا میاں سید مصطفیٰ دوسرے صاحبزادے کا نام سید حبیب اللہ اور تیسرے کا نام سید عبداللہ تھا جو بلوغ سے پہلے وفات پا چکے اور اس وقت حضرت پیر بابا زندہ تھے تین صاحبزادیوں میں سے ایک برکازی دادی صاحبہ جو کہ پیرہ اماں بی بی مریم کے بھائی کے صاحبزادہ کی بیاہ میں دی گئی تھی دوسری صاحبزادی مانیا رامی ہے جو کہ ایک قندہاری سید عالم دین کو نکاح میں دی تھی اس کی اولاد میں سے صرف ایک لڑکا پیدا ہوا تھا اور وہ بھی بارہ تیرہ سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے اور باقی اور اولاد نہیں ہیں

حضرت پیر بابا کی تیسری صاجزادی بی بی عائشہ ہیں جو کہ
شاھان دادی اماں کے نام سے مشہور ہیں اور یہ صاجزادی
حضرت اخون درویزہ باباؒ کے صاجزادے میاں عبدالکریم
عرف میاں کریم داد شہید باباؒ کے نکاح میں تھی اس
صاجزادی کا مزار مبارک اسلام پور سوات میں پرانا مقبرہ
میں دفن ہیں اور دادی اماں اور حضرت پیر بابا کی صاجزادی
پردہ مشہور رہے۔شادی کے بعد حضرت پیر باباؒ جب اپنی والدہ
کے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے آپ کی والدہ نے پوچھا
کہ اے بچہ تم کہاں تھے کہ گھر کو نہیں آئے تو حضرت پیر باباؒ
نے اپنی والدہ کو وہ تمام حالات سنا دیئے جو ان پر گزر رہے
تھے اور یوسف زی اور بونیر میں سکونت کا بھی ذکر کیا اور اس
علاقہ میں شادی اور بچوں کا بھی ذکر کیا آپ کی والدہ کو
آگاہی ہوئی تو فرمایا کہ بچہ یہاں نہ ٹھہرنا بلکہ جاؤ اور اپنے
بال بچوں کو یہاں لے آؤ اور اگر آنے کا کوئی مکان نہ ہو تو
میں نے اپنا حق تمہیں بخش دیا ہے پھر ان کے ساتھ رہو کہ ان
لوگوں کا حق ہمارے گردن پر نہ رہے۔ والدہ ماجد نے رخت
سفر تیار کیا اور دعا کے ساتھ رخصت کیا اس کے بعد پیر بابا ہر
سال اپنی والدہ کی ملاقات کی نیت کرتا لیکن کچھ ایسی
دشواریاں درمیان میں اجاتی جو جانے کا موقع نصیب نہ ہوا۔

حضرت پیر باباؒ کے آباؤ اجداد میں سے سید محمد نور بخش ترمذی
ایران سے تشریف لائے تھے ترمذ کو اور ترکستان کے قندوس
شہر میں سکونت پذیر تھے یہ شہر کسی زمانہ میں ترک مغل
بادشاہوں کے زمانہ میں دارالخلافہ بنا تھا حضرت پیر بابا کے
والد محترم سید قنبر علی شاہ کا دادا سید احمد نور اور اس کے والد
ماجد سید یوسف نور قندوس میں پیدا ہوئے تھے قندوس کا وہ
پرانا شہر ویران پڑ گیا ہے اور بیابان بنا ہے ترکستان سے موجود
بلخمری شہر سے بذریعہ سوزو کی پاکستانی ڈھائی روپے کرایہ لیتا
ہے یہ روڈ خان آباد اور تالقان اور بدخشاں کو بھی جاتا ہے
اور دریائے بغلان، دریائے آمو کے ساتھ مل جاتا ہے
قندوس اور پشاور کے درمیان کابل شہر آباد ہے خیبر پار پشاور
سالنگ پار قندوس یعنی پرانا قندوس کے قریب ایک قبرستان
ہے اس قبرستان میں حضرت پیر بابا کے والد اور والدہ اور
دادا و پر دادا کے قبور اور مزارات ہیں لوگ وہاں زیارت
کے لئے جاتے ہیں اور ان سے روحانی فیض حاصل کرتے
ہیں۔ حضرت پیر بابا کا بڑا صاحبزادہ میاں سید مصطفیٰ پر بی بی
مریم یعنی پیرہ ابئی کے بھائی کی بیٹی کو آپ کے نکاح میں تھی
حضرت پیر بابا کی زندگی میں وہ کونڑ افغانستان پشت دونائی
علاقہ کو گھر والوں کے ساتھ گئے تھے پھر دوبارہ وہ بونیر سوات

کو واپس تشریف نہیں لائے وہاں وفات پا گئے اور وہاں اس کا قبر یعنی مزار مبارک ہے۔ میاں سید مصطفٰی بابا کی بیوی جو بی بی مریم کی رشتہ دار تھی دو صاحبزادے پیدا ہوئے میاں عبدالوہاب اور حضرت میاں قاسم جب ان کی والدہ وفات پا گئی تو ان کے والد ماجد نے دوسری شادی کی اس کی کوئی اولاد نہ ہوئی تھی تو حضرت عبدالوہاب اور میاں قاسم کی بابا کی دعا سے چودہ سال بعد میاں حسن بابا پیدا ہوا حضرت میاں عبدالوہاب ار حضرت میاں قاسم بابا دونوں کو کونڑ سے حضرت اخون درویزہ بابؒا سے اپنے مرشد کامل کی اجازت سے بونیر کو مدرسہ عالیہ سیدیہ کو واپس لے آیا۔ یہ دونوں حضرات حضرت پیر بابا کے زیر تربیت رہ چکے تھے اور تعلیم حاصل کئے تھے پھر یہ دونوں حضرات واپس کونڑ افغانستان نہیں گئے حضرت میاں حسن بابا بھی بونیر کو دینی تعلیم کے لئے تشریف لائے تھے اور حصول علم کے بعد یہاں رہے اور واپس کونڑ نہیں گئے یہ تینوں بھائی اپنے والد ماجد حضرت میاں سید مصطفٰی بابا کے دیدار کے لئے تشریف لے جاتے لیکن وہاں سکونت پذیر نہ تھے بڑے صاحبزادوں کے لڑکے کونڑ افغانستان گئے ہیں اور وہاں سکونت بھی اختیار کئے۔ حضرت عبدالوہاب عرف میاں اودل بابا اپنے زمانہ کے مشہور عالم بزرگ تھے اور بونیر کے

شلبانڈی گاؤں میں رہتے تھے اور وہاں وفات پاگئے آپ کا
مزار مبارک شلبانڈی گاؤں کے شرقی بڑے قبرستان میں ہے
جو مرجع خلائق ہیں مزار مبارک میاں اودل بابا کے نام سے
یاد کیا جاتا ہے حضرت پیر بابا کی بیوی صاحبہ بی بی مریم
المعروف بہ پیرہ الئی بونیر کے سرد چشمہ نامی گاؤں کے قریب
بڑے شاہراہ کے ساتھ دفن ہیں بڑا شاندار مزار مبارک ہے
اور ساتھ ہی بڑی جامع مسجد بھی ہے اور مرجع خلائق ہیں۔ پیر
بابا کا دوسرا صاحبزادہ سید حبیب اللہ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔
آپ کی بیوی بھی سیدانی تھی اور آپ نے دوسری شادی نہیں
کی۔ سید حبیب اللہ صاحب پیر بابا کی وفات کے بعد وصال کر
گئے اور حضرت پیر بابا کے قبر کے ساتھ قبلہ کی جانب دفن ہے۔
حضرت پیر باباؒ کا تیسرا صاحبزادہ جو سب سے چھوٹا تھا اور اس کا
نام عبداللہ تھا بچپن میں حضرت پیر بابا کی زندگی میں رحلت کر
گئے تھے اور اس جامع مسجد کے قریب والی قبرستان میں دفن
ہے جہاں پیر بابا اور سید حبیب اللہ صاحب دفن ہیں حضرت
سید عبداللہ کا قبر پیر بابا کے قبر کے پنجرہ کے باہر حضرت پیر بابا
کے سرہانے کی طرف ایک گز کے فاصلے پر اب بھی موجود ہے۔
ہمیں جو شجرے حضرت میاں اودل بابا اور حضرت میاں قاسم
بابا ملے ہیں تو ان شجروں میں ان دو صاحبزادوں کے بیٹوں کی

تعداد زیادہ ہیں لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیٹوں کے ساتھ
پوتوں کے نام بھی درج ہو۔ حضرت میاں حسن بابا کوکڑی
سوات کا شجرہ بالکل واضح ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت
میاں حسن بابا کی اولاد اپنے دونوں بھائیوں کی اولاد سے
تعداد میں کم ہیں۔ حضرت میاں اودل بابا کے صاحبزادے
اور شجرہ مندرجہ ذیل ہے۔ حضرت میاں مسعود، میاں امام محمد،
میاں ساقی، میاں داؤد، میاں سید جمال، میاں سرور، محمود
شاہ، عبدالقادر، عبدالرزاق، حضرت میاں موسیٰ۔

حضرت میاں مسعود کا قبر اپنے والد میاں اودل بابا
کے قبرستان شلبانڈی میں ہے میاں مسعود بابا کے بارہ
صاحبزادے تھے ان کے نام یہ ہیں۔ میاں خواجہ نور مدفن بمع
والد، میاں پیر بنغم، میاں حسام، میاں حقی، میاں زھراب شاہ
میاں پیر عالم میاں پیر امام مدفن جدبہ ابا سین، میاں حضر مدفن
، بھار چغرزی میاں بدیع الدین مدفن سنی گرام بونیر، میاں پیر
عاشق مدفن برہ بانڈہ سوات، میاں خواجہ بہاؤ الدین مدفن
مینگورہ پانو کلے سوات اور اخون جمال لاولد مدفن مینگورہ
سوات میاں امام محمد عرف لوڑے بابا کا قبر مبارک بونیر میں
بھائی نامی گاؤں میں ہے اور اس کے بیٹے باڑی بابا کا مزار
بھی بھائی گاؤں میں ہے اور اس کا دوسرا بیٹا برڑہ بابا کا مزار

اس گاؤں میں ہے لیکن دوسرے قبرستان میں دفن ہے جو برڑہ گاؤں کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت میاں ساقی بابا کا مزار مبارک باجوڑ گامبٹ نامی گاؤں میں ہے اور آپ کے ایک صاحبزادے سید عبدالباقی عرف غازی بابا کا مزآر مبارک خوازہ خیلہ سوات ہے اور اس کا ایک بیٹا میاں بابا جس کا مزآر مبارک سوات ڈکوڑک نامی گاؤں میں شرقی بڑے قبرستان میں ہے میاں ساقی بابا کا دوسرا بیٹا سید عسکر جس کا مزار مبارک آمنی غوربند جوزوکنڈو میں ہے۔

میاں عبدالباقی غازی بابا ایک صاحبزادہ ڈھیری بابا ہے وہ بھی خوازہ خیلہ ڈھیری میں دفن ہے اور آپ کا دوسرا صاحبزادہ میاں بابا کا مزار مبارک بھی خوازہ خیلہ سوات جانو نامی گاؤں میں ہے اور آپ کی اولاد بھی یہاں رہتی ہیں۔

میاں اودل بابا چوتھا صاحبزادہ میاں داؤد ہے جس کا مزار مبارک ریاست دیر گنوڑی نامی گاؤں میں ہے اس کی اولاد ضلع دیر کے کومبڑ میدان وغیرہ علاقہ میں آباد ہیں۔

حضرت میاں سید جمال بابا اور اس کے دو صاحبزادے میاں عباس اور شاہ مرتضی تو ان تینوں کے مزارات کونڑ پشت دونائی میں ہیں اور ہوسکتا ہے کہ میاں

اودل بابا کے دوسرے صاحبزادے بھی کوٹز میں ہو اور دفن ہو۔

حضرت میاں مسعود بابا کا بڑا صاحبزادہ میاں پیر عاشق بابا شلبانڈی بونیر سے برہ بانڈی سوات آئے تھے اور برہ بانڈہ گاؤں کے باہر ایک قدرتی بڑا چشمہ ہے اس کے قریب گھر اور مسجد آباد کیا تھا وہ گاؤں سرمنے کے نام سے مشہور ہے آپ وہاں رہتے تھے بڑے عالم و فاضل شخصیت تھے اور طریقہ چشتی میں بیعت تھے اور وہاں وفات ہو چکے ہیں اور آپ کا مزار مبارک بھی وہاں موجود ہے جو میاں عاشق بابا کے نام سے لوگ یاد کرتے ہیں۔ میاں عاشق بابا کے تین صاحبزادے تھے میاں سید اکبر جو اپنے زمانہ کے شہنشاہ تھے دوسرا صاحبزادہ میاں محب الدین تیسرا میاں طلب الدین تھے میاں سید اکبر اور میاں طلب الدین کے مزارات اپنے والد کے مزار کے ساتھ ہیں اور میاں محب الدین بابا کا مزآر سوات شکر درہ نامی گاؤں میں ہے اس کے دو صاحبزادے تھے ایک کا قبر شکردرہ کے قبرستان میں ہے اور دوسرے صاحبزادے کا مزار دیولئی برہ چم میں ہے۔

حضرت میاں قاسم بابا اپنے زمانہ کے مشہور ولی اور بڑے عالم فاضل شخصیت تھے حضرت میاں قاسم بابا اور حضرت

میاں نور بابا ابن میاں عبدالکریم المعروف بہ کریم دادا
دونوں نے مدین سوات سے لے کر کوہستان تک تمام علاقوں
میں غزا کیا اور اس علاقہ کو کافروں سے خالی کرایا کوہستانی
لوگ ان کی اولاد ہے جو ان دونوں بزرگوں کے ہاتھوں
مسلمان ہوئے تھے۔ ان میں بعض بوڑ قبیلہ ہے بعض کو دنوڑا اور
بعض کو پاجیز کہا جاتا ہے اور بعض جوڑ قبیلہ ہے پاجیز قبیلے کا
باپ پانچ بار مسلمان ہوا تھا ان میں سے ایک قبیلہ خانان ہیں
اس قبیلہ کے سردار نے حضرت میاں قاسم بابا اور حضرت میاں
نور بابا کا ساتھ دیا تھا تو انہوں نے اس کو دعا دی کہ تم ان
لوگوں کے خانان ہو اب خانان میں سے اگر بہت غریب بھی
ہو کچھ بھی ان کے پاس نہ ہو لیکن وہاں کے لوگوں ان کو خان
صاحب کہتے ہیں۔ جب علاقہ کوہستان فتح کیا تو اس کے بعد
مدین شاہ گرام کے پکلئی نامی گاؤں میں رہنے لگے آپ نے
اپنے لواحقین کو وصیت کی تھی کہ جب میں علاقہ کوہستان یا شاہ
گرام میں مر جاؤں یا شہید ہو جاؤں تو مجھے اس علاقہ میں دفن
نہ کرنا کیونکہ یہ علاقہ دارالحرب ہے یہاں مسلمانوں کا پرانا
مقبرہ نہیں ہے سواتی قوم کے قیام اور سکونت کے وقت
کافرستان کے لوگ آباد تھے بابا خیلے اور خت گاؤں کے
قریب موجود پیر کلے میں بڑا پرانا قبرستان ہے وہاں

مسلمانوں کی قبریں ہیں وہاں مجھے لے جاؤ اور دفن کرو اور یہ گاؤں پیر کلے کے نام سے مشہور ہوا اور جہاں آپ کی شہادت ہوئی ہے یعنی توروال کوہستان تو دریا کے کنارے میاں قاسم بابا کے نام پر ایک اونچا قبر بنا ہوا ہے یہ ایک یادگار قبر ہے یعنی شہادت میاں قاسم بابا کی جگہ اور وہاں بھی اب قبرستان بن گیا۔

حضرت میاں قاسم بابا کے صاحبزادوں کی تعداد اور نام مندرجہ ذیل ہیں۔

میاں شیخ فرید بابا آپ کا مزار سمبٹ چم عرف کڑپے بابا بر سوات میں ہے۔

میاں مندہ بابا لاولد جس کا مزار مبارشنگوائی چم بر سوات میں ہے۔

میاں پیر صدیق بابا آپ کا مزار مبارک تحصیل کبل بمقام چنداخور میں ہے۔

میان شیخ کبیر عرف سمسے بابا جس کا مزار پیو چار کلے بر سوات میں ہے۔

میاں سید عبدالجبار جس کا مزار شین گٹ عرف مٹی بابا شین گٹ سوات میں ہے۔

حضرت میاں مومن آپ کا مزار مبارک سرد چشمہ پیرہ ابئ

بونیر میں ہے۔

حضرت میاں غفور جس کا مزار دوکڈہ بونیر آپ کے ساتھ تارو گے باباودوکڈہ بونیر میں ہے۔

حضرت میاں سید علی شاہ جس کا قبر چغرزی میں ہے اور میاں پیر علی شاہ کا قبر مبارک کا علم نہیں میاں سید جلال جس کا قبر شدکاری بکوڑ منگ پکلئی کاغان میں ہے۔

میاں قاسم بابا کے صاحبزادے میاں شیخ فرید کے پانچ صاحبزادے تھے ایک کا نام میاں علی شاہ جو میاں پیر نشان بابا کے نام سے مشہور ہے مدین کے اڈہ کے قریب قبرستان میں آرام فرماہے اور یہ قبرستان میاں پیر علی شان کے مقبرہ سے مشہور ہے۔میاں شیخ فرید کا دوسرا صاحبزادہ شاہ گرام باباتھااس کا قبر موحہ دیر میں ہے۔

تیسرا صاحبزادہ کا نام میاں سید رسول تھااس کا مزار تیرات دامانہ گاؤں میں ہے۔

چوتھے صاحبزادے کا نام حضرت میاں شیخ نور صاحب ہے اس کے ایک بیٹے کا نام سید یوسف تھا ساتال میاں گان بع پکلئی میاں گان و شنگئی میاں گان شاہ گرام ان کی اولاد ہیں۔ مدین قصبہ سے باہر بحرین روڈ پر آپ کا مزار ہے۔پانچویں صاحبزادے کانامیاں سید رقیب ہے جس

کا مزار مبارک چکدرہ میں ہے اس کے بیٹے کا نام میاں محی الدین جو کوٹیگرام ادینزئی سوات میں دفن ہے۔

حضرت میاں غفور بابا ابن میاں قاسم بابا آپ کے صاحبزادوں میں سے ایک کا نام میاں رحمان الدین ہے۔ جو کانڑا بابا کے نام سے مشہور ہے آپ کا مزار مبارک بونیر کے سلطان وس گاؤں میں ہے حضرت میاں مومن ابن میاں قاسم بابا آپ کے چار صاحبزادے تھے ایک کا نام جہاں میر عرف سورگیرے بابا جو درشخیلہ سوات میں آپ کا مزار ہے دوسرے کا نام جہان نور جو طورڑبے بابا کے نام سے مشہور ہے آپ کا مزار بھی درشخیلہ میں ہے۔

تیسرے صاحبزادے کا نام سید نور المعروف بہ زیڑے بابا ہے جس کا مدفن درشخیلہ ہے چوتھے کا نام میاں سید علی عرف میں اشاہ صاحب بابا ہے آپ کا مزار چپریال سوات میں ہے میاں سید جلال بابا ابن میاں قاسم بابا آپ کی اولاد شینکاری پکلی کاغان وغیرہ آلائی سوات بٹیلہ نامی گاؤں میں ہیں سید جلالی میاں گان سے مشہور ہیں۔

حضرت میاں حسن بابا کے چار صاحبزادے تھے ان میں سے ایک کا نام سید حسن مزار شریف امازوگھڑی مردان کوٹ دولت زی میں ہے۔ دوسرے کا نام سید یوسف عرف

میاں شیخ بابا مزار مبارک تلیگرام سوات میں ہے تیسرے حضرت میں میاں جی بابالا ولد جس کا مزار غالیگی سوات میں ہے چوتھے کا نام حضرت نادان بابالا ولد قبرستان میاں حسن بابا کوکڑی سوات میں آپ کا مزار ہے۔

شجرہ شریف سید نبی شاہ و سید ادم شاہ صاحبؒ

سید ... عرف ...

سید مصطفیٰ — سید حبیب اللہ — سید عبداللہ لاولد

سید عبدالوہاب — سید میاں قاسم — سید میاں حسن

امام محمد — ساقی — میاں داؤد — سید جمال — سرور — محمود شاہ — عبدالقادر — عبدالرزاق — میاں ... — میاں مسعود

خواجہ نور — پیر ... — میاں حسام — میاں حقی — میاں پیر عالم — میاں پیر امام — میاں خضر — بدیع الدین — پیر عاشق — بہاء الدین — اخون جمال — میاں سہراب شاہ

مدفن بزار

مرتضیٰ شاہ

سید منیم شاہ

سید حبیب شاہ

سید اکبر شاہ

سید انور شاہ

سید نبی شاہ — مدفن ملتان پنجاب

سید محمد ادم شاہ — مدفن ... ...

شجرہ شریف حضرت سید عبدالستار شاہ المعروف باچا جان صاحب

- سید علی ترمذی المعروف پیر بابا
  - سید مصطفیٰ
    - سید عبدالوہاب
    - سید میاں قاسم
      - میاں امام محمد
      - میاں ساقی
      - میاں داؤد
      - میاں سید جمال
      - میاں سرور
      - محمود شاہ
      - عبدالقادر
      - عبدالرزاق
      - میاں موسیٰ
      - میاں [illegible]
        - خواجہ نور
        - میاں پیر چیم
        - میاں حسام
        - میاں حقی
        - میاں پیر عالم
        - میاں پیر امام
          - مدفن ہزارہ
          - سید [illegible] شاہ ہزارہ
          - سید امیر شاہ
          - سید گل شاہ
          - مدفن میران کے
            - سید ممند شاہ
              - سید عبدالقہار
              - سید عطار شاہ
              - سید اکبر سید
            - سید حکیم شاہ
              - سید [illegible] شاہ
            - سید برحان شاہ
              - سید عبدالستار شاہ المعروف باچا جان صاحب
              - سید عبدالمنان
        - میاں جعفر
        - میاں بدیع الدین
        - میاں پیر عاشق
        - میاں خواجہ بہاء الدین
        - اخون جمال
        - میاں [illegible] شاہ
    - سید میاں حسن
  - سید حبیب اللہ لاولد
  - سید عبداللہ لاولد

حضرت پیر باباکے مریدین اور خلفاء

آپ کے مریدین کی تعداد بہت زیادہ ہیں علاقہ بونیر نگراور اسلام صوابی میں آپ کے مریدین کا جال بچھا ہوا تھا ان مریدین میں سے جوتصوف میں منازل سلوک طے کئے تھے اور روحانیت میں عروج کے منزل پر تھے تو ان کو حضرت پیر باباؒ نے خلافت سے نوازا ان میں سے آپ کا بڑا صاحبزادہ

(۱) سید میاں مصطفیٰ بابا جو کنڑ میں دفن ہے آپ کا ماذون اور خلیفہ ہے۔

(۲) حضرت ملا صالح عرف دیوانہ بابا بونیر مدفن بدال

(۳) حضرت اخون درویزہ باباؒ جس کا مزار پشاور ہزار خوانی میں ہے۔

(۴) حضرت شیخ عبدالکریم عرف اخون کریم داد جس کا مدفن مدین تیرات میں ہے۔

(۵) حضرت اخون یوسف الیاس جائے مدفن چنار کلے بونیر سوات۔

(۶) حضرت ملا محمد عرف ملاتور بابا مدفن ایلئی کلے بونیر۔

(۷) حضرت ملا ہارون جس کا مدفن باچا کلے بونیر ہے ولد شہید باباؒ بونیر

(۸) نیمگئی مرد صاحب مدفن نیمگئی کلے سوات ۔

(۹) باڑی بابا مدفن رنگیلا کلے شموزی سوات

(۱۰) حضرت ملا سنجر پاپینی مدفن نا معلوم

(۱۱) حضرت سید خواجہ علی دواوہ ہشت نگر چارسدہ

(۱۲) حضرت سید ہارون دواوہ یہ دونوں بھائی ہیں ۔

(۱۳) حضرت نلو بابا نل کلے تھانہ سوات ۔

(۱۴) حضرت محمد ابراہیم عرف حصار بابا طوطا کان سوات

اس کے علاوہ بہت سے خلفاء ہیں لیکن میرے علم میں ابھی تک نہیں آئے یہ تمام شاہ خراسان بونیر غوث حضرت سید علی شاہ ترمذی المعروف بہ پیر باباؒ کے خلفاء اور ماذون تھے ۔

حضرت اخون درویزہ بابا کی اولاد

حضرت اخون درویزہ باباؒ کے چھ صاحبزادے تھے ان میں ایک کا نام عبدالباری دوسرے کا نام عبدالخالق تیسرے کا نام عبدالکریم عرف کریم داد ہے چوتھے کا نام پائند محمد ہے پانچویں کا نام عبداللہ اور چھٹے کا نام محمد یوسف ہیں اس کا شجرا اولاد مندرجہ ذیل ہے ۔

عبدالخالق عرف خالقداد ابن اخون درویزہ باباؒ ایک عالم و فاضل شخصیت تھے احکام ایمان کے نام سے ایک مستند کتاب لکھی ہے اپنے چچا محمد صادق کی طرف سے ننگرہار گیا تھا اور رہائش پذیر ہوا اور پھر دوبارہ یہاں نہیں آیا آپ کی اولاد کابل افغانستان میں موجود ہے اخون خیل میاں گان سے مشہور ہیں اور سنا ہے کہ علاقہ تیراہ صوبہ سرحد میں بھی ہیں ۔

عبدالباری عرف باری دادا ابن حضرت اخون درویزہ باباؒ طالب علمی کے زمانہ میں کشمیر سری نگر اسلام آباد نامی علاقہ کو تشریف لے گیا اور وہاں مقیم ہوا پھر دوبارہ اس علاقہ کو واپس نہیں آیا ہے اس کی اولاد علاقہ کشمیر میں ہے اور اخون خیل میاں گان سے مشہور ہیں ۔

حضرت محمد یوسف ایران کو حصول علم کے لئے آ گیا تھا اور دوبارہ صوبہ سرحد تشریف نہیں لایا ہے اس کی زندگی اور اولاد کا کوئی پتہ ہمیں معلوم نہیں ۔

حضرت میاں عبداللہ عرف اللہ دادا ابن اخون درویزہ باباؒ بڑے عالم و فاضل صوفی تھے اپنے والد کے مرید اور خلیفہ تھے سوات میں سیدو شریف کے قریب اسلام آباد میں مقیم ہوئے بڑے عابد اور زاہد تھے آپ کا صرف ایک

صاحبزادہ تھا جس کا نام عبدالحلیم تھا جو تیس سال کی عمر میں اپنے چچا عبدالکریم عرف میاں کریم دادا شہید بابا کے ساتھ مدین تیرات میں شہید ہوئے بڑے عالم و فاضل اور شاعر تھے اپنے چچا کے شاگرد اور مرید تھے آپ کا قبر کانجو میں ہے اور حلیم بابا کے نام سے مشہور ہے قبر مبارک مرجع خلائق ہے حضرت میاں عبداللہ آپ کی شہادت کے بعد آپ کا والد میاں عبداللہ اسلام پور میں وفات پا گئے اور آپ کا مزار مبارک بھی اسلام پور سیدو شریف میں ہے اسلام پور کے پرانی قبرستان میں آپ کا مزار ہے اور میاں عبداللہ بابا کے نام سے مشہور ہے آپ کی اولاد اسلام پور میں ہیں وہاں بھی لوگ آپ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور روحانی فیوضات سے مالا مال ہو کر چلے جاتے ہیں اسلام پور میں میاں نور محمد نقش بندی کا بھی مزار ہے۔

میاں عبداللہ بابا
↓
عبدالحلیم
↓
عبدالواحد
↓
عبدالرحیم
↓
عبدالقیوم
↓
عبد اکبر
↓
میاں سید اکبر

- میاں محمد
  - میاں اکبر
  - گُذ میرے
- محمد گل میاں
  - زرین میاں
- شام بابا
  - گل شان
  - میان شان
- میاں نور احمد
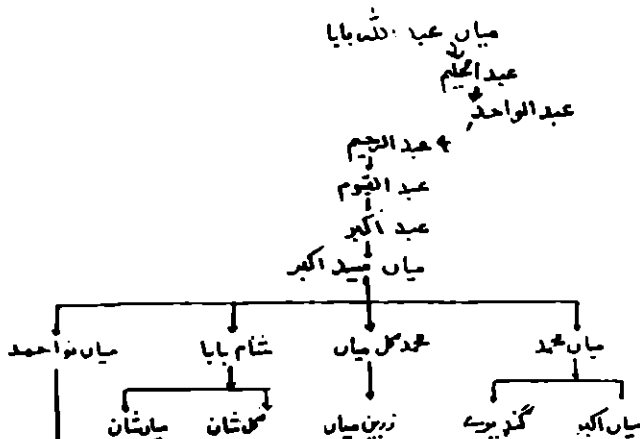
حضرت اخون پائندہ محمد بن اخون درویزہ باباؒ اپنے
زمانہ کے مشہور بزرگ صوفی عالم باعمل تھے آپ مؤلف بھی
تھے اور فقہ شریف کی کتابوں پر حاشیے بھی لکھے ہیں اپنے والد
سے بیعت تھے اور پھر اپنے والد کے خلیفہ طریقت ہوئے
ریاست دیر جو سوات کے ساتھ ملا ہوا علاقہ اسبنڑ ڈھیری میں
کشمیر نامی گاؤں میں رہائش پذیر تھے صاحب ولایت تھے
اخون بابا کے نام سے مشہور ہیں آہنگرو بابا اور آکا بابا ٹیغک
سوات اور اسو بابا، بوڑھا بابا اوچ کے آپ کے مریدین اور
شاگرد تھے یہ تمام بڑے بڑے علماء میں سے تھے آپ وہاں
وفات پاگئے ہیں آپ کا مزار مبارک کشمیر نامی گاؤں میں ہے
مرجع خلائق ہے اور اخون بابا کے نام سے یاد کئے جاتے
ہیں۔

حضرت اخون پائندہ محمد ابن اخون درویزہ باباؒ کی
اولاد ضلع دیر اور کنڑ افغانستان میں ہیں۔آپ کا مزار مبارک
بھی مرجع خلائق ہے لوگ دور دراز علاقوں سے دعاء کے لئے
حاضر ہوتے ہیں اور پھر آپ کے قبر سے فیوضات لے کر
واپس اپنے اپنے علاقوں میں چلے جاتے ہیں۔

حضرت عبدالکریم المعروف بہ اخون کریم دادا شہید بابا ابن حضرت اخون درویزہ باباؒ

۴

حضرت اخون کریم دادا حضرت اخون درویزہ بابا کا سب سے بڑا صاحبزادہ تھا۔ آپ ۹۷۰ھ میں بونیر کے سالارزو میرہ نامی گاؤں میں پیدا ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ نوروزی قبیلہ میں خمارخیل شاخ کڑپے نامی گاؤں میں بڑے خان حبیب خان کی بہن تھی وہ بھی کڑپہ میں رہائش پذیر تھے آپ کی پیدائش سے دو ماہ بعد آپ کے والدین نے دعا کے لئے پیر بابا کی خدمت میں حاضر کیا تھا اور حضرت پیر باباؒ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈال دیا تھا اور اس نیک فرزند ارجمند کے لئے دعا بھی کی دس سال کی عمر میں پیر بابا کے مدرسہ عالیہ میں حصول علم کے لئے داخل ہوا آپ براہ راست پیر باباؒ کا شاگرد اور خلیفہ و ماذون تھے حضرت پیر بابا علیہ الرحمت نے اپنی صاحبزادی عائشہ المعروف بہ نیا ابی یعنی

دادی اماں یاشاھان بی بی آپ کے نکاح میں دے دی دادی اماں کا مزار مبارک اسلام پور سوات میں موجود ہے جو حضرت پیر بابا کی صاحبزادی کے نام سے مشہور ہے حضرت میاں اخون کریم داد حضرت پیر بابا کے ساتھ رہائش پذیر تھے اور آپ کے نواسوں کے استاد بھی تھے حضرت پیر بابا کی وفات کے بعد آپ اسلام پور سوات میں رہنے لگے دہلی کے اکبر بادشاہ اور سوات کے یوسف زئی قبیلہ کے درمیان لڑائیوں کی وجہ سے صاحب خزینۃ الاصفیاء نے اپنی کتاب میں آپ کا اسم گرامی عبدالکریم پشاوری لکھا ہے اس کے تحت آپ کے حالات اور مناقب درج کئے ہیں جب اکبر بادشاہ کے افواج نے سوات کو خالی کرایا اور جلا وطن یوسف زو سوات اور دیر کو آنے کی اجازت دے دی گئی تو اخون کریم دادا المعروف بہ شہید بابا یوسف زئی کے ساتھ واپس آئے اور موجودہ ضلع دیر سندھ کے شیادی نامی گاؤں میں رہنے لگے شیادی علاقہ میں آپ نے ایک بڑی مسجد تعمیر کی اور علم دین کا درس بھی اس مسجد میں جاری کرایا وہ مسجد اب بھی اسی جگہ آباد اور موجود ہے کانجو شہید بابا کے نام سے مشہور ہے شیادی خیل نامی گاؤں میں ایک حمزہ خیل عالم پیر صاحب بھی رہتے تھے اس نے بھی اپنی بیٹی میاں کریم داد کو بخشی یعنی نکاح میں

دے دی ۔حمزہ خیل قوم ضلع دیر میں ایک ستانہ دار قوم ہے تو
شیادی اماں وہاں فوت ہوئی ہے اور وہاں دفن ہوئی ہے آپ
کا مزار شادی خیل گاؤں کے پشت قبرستان میں ہے پھر آپ
کچھ مدت بعد شادی گاؤں دیر سے سوات کے نیک پخیل کانجو
آئے اور وفات ہونے تک کانجو سوات میں سکونت پذیر تھے
علاقہ کانجو میں ایک بڑی مسجد تعمیر کی اور اسی مسجد میں درس علم
دین کا شروع کیا اب وہ مسجد اگر چہ پشتون قوم نے میاں گان
سے قبضہ کیا ہے لیکن شہید بابا کی مسجد کے نام سے یاد کیا جاتا
ہے اس وقت یہ ایک بڑا دارالعلوم اور درسگاہ تھا۔میاں کریم
داد نے اپنی زندگی میں ہندوستان کے اجمیر شریف میں
حضرت خواجہ خواجگان معین الدین اجمیری کے درگاہ عالیہ میں
حاضر ہوا تھا اور پھر اجمیر شریف سے دہلی کو اکبر بادشاہ کے
دین الہی کے خلاف مناظرے کے لئے گیا تھا تو اکبر بادشاہ
نے گرفتار کیا آگرہ کے قلعہ میں قید کیا گیا جو شیخ عبدالکریم جیلی
کے نام سے مشہور ہوا تھا کچھ مدت بعد جیل سے رہا ہوا رہائی
کے بعد آپ اپنے علاقہ کانجو تشریف لائے کافرستان کے کافر
اور مسلمانوں کے لڑائیوں میں غازی محمد خان دیر کے محاذ پر
لڑتا تھا اور حضرت اخون سالاک اباسین سندھ کڑئی کے محاذ پر
لڑتا تھا آپ کا مدفن کابل گرام پایان گاؤں بڑے نالے کے

کنارے پر ہے۔اس وقت حضرت اخون صدیق بابا غور بند لونئی کے محاذ پر لڑتا تھا وہ بھی وہاں شہید ہوئے آپ کا مزار مبارک مینگورہ سوات نواں کلی کے قبرستان میں ہے حضرت اخون صدیق بابا کے نام سے مشہور ہے۔غازی محمد خان یوسف زی دیر کے محاذ پر لڑتا تھا آپ خال نامی گاؤں میں شہید ہوئے غازی محمد خان بابا کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت اخون کریم داد اور حضرت میاں قاسم بابا بر سوات پیر کلے اور صوفی پیر کامل عبدالحلیم ابن میاں عبداللہ بابا جو حضرت اخون کریم داد باباؒ کے بھائی کا صاحبزادہ تھا لنڈی کالاکوٹ دوشاہ گرام دارمئی اور علاقہ تیرات، شاہ گرام پیتی موجودہ نام فتح پور میادم، جروپیا اور چورڑئی موجودہ نام مدین چیل کے محاذ پر لڑتا تھا اس جنگ وغزا میں ۱۰۵۹ھ میں تیرات کے مقام دریا کے کنارے آدھی رات کے وقت اور شوال عیدالفطر کے مہینہ کے نو تاریخ کافروں کے ہاتھوں حضرت میاں کریم داد اور پیر عبدالحکیم شاعر دونوں اس غزا میں شہید ہوئے اور حضرت میاں الہ داد چشتی بابا آلہ ڈھنڈ سوات جو پیر آدم خان بابا افغان کا بیٹا تھا اور میاں کریم داد کا خواہرزادہ تھا اس لڑائی میں سخت زخمی ہوا مگر مرنے سے بچ گیا۔

حضرت چشتی بابا کی شادی کا ایک ہفتہ گزر گیا تھا کہ
آپ زخمی ہوئے اور حضرت میاں قاسم باباؒ اس غزا میں بچ
گئے مگر دوسری لڑائی یعنی غزا میں کوہستان کے تو روال نامی
گاؤں میں غزا کرتے شہید ہو گئے اس تو رال نامی گاؤں میں
آپ کا یادگار اب بھی موجود ہے۔

جس وقت حضرت اخون کریم داد شہید باباؒ شہید ہوئے
تو لوگوں نے آپ کو تیرات علاقہ دریا کے کنارے دفن کیا
کانجو کے لوگ آئے اور آپ کو نکالا وہاں نیک بخیل کانجو لے
گیا نیک بخیل میں دمغار نامی گاؤں میں جنازہ رکھا گیا اس
وقت خوجہ قوم کے قبضہ میں دمغار گاؤں تھا اور وہاں کی
جائیداد و زمین خوجہ قوم کی تھیں اللہ جانے کہ یہ کونسی قوم تھی اور
کونسی ذات تھی تو غازی اور مجاہدین نے میاں کریم داد کے
لئے قبر کی جگہ مانگی لیکن انہوں نے انکار کیا ان کا خیال تھا کہ
میاں کریم داد ایک بزرگ اور نیک آدمی تھا اس کے قبر کے
ارد گرد لوگ اپنے مریدوں کو دفن کرنا شروع کر دیں گے اور
پورا مقبرہ بن جائے گا تو کس ونڈ میں آپ کے جنازے کی
چارپائی رکھنے کی جگہ پر ایک یادگار اب بھی موجود ہے جو شہید
بابا کے نام سے مشہور ہے اور اس کے بھائی کا صاحبزادہ پیر
عبدالحلیم صاحب بھی کانجو نیک بخیل میں دفن ہوئے۔ مدین

تیراث کے لوگوں نے محسوس کیا کہ ایک بزرگ ہمارے علاقہ سے کس طرح لوگ لے گئے تو وہ چپکے سے گئے اور وہاں سے آپ کو دوبارہ نکال کر مدین لے آئے اور اسی جگہ جہاں شہید ہوئے تھے دوبارہ دفن کرایا اور اس قبر کو سیمنٹ کر کے اوپر ریت اور مٹی ڈال دی لوگوں میں مشہور کیا کہ صرف وہ یہاں شہید ہوا ہے یہ صرف یادگاری قبر ہے لیکن اب ہمارے زمانہ میں حضرت کانڑا بابا جی صاحب نے اپنے ایک مرید کو بھیجا اور فرمایا کہ حضرت اخون کریم داد تیراث مدین میں ہے جب وہ ریت اور مٹی اٹھائے گئے وہ پرانا تین سو سال کا وہ قبر نکل آیا اوپر ابڑا قبر بنایا گیا ہے قبر کے دونوں طرف روشن دان ہیں جو ابھی تک وہ پرانا قبر موجود ہے اور لوگ مشاہدہ کر سکتے ہیں یہاں کافی تعداد میں مجاوران اس کے ارد گرد آباد ہیں ۔ جب خوجہ قوم نے میاں داد کے قبر کے لئے جگہ نہیں دی تو یہ بھی آپ کرامت میں سے ہے کہ نیک بخیل کے رئیس جس کا نام علی خان تھا خوجہ قوم سے خفہ ہوا اور خوجہ قوم پر لشکر کشی کی تو دمغار جگہ ان سے خلی کرایا وہ دوسرے علاقوں میں چلے گئے اور دمغار گاؤں کو یوسف زئی قوم نے مشترکہ تقسیم کی اور سردار علی خان نے نقارہ سے اعلان کرایا کہ دمغار گاؤں کسی خوجہ کو رات ٹھہرنے کے لئے بھی نہ چھوڑے یہ گاؤں اس قوم

کے لئے ہمیشہ بند ہے۔ اخون میاں کریم دادا کے شہید ہونے کے بعد حضرت پیر میاں قاسم بابا نے ان کے صاحبزادوں کو خطوط بھیجے کہ تمہارے والد صاحب غزا میں شہید ہوئے ہیں تمہیں اطلاع ہو اور اپنے گھر واپس آجاؤ۔ حضرت میاں کریم دادا بابا کا بڑا صاحبزادہ ہندوستان کے دہلی شہر میں تھا اور اس سے چھوٹا حضرت میاں نور محمد بابا مدینہ شریف میں تھا جب ان کو اطلاع ہوئی تو وہ اپنے گھر کو واپس آئے تو حضرت پیر بابا کی صاحبزادی حضرت بی بی عائشہ المعروف بہ شاہان بی بی اور اس کی فقط ایک صاحبزادی تھی حضرت میاں عبداللہ بابا جو میاں کریم دادا کا اپنا بھائی تھا کانجو سے اسلام پور نامی گاؤں لے گئے اور وہ وہاں رہنے لگے شہید بابا کے ہاتھ لکھی ہوئی کتابیں شرح جام جہاں نمائے، مسائل النساء، تحفتہ الخانیہ ،کلمات الوافیات، ، مکتوبات شیخ عبدالکریم، ملحقات مخزن الاسلام آخری حصہ تذکرۃ الابرار فارسی ہیں۔ سوات کے معروف و مشہور صوفی شاعر حضرت حافظ الپوری نے حضرت اخون میاں کریم داد کے متعلق اشعار فرماتے ہیں۔

یو عالم وے ہل شہید شوے

عجب درفرید شوے

د کانجو میاں کریم داده

ما نیولے لمن ستادہ

ایک تو آپ عالم تھے اور دوسرا مرتبہ آپ کی شہادت کا ہے تو آپ عجیبہ درفرید کی طرح ہوئے اے کانجو کے میاں کریم داد میں نے روحانی دامن آپ کا پکڑا ہے۔

حضرت عبدالکریم المعروف میاں کریم داد کے متعلق حضرت مفتی غلام سرور لاہوری خزینۃ الاصفیاء میں لکھتے ہیں'' مولانا عبدالکریم پشاوری قدس سرہ فرزندہ مولانا درویزہ خلیفہ پیر سیدعلی خواص است تربیت ظاہری و باطنی از پدر نیک اختر خود یافتہ اور اخوند کریم داد نیز گوئندووی دراشعار خویش ہم ہمیں نام رااختیار کردی واز محققان این طائفہ و عارفان این جماعہ است صاحب شریعت و طریقت و حقیقت بود' مولانا عبدالکریم پشاور قدس سرہ فرزندمولانادرویزہ ہے اور خلیفہ پیرسیدعلی ترمذی پیر بابا ہے آپ کی تربیت ظاہری و باطنی اپنے والد ماجد کی طرف سے تھااوراس کواخون کریمداد بھی کہتا ہے اوراس نے اپنی اشعار میں یہی نام اختیار کیا ہے اوراس گروہ اور عارفوں کی جماعت کے محققین میں سے ہے آپ صاحب شریعت وطریقت وحقیقت تھے یہی مؤلف آگے مزید لکھتے ہیں ''واز کلام او کہ درتتمہ مخزن الاسلام واقع شدہ علومراتب اوراظہرمن الشمس است و درکتاب خلاصۃ البحر

محقق افغانستان مخاطب است و گوئند کہ چوں مولانا کتاب مخزن الاسلام را بنا تمام میر رسانید بوقت شب جوی از کاغذ سفید درون حجرہ مبارک ہمراہ بردی و ے آن کہ چراغ روشنی کند تحریر نمودی الصباح بیاران خود دادی ہم چنین تمام مخزن را با تمام رسانید'' آپ کے کلام سے جو تتمہ مخزن الاسلام کا ہے اونچے مراتب والے اور سورج کی طرح نمایاں ہیں کتاب خلاصتہ البحر میں آپ کو محقق افغانستان کا خطاب دیا ہے اور کہتا ہے کہ جب مولانا نے کتاب مخزن الاسلام کو ختم کرنے کو پہنچایا تو رات کے وقت سفید کاغذ کو کمرے کے اندر لے گئے اور بغیر چراغ کی روشنی سے تحریر کیا اور صبح سویرے اپنے دوستوں کو دے دی اسی طرح تمام مخزن کو پوری لکھ دی (خزینتہ الاصفیاء صفحہ ۴۷۹) معارج الولایت میں ہے'' کہ شخصے از مولانا پیر سید کہ غوث کرامی گوئند تعریفش چہ است فرمود کہ چوں غوث بمیر دو دیگر کسے بر روے او نظر کند او تبسم کند چوں وفات یافت آں شخص بنظر امتحان در روے نگاہ کرد مولانا تبسم نمود و قریب بود کہ بتکلم درآید آں شخص از اں خطرہ تائب گشت و گفت کہ زیادہ ازین برہانی نمی خواہم۔ (معارج الولایت) ایک آدمی نے مولانا سے پوچھا کہ غوث کسے کہتے ہیں اور اس کی تعریف کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جب غوث مرجائے اور

دوسرا آدمی اس کو دیکھے تو وہ ہنستا ہوگا جب وہ وفات پاگئے
اس آدمی نے امتحان کی نیت سے اس کے چہرے کو دیکھا تو
مولانا نے تبسم کیا اور قریب تھا کہ باتیں بھی کرتے تو وہ آدمی
اس خطرہ کو جان گیا اور توبہ کیا اور یہ کہا کہ اس سے زیادہ مجھے
کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

مفتی غلام سرور صاحب لاہوری خزینۃ الاصفیاء مین آپ کی
وفات کے متعلق لکھتے ہیں۔

چوں کریم و اکرام اہل کرم
باکرامت گشت درجنت مقیم
اہل خلوت سال و صلش ہست ونیز
والے عرفان کریم ابن الکریم

(خزینۃ الاصفیاء ج ا صفحہ ۴۷۹)

حضرت عبدالحلیم اثر افغانی روحانی رابطہ میں حضرت
میاں کریم داد کے متعلق لکھتے ہیں'' عبدالکریم میاں داد شہید
کے نام سے مشہور ہے ظاہری اور باطنی دونوں علوم میں اس
نے اپنے والد سے فیض پایا ہے اور مفتی غلام سرور کے قول کے
مطابق وہ پیر بابا کے ماذون اور خلیفہ تھے محقق عالم اور ادیب
وشاعر ہیں علم فقہ میں تحفۃ الخانیہ نامی مستند کتاب لکھی ہے جو
خراسان کے علماء نے اس کو استناد کے طور پر مانے ہیں شرح

جام جہان نما اور کلمات الوافیات علم تصوف میں مرتب کی ہیں پہلی کتاب فارسی زبان میں ہے اور دوسری کتاب پشتو زبان میں ہے اور پشتو اشعار کی دیوان بھی آپ کے یادگاروں میں سے ہے علم فقہ میں زنانہ کے لئے ایک خصوصی کتاب کو ترتیب دی ہے اس میں وہی مسائل ہیں جو زنانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں شریعت اور طریقت اور ولایت میں بڑے رتبہ کے مالک تھے بعد کے علماء و صوفیاء نے آپ کی تعریف کی ہیں حضرت میاں کریم دادا کے شاگردوں اور مریدوں میں میاں نور محمد اور ملا عبدالسلام اور ملا عبدالحلیم اور حضرت پیر باباؒ کے تین نواسے حضرت میاں قاسم اور میاں عبدل بابا اور میاں حسن بابا آپ کے شاگردوں میں سے تھے کوہاٹ کے حضرت حاجی بہادر بابا اور حضرت اخوند قاسم پاچین خیل آپ کے شاگرد تھے اور پشتو زبان کے مشہور صوفی ولی کامل عارف ربانی حضرت عبدالرحمان بابا بھی آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ (روحانی رابطہ صفحہ ۵۴۷)

حضرت میاں کریم داد المعروف بہ شہید بابا اپنے مرشد کامل حضرت پیر بابا کے متعلق فرماتے ہیں۔

په دا سر کے یو گرانهٔ دقیقه ده
چه ورپوهه شو هغه سڑے سلطان دے

اس بیان میں ایک مشکل باریکی ہے اگر کوئی اس کو سمجھ سکے تو وہ انسان بادشاہ ہے

چه دا په دقیقه پوهه شو لرے مه زه
طریقت اور شریعت عین فرمان دے

اگر اس باریکی کو سمجھ گئے تو آگے مت جاؤ طریقت اور شریعت عین فرمان ہے۔

دَدے هسے دقیقے لافے هر څوک کړه
ولے شیخ سید علی په کے چلان دے

اس باریکی کے سمجھنے کا ہر ایک کو دعویٰ ہے لیکن میرے پیر سید علی اس باریکی کا سمجھدار ہے۔

دا گفتار دغو اصانو شیخ علی د تائیده دے
دے غواص صاحب د در دے سر بازل هنر دده دے

یہ بیان غواصاؤ کا شیخ سید علی کے لئے ہے۔اس در کا یہ غواص ہے اوراس طریقت کے ہنر کا ماہر ہے۔

کریم داد چه څه ویگی د خپل پلار رحم په ده دے
کریم داد بنده مزید دے دچشتیانو

کریم داد اگر کچھ کہتا ہے تو اپنے والد کا اس پر رحم ہے اور کریم داد غلام و مرید ہے چشتی طریقہ کے صاحبان کا

د چشتیانو پیاله هسے رندانه ده
کریم داد به نور اونه مری ترابده

چشتیوں کے پیالہ میں ایسی مستی ہے کریم داد کا ابد تک اس کی روح نہیں مرے گی بلکہ ابدی حیات اس کو میسر ہو گی۔

کریم داد به نور اونه مری تر ابده
هر چه خدای روزی کڑے لل خیات دے

وہ کبھی بھی نہیں مرے گا جب خدای تعالی نے اس کو روحانی زندگی عطا کی ہے۔

کریم داد د سعرگو لیدلے حال بیان کڑو
د چار پلو سره هنلو په آگره کے

کریم داد نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا حال بیان

کیا وہ جانوروں کے ساتھ آگرہ کے جیل میں قیدی تھا۔
اس شعر میں اس واقعے کا بیان ہے جب اکبر بادشاہ نے دین اکبری یعنی الٰہی کی مخالفت کی وجہ سے آگرہ کے قلعہ میں حضرت میاں کریم داد کو قید کیا تھا۔

مکتوبات شیخ عبدالکریم

حضرت میاں کریم داد کی تالیفات میں سے ایک تالیف مکتوبات شیخ عبدالکریم ہے یہ کتاب خطوطوں پر مشتمل ہے۔ اس میں چودہ خطوط ہیں جس میں عالمانہ عارفانہ نکات بیان ہوئے ہیں اور ان خطوط میں تبلیغ وارشاد اور باطل فرقوں سے بچنے کی تاکید بھی بیان ہوئی ہے۔ اس کا خطبہ یوں ہے بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اما بعد میخواہد ایں ذرہ ناچیز بے ادراک و بے تمیز کہ نیرزد بداں کہ و پیش زکہ چند ارشادات مکاتیب از مکتوبات قدوہ العلماء و العظام زبدۃ الفضلاء الکرام متقدي الاسلام والمسلمین وارث الانبیاء والمرسلین المخصوص بمواھب الرحیم حضرت شیخ عبدالکریم بن شیخ المشائخ و الاولیاء نتیجۃ الصلحاء و الفضلاء

داعی الی الحق المؤید بتائیدات الله الباری
مخدوم درویزه ننگهاری قدس الله سرهما
ودام ظلال اجلالهما مفارق الطالبین الی یوم
القیامـــة بسبب امر المعروف ونهی منکر که فرض علی الکفایت
است باطراف عالم عالمیان وصلحاء و مشائخ ارسال داشته
بودند مع التماس ایشان وایشان بخطوات تعظیم واجلال استقبال
نموده بودند ومؤلف و استکتاب نمائد تا عوام انام ایں ایام
تا فرجان از علماء وصلحاء ومشائخ وعباد وزهاد رواسخ ما مردم از
اقوال واحوال او مطلع کردند وقبول کنند وتصدیق نمایند والا هر
که بے تفحص و تفتیش غائبانه برحضرت ایشان آں مشت
اعتراض نهد شک نیست که ضال ومضل است ودین ودیانت
او مضمحل آمد امید از حضرت خاطر خلاق و حاکم علی الاطلاق
آنست که آں بدکیش و بداندیش را مردود دارین گرداند
آمین یا رب العالمین و التکلان فی جمیع
الاحوال علی مهیمن المتعال .
(مکتوبا شیخ عبدالکریم صفحہ۲)
ترجمہ فارسی ۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور تمام
تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور درود وسلام حضور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پر اس حمد وصلواۃ کے بعد یہ ذرہ ناچیز بے ادراک

و بے تمیز یہ چاہتا ہے اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ چند خطوط قدوۃ
العلماء زبدۃ الفضلاء مقتدیٰ شیخ الاسلام و
المسلمین وارث انبیاء و مرسلین جو اللہ تعالیٰ کی
طرف سے عطا ہوئے ہوئیں حضرت شیخ عبدالکریم بن شیخ
المشائخ والاولیاء نتیجہ صلحاء اور فضلاء داعی الحق جو اللہ تعالیٰ کی
طرف سے مضبوط ہے شریعت مطہرہ پر درویزہ ننگرہاری قدس
سرھا ان دونوں کا سایہ ہم پر رہے ۔ شیخ عبدالکریم نے
اطراف عالم اور عالمیان علماء و صلحاء و مشائخ کی طرف خطوط
بھیجے ہیں جو انہوں نے بڑے ادب سے آپ سے پوچھے تھے تو
آپ نے جوابات دیئے تھے اس کو ترتیب دے دیا تاکہ علماء و
صلحاء و عباد و زہاد ان باطل قوتوں سے مطلع ہو جائے اور ان
باتوں کو قبول کرے اور ان باتوں کی تصدیق کرے تاکہ
حضرت پر بے جا اعتراض نہ کرے اور اس میں شک نہیں ہے
کہ یہ فرقے ضال اور مضل ہیں اور ان بد اندیشوں سے
اجتناب کرے اور ان کو مردود جانے آمین یا رب العالمین
اللہ پر توکل ہے تمام احوال میں اور مشکلات کے حل کرانے
والے اور بڑے رتبہ والے ہیں ۔

اس مکتوبات میں پہلا مکتوب قاضی یار محمد کی طرف ہے
اس مکتوب کے ابتداء میں یوں تحریر ہے '' المکتوب الی القاضی

یار محمد'' اس مکتوب میں آگے لکھتے ہیں ہداہ اللہ الهادی
دربیان آن کہ قواعد واصطلاحات روافض پنج تن پاک و
دوازدہ امام وغیرہ ہما اہل سنت برزبان نرانند الحمد
لولیہ والصلواۃ علی نبیہ و علی آلہ و اصحابہ
اجمعین اما بعد مکشوف ائمہ دین وہادیان راہ یقین این
کہ مضمون نبویہ ستفرق امتی علی ثلاث و سبعین
فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ درین ایام فساد و
زمانہ بلا اعتماد امت محمدی گردیدہ بجز فرقہ ناجیہ اند و افحش ترین
فرقها بدعت ازروی الحاد والتحاد و اغلب ترین ایشان درین
ایام از روی ظهور فرقہ رفض است چہ ظهور این مذهب اکثر و
اغلب از سادات می باشد و سادات را مردم تعظیم می نمائند
رعایۃ الادب و چون علماء نیز رعایت آداب سادات می کنند
هضما للنفس و رعایته لقربهم من رسول الله
صلی الله علیه و آله وسلم پس این عوام زمان گمان
برند کہ مگر علماء رانزدیک اللہ تعالیٰ ہیچ فضلے نیست چہ ایشان نیز
تعظیم سادات می کنند پس سادات افضل ترین خلائق باشند
از روی شرع پس باید کہ ما از متبعیت علماء بگردیدیم چہ ایشانرا
اشرف نیست و متابعت سادات نمائم قولا و فعلا خواہ اقوال و
افعال ایشان از جملہ حسنات باشند و یا جملہ سیات نعوذ باللہ من

ظنون الفاسد ہم پس چوں عوام در متابعت از دحام نمائند اگر سادات از فرقہ اہل سنت باشند امر نمائید عوام را المتابعت علماء فرمایند کہ محبت بہ علماء و دین از ایشان بیاموزید کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من احب العلم و العلماء لم تکتب خطیئتہ ما دام حیاتہ و ایضا قولہ علیہ الصلواۃ والسلام من اکرم عالما فقد اکرمنی و شبہ ممکنہ از قلوب عوام دور سازند آں کہ معترف بقصور شرف علماء بودند بفرمایند کہ بعد از رسل و نبیین و خلفاء راشدین اصحاب سید المرسلین ہیچ کسے را بر دیگرے فضلے نیست جز بعلم و تقویٰ کما فی الفوائد و العالم کفو العلوی از شرف العلم از ید پس ہیچ کس از عوام بمرتبہ عالم نہ می رسد کقولہ تعالیٰ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ۔

(مکتوبا شیخ عبدالکریم صفحہ ۳۷۲)

ترجمہ فارسی: ۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دینے والا ہے قواعد و اصطلاحات روافض پنج تن پاک اور بارہ امام وغیرہ اہل سنت کے زبان میں رائج نہیں ہے ۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور درود و سلام ہو آپ کے نبی اور آپ کے آل اور تمام اصحاب پر آئمہ دین اور ہادیان راستہ دین پر چلنے والوں

پر یہ بات ظاہر ہے جو مضمون اس حدیث نبویہ کا ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ تمام فرقے جہنمی ہوں گے سوا ایک گروہ کے اس زمانہ فساد اور زمانہ بلا میں امت محمدی تہتر فرقوں پر اعتماد کرتے ہیں وہ تمام کے تمام جہنم کی طرف دھکیلنے والے ہیں سوا ایک فرقہ کے جو اہل سنت و جماعت ہے اس فرقے کو ناجیہ فرقہ کہا جاتا ہے اور ان فرقوں میں سے زیادا فحش او بے دینی فرقہ روافض کا ہے اور یہ فرقہ زیادہ سادات میں ہے اور لوگ سادات کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں جب علماء ان باتوں کا خیال رکھتے ہیں کہ وہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام سے نسب کے لحاظ سے نزدیکی رکھتے ہیں تو اس زمانہ کے عوام یہ گمان کرتے ہیں کہ علماء کی کوئی فضیلت اللہ کے ہاں نہیں ہے جب وہ تعظیم و تکریم سادات کے کرتے ہیں تو سادات افضل ترین خلائق ہوئے شرع کے لحاظ سے۔ پس ہمیں چاہئے کہ علماء کی پیروی نہ کرے کیونکہ وہ شرافت والے نہیں ہے اور ہم قولا و فعلا سادات کی پیری نیکی اور بدی میں کرے ہم ان فاسد عقائد سے پناہ مانگتے ہیں پس اگر سادات اہل سنت سے ہو تو ان کو چاہئے کہ علماء کی تابعداری کرے اس لئے کہ علماء سے محبت دین اور ایمان کی زیادہ مضبوطی کا سبب ہے حضور علیہ الصلواۃ

والسلام نے فرمایا جس نے علم اور علماء سے محبت رکھی جب تک
زندہ ہوان کی برایاں نہیں لکھی جائے گی اور ایک دوسرا ارشاد
ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس نے عالم کی تعظیم کی
اس نے میری تعظیم کی یہ شبہ عوام کے دلوں سے دور ہونا چاہیے
اور علماء کی شرافت پر یقین رکھے اور رسولوں ونبیوں وخلفاء
راشدین اور تمام اصحاب سید المرسلین کا کسی کا دوسرے پر
فضیلت نہیں سوا علم اور تقویٰ کے جیسا کہ فوائد میں ہے کہ عالم
علوی کا کفو ہے علم کے شرافت کی وجہ سے اور کوئی بھی عوام میں
سے عالم کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کیا
وہ لوگ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے دونوں برابر ہیں یعنی
برابر نہیں ہیں۔ اس بیان سے کوئی یہ مغالطہ ذہن میں نہ لائے
کہ سادات کی تعظیم دین میں نہیں ضابطہ کائنات میں صاف حکم
ہے کہ قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا مَوَدَّةً فِي
الْقُرْبىٰ فرما دیجئے اے میرے حبیب کہ میں تم سے اس پر
اجرت نہیں مانگتا مگر میرے قریب والوں سے محبت رکھو اور
ایک حدیث شریف یہ بھی ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے
فرمایا کہ میں تمھیں دو چیزیں چھوڑ دیتا ہوں ایک اللہ کی کتاب
اور دوسری چیز میرے اہل بیت جب تم ان دونوں کو تھاموں
گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوں گے۔

حضرت میاں کریم داد کا مطلب یہ ہے کہ علماء جو دین بیان کریں گے وہ دین محمدی ہے اس کا تعلق اللہ اور اس کے رسول سے ہوگا اور عالم وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو پہچانے معرفت ربانیہ سے آگاہ ہو اب ہم پر سادات کی تعظیم واجب ہے حضور علیہ السلام کی وجہ سے آپ کے آل کی وجہ سے لیکن وہ معصوم نہیں ہیں اس لئے کہ تم مشاہدہ کر رہے ہو کہ مدعیان سادات میں کتنے فرقے ہیں شیعہ' خوارج اور معتزلہ مرجیہ وغیرہ تو جو سید بھی ہو سنی بھی ہو اور عالم یعنی معرفت والا بھی ہو تو پھر اس کا کوئی ثانی نہیں ہے سادات کرام اس لئے زیادہ اہل تشیع میں پائے جاتے ہیں کہ وہ سادات کی زیادہ تعظیم کرتے ہیں ان کے اس ظاہری تعظیم کی وجہ سے ان کے دام تذویر میں پھنس جاتے ہیں اور قرآن مقدس میں ہے کہ تم میں سے زیادہ اللہ کے ہاں مکرم متقی لوگ ہیں اور اللہ سے ڈرنے والے علماء ہیں۔ علماء یہ نہیں کہ عربی و فارسی یا اردو و پشتو کا پروفیسر ہو تب وہ عالم کہلائے گا عربی میں المنجد لغت لکھنے والا ایک عیسائی ہے اس میں ایمان بھی نہیں ہے عالم ربانی وہ ہوتا ہے جو اللہ کو پہچانے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری میں اپنی زندگی بسر کرے۔ چونکہ روافض اس حب اہل بیت کی آڑ میں اصحاب ثلاثہ خصوصا

ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و عثمان غنیؓ سے بغض رکھتے ہیں تو جب حضور علیہ السلام ان حضرات قدسیہ سے محبت رکھتے تھے تو یہ کیوں ان سے بغض رکھتے ہیں یہ تمام مکتوب روافض کے متعلق ہے آگے دوسرا مکتوب سلطان کوچک کی طرف لکھا گیا ہے جو شاہ بیگ خان کے منصب داروں سے ہے اور اس مکتوب میں سرمست ملحد کے متعلق وضاحت ہے کہ پیران باطلہ سے اجتناب ضروری ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ فقر شریعت محمدی پر عمل کرنے کا نام ہے اور اس کو سمجھنا چاہیے تیسرا مکتوب علماء کابل کے استفتاء کا جواب ہے اس مکتوب میں بھی روافض فرقہ کے متعلق بحث ہے پھر چوتھا مکتوب میرک مقصود بیگ بن احمد بیگ خان کی طرف ہے اور اس میں سیاسیات کی طرف ترغیب ہے کہ بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا بھی افضل جہاد ہے اور انبیاء اولیاء کی پیروی مسلمانوں پر ضروری ہے نہ کہ ان سلاطین کی جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہو۔ پانچواں مکتوب قاضی حضرات کی طرف ہے۔ چھٹا مکتوب ہزارہ کے اماماں کی طرف ہے اس میں بھی اہل بیت اطہار کے متعلق وضاحت ہے۔ ساتواں مکتوب علماء ننگرہار کی طرف ہے اس مکتوب میں سنت و بدعت کے متعلق اظہار خیال ہے آٹھواں مکتوب بھی علماء ننگرہار کی طرف لکھا گیا ہے اس مکتوب میں بھی فرق باطلہ

کی تردید ہے نواں مکتوب مشہور شیخ بن حاجی محمد حسین کی طرف ہے اس مکتوب میں باطلہ پیران اور تصوف میں ملاوٹ کرنے والوں کی نشاندہی ہے۔ دسواں مکتوب علماء اطراف کی طرف ہے اہل سنت و جماعت پر عمل کرنے پر زور دیا ہے۔ گیارھواں مکتوب وعظ نصیحت کے متعلق ہے کہ شریعت مطہرہ کے اوامر و نواہی پر عمل ضروری ہے۔ بارھواں مکتوب قضا اٹک کی طرف ہے۔ تیرھواں مکتوب بھی علماء اٹک کی طرف ہے اس میں حیض و نفاس وضو و غسل کے متعلق وضاحت ہے۔ چودھواں مکتوب علماء دوابہ ہشت نگر کی طرف ہے اس میں بدعتی لوگوں اور پیران سے اپنے آپ کو دور رکھنے کی ترغیب ہے۔ آپ کی کتب میں سے مکتوبات پر تبصرہ کیا گیا۔ حضرت اخون کریم داد رحمتہ اللہ علیہ نے مخزن الاسلام کی تکمیل کی ہے اس مخزن الاسلام کی عربی شرح حضرت العلامہ مولانا محمد بشیر صاحب کربوغہ شریف کی کتب خانہ میں موجود ہے ایک دفعہ وہ کتاب ٹی وی پر کربوغہ والے صاحب کا پروگرام نشر ہو رہا تھا اس پروگرام میں وہ عربی قلمی نسخہ دکھایا گیا تھا اور حضرت پیر طریقت مولانا عبدالسلام صاحب نقش بندی قادری پیر سباق مدظلہ نے ایک دفعہ مجھے مخزن الاسلام کا عربی میں نسخے کے متعلق اظہار خیال کیا تھا بہر حال یہ وہ بزرگ ہستیاں ہیں جو

ہمارے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں اگر ہم نے ان قدسی صفات کے لوگوں سے رشتہ جوڑ دیا تو انشاء اللہ ہم کبھی بھی ناکام نہیں ہوں گے دین و دنیا کی راحتیں ہماری قدموں کو چومے گی۔

حضرت میاں کریم داد کا بڑا صاجزادہ میاں دولت بابا بڑے عالم و فاضل وصوفی عابد اور زآہد تنہا پسند انسان تھا ہندوستان کے دہلی شہر میں طالب علم کے لئے تشریف لے گیا اپنے والد صاحب کی وفات کے بعد وہ سوات کو واپس آیا اور اپنے چچا کے ساتھ اسلام پور میں رہنے لگے پھر اپنے چھوٹے بھائی حضرت میاں نور محمد صاحب کے ساتھ تقسیم کی تو اس کے بعد آپ شلبانڈی گاؤں چلے گئے وہاں رہنے لگے اور اپنے صاجزادوں کو وصیت اور تاکید کی جس وقت میں دنیا سے رحلت کروں تو مجھے اسلام پور کے قبرستان میں دفن کرو اس لئے کہ اسلام پور شیخ ملی کی تقسیم کے زمانہ میں یہ میرے والد اور دادا کا مقام ہے مجھے شلبانڈی میں سپرد خاک نہ کیجئے ادھر میرے رشتہ داروں کا قبرستان نہیں ہے حضرت میاں دولت بابا ۱۰۹۶ھ میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے آپ کا مزار مبارک حضرت میاں نور محمد صاحب کے مزار سے کچھ فاصلہ پر ہے جو کہ قبلہ کی طرف ہے آپ کا مزار میاں

دولت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے سب سے بڑا میاں فاروق تھا دوسرے کا نام میاں عبدالرسول ہے تیسرے کا نام میاں حافظ بابا ہے۔

حضرت میاں فاروق بشام چکسیر اباسین کے مری دھندی اوز مانڑی پیلئی کے غزا میں شہید ہوا ہے یہ صاحب بھی بڑے عالم اور صوفی تھے اور اس علاقہ کو بھی کافروں سے آزاد کیا تھا حضرت میاں فاروق بابا کا قبر مزار شریف پیلئی علاقہ میں دیار کے درختوں کے سایہ میں وہاں کے قبرستان میں دفن ہے آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔میاں فاروق ابن میاں دولت ابن میاں کریم داد کی اولاد کا شجرہ یہ ہے ملاحظہ کیجئے۔

میاں عبدالرسول ابن میاں دولت ابن میاں کریم داد اپنے زمانہ کے بڑے عالم و فاضل شخصیت تھے ہلبانڑی گاؤں میں رہائش پذیر تھے آپ کا مزار مبارک بھی سپلبانڑی گاؤں کے بڑے قبرستان میں ہے میاں عبدالرسول بابا کے نام سے مشہور ہے۔میاں عبدالرسول کی اولاد کا شجرہ

حضرت میاں حافظ ابن میاں دولت بابا ابن میاں کریم داد المعروف بہ شہید بابا میاں دولت کا چھوٹا صاحبزادہ تھا اپنے زمانے کا عالم و فاضل بزرگ شخصیت تھے اور حافظ

قرآن بھی تھا سوات کے سپلبانڈی میں سکونت پذیر تھے اور دنیا سے رحلت فرما گئے آپ کا مزار مبارک گجروتنگی نالے کے کنارے پر ہے آپ کا مزار شاندار طریقہ سے بنا ہے اور آپ کے نام سے وہ قبرستان مشہور ہے مرجع خلائق خاص و عام ہے آپ کے تین صاجزادے تھے ایک کا نام عبدالقادر دوسرے کا نام محمد باقر تیسرے کا نام محمد طاہر تھے۔ عبدالقادر اور محمد باقر سوات سپلبانڈی گاؤں میں رہائش رکھتے تھے ان دونوں کی اولاد سپلبانڈی میں درمیان خونہ سے یاد کیا جاتا ہے ان کی بعض اولاد آلائی بنکول میں رہتے ہیں جو شیخان میاں گان اور حافظ بابا کی اولاد سے یاد کئے جاتے ہیں میاں حافظ بابا کے چھوٹے صاجزادے سپلبانڈی گاؤں سے علی گرامہ کو نقل مکانی کیا تھا وہ بھی بڑے عالم و فاضل شخصیت تھے آپکا مزار مبارک علی گرامہ میں توتکی کے قبرستان میں ہے توتکی بابا اور میاں بابا کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کا مزار مبارک بھی مرجع خلائق ہے۔ آپ کی اولاد صرف علی گرامہ گاؤں میں ہیں سپلبانڈی بنکول الائی وبنگرام میں نہیں ہیں۔

اخون درویزه بابا

- عبدالباری
- عبدالخالق
- عبدالکریم
  - میاں دولت
    - میاں فاروق
      - محمد عارف
        - میاں اکرم
      - حاجی محمد
      - محمد انور
    - میاں حافظ
      - محمد طاهر
      - محمد باقر
      - عبدالقادر
    - عبدالرسول
      - میاں فقیر شاه
        - محمد شاه
  - میاں نور محمد
    - غلام محمد
      - میر احمد
        - محمد غیاث
      - امیر محمد
        - عزت محمد
    - مصطفیٰ محمد
      - محمد اعظم — مدفون رنزرو ادیره مدین دوړ سوات
      - سید اعظم
      - شاه اعظم
      - زین العابدین
      - میاں شادر خان
      - حضرت ابوبکر
      - میاں شاه گدائی
      - میاں پیر امام عرف میاں وا
    - عطاء محمد
      - وفا محمد
        - فیض محمد
        - مصطفیٰ محمد
        - بهادر شاه
      - باز محمد
        - مثال
        - حبیب الله
        - خدوکے بابا
      - باقی محمد پیر صاحبزاده
- پاینده محمد
- عبدالله
  - عبدالحلیم شهید غازی مزار مبارک کانجو سوات
    - عبدالواحد اسلام پور سوات
      - عبدالرحیم ← عبدالقیوم ← میاں سید عبدالاکبر
        - میاں سید اکبر
          - میاں محمد
            - میاں اکبر
              - عبدالغفار
            - گندیرے
              - میر باز میاں
          - گل میاں
            - زرین
              - میاں زرفروش
          - شام بابا
            - گلشان
              - بازیر میاں
            - میاں شان
              - جرور میاں
          - میاں نور محمد
            - میاں اکرم
              - میاں بهروز خان
                - لیاقت علی خان
            - میاں نصرے
              - شریف خان
                - عمر رحمان

اسلام پور میاں گان سوات

- اخون درویزه
- میاں عبدالله
- عبدالحلیم
- عبدالواحد
- عبدالرحیم
- عبدالقیوم
- عبدالاکبر
- میاں سید اکبر
- میاں نور احمد
- میاں اکرم حاجی

آخون کریم داد شهید بابا مدفن کانجو سوات

میاں دولت — میاں نور محمد — نور النساء منکوحہ اخون محمد صدیق بیشوڅ بابا بونیر

میاں فاروق — عبد الرسول — میاں حافظ

میاں اکرم — میاں افضل — عبد اللہ

غلام محمد — نثار احمد تخلص مصطفیٰ محمد — عطا محمد عرف گل محمد

رضا محمد — خدا محمد بابا — باقی محمد

میر احمد — انور محمد

محمد غیاث — عزت محمد

محمد اعظم — سید اعظم — شاہ اعظم — زین العابدین — میاں شاہ روشان — شاہ گدا — ابوبکر — پیر ابراہیم — عجب اللہ

از منکوحہ ۱ — از منکوحہ ۲ — از منکوحہ ۳ ام الولد

حضرت میاں نور محمدؒ ابن

اخون کریم دادؒ

حضرت میاں نور محمد: نقش بندی رحمتہ اللہ علیہ حضرت اخون میاں کریم داد کے صاجزادوں میں سے ہے آپ سب سے چھوٹے ہیں آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ اسلام پور میں رہتے تھے آپ حصول علم دین کے لئے دہلی اپنے بڑے بھائی کے ساتھ گئے تھے وہاں یہ دونوں بھائی حضرت سید ادم بنور رحمتہ اللہ کے شاگردی میں آئے تھے حضرت شیخ سید آدم بنور اصل نسب میں حسینی سادات سے تعلق رکھتے تھے آپ کے بڑے اجداد مدینہ پاک سے ہندوستان تشریف لائے تھے پھر ہندوستان کے صوبہ لکھنو دکن بنور ضلع شہر میں آئے تھے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کی حضرت شیخ آدم بنور رحمتہ اللہ علیہ بنور شہر سے دہلی تشریف لائے اور حضرت مجدد الف ثانی سے ملاقات ہوئی اور آپ کے مستقل شاگردی میں آئے علم شریعت کے حصول کے بعد علم طریقت میں آپ سے بیعت ہوئے اور کچھ مدت بعد حضرت شیخ آدم بنور رحمتہ اللہ علیہ تمام ہندوستان میں آپ ایک مذہبی اور روحانی شخصیت مانے گئے

اورنگزیب بادشاہ جو شاہجہان کا بیٹا تھا شاہجہان بادشاہ اپنے
پسندیدہ صاحبزادوں میں شمار نہیں کرتا تھا اورنگزیب جب تمام
ہندوستان کا بادشاہ بنا تو پہلے سے حضرت ادم بنور رحمۃ اللہ علیہ
کا مرید ہوا اور آپ کا حلقہ بگوشی میں داخل ہوا اس کے بعد وہ
اس کا خلیفہ بھی بنا اور فقیری و درویشی کو ترجیح دیتے تھے۔
شاہجہان بادشاہ کے وقت دہلی شہر میں مسلمانوں کا ہجوم حضرت
سید آدم بنور رحمۃ اللہ علیہ کے اردگرد جمع ہونا شروع ہوئے
اور پشتون طلباء بھی جب دہلی جاتے تو حضرت آدم بنور رحمۃ
اللہ علیہ کے ساتھ اقامت کرتے تو اس ہجوم کے سبب سے
آپ کے خانقاہ کی جگہ تنگ تھی اس لئے آپ نے بڑی وسیع
اور کشادہ مسجد بنانا شروع کی اور پشتون مرید اس کے ساتھ
کام میں لگ جاتے کسی نے شاہجہان بادشاہ کی کان میں یہ
بات ڈال دی کہ حضرت بنور نے ایک عظیم قلعہ بنانا شروع لیا
ہے اور پٹھانوں کے لشکر یہاں جمع ہوتے ہیں۔ تو شاہجہان
بادشاہ نے حکم دیا کہ حضرت آدم بنور یہاں آبادی نہ کرے
اور دہلی سے لاہور شہر چلے جائے اور وہاں سکونت اختیار
کرے حضرت سید آدم بنور رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے لاہور
تشریف لے گئے ایک دو سال بعد بادشاہ نے دوبارہ حکم دیا
کہ حضرت سید آدم بنور صاحب حج چلے جائے ہندوستان میں

ان کا رہنا اچھا نہیں تو وہ حج کو روانہ ہوئے تو کوہاٹ کے حاجی بہادر بابؒا اور باجوڑ کے چنگی گاؤں کے تور بابا اور دیر اخون زادگان کے بڑے اجداد میں سے حضرت اخون میاں نور صاحب اور دیر کے نوابوں کے جداعلیٰ حضرت اخون الیاس بابا اور ضلع سوات کے اخون صدیق بابا مدفن مینگورہ نوان کلی اور حضرت میاں نور محمد ابن عبدالکریم ابن اخون درویزہ بابؒا اور شاہجہان بادشاہ کے صاحبزادے عالمگیر محمد اورنگزیب صاحب بھی ان کے ساتھ روانہ ہوئے اورنگزیب کو حضرت سید آدم بنور رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ مکہ شریف نہ جائے آپ اجمیر شریف چلے جائے اور حضرت خواجہ خواجگان معین الدین اجمیری چشتی کے دربار میں اپنی فقیری کرو اور تمام ہندوستان کی بادشاہت اللہ تعالیٰ تمہارے سپرد فرمائے گا آپ ہندوستان کے بادشاہ بنیں گے اور ہمارے ساتھ حج نہ جاؤ وہ اجمیر شریف چلے گئے عالمگیر بادشاہ بھی عالم و فاضل شخصیت تھے اورنگزیب بادشاہ نے اپنے عہد میں فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کی ہے اور علماء کا ایک پورا بورڈ بٹھا کر پانچ جلدوں میں اس کتاب کو مرتب کیا اور یہ کتاب فقہ شریف میں ایک اعلیٰ مقام رکھتی ہے اس میں اکثر مسائل قضاء کی ہیں اور محکمہ قضاء میں اس کتاب کا

ہونا ایک لازمی چیز ہے حضرت میاں نور محمد اسلام پوری رحمتہ اللہ علیہ جو ایک عالم و فاضل شخصیت تھے حضرت بنور صاحب نے اپنی زندگی میں مدینہ شریف میں خلیفہ بنایا اور روحانی بارگران کو آپ کے سر ڈال دیا۔ اور حضرت میاں نور محمد کو خلیفہ اعظم کے خطاب سے بھی نوازا حضرت میاں نور محمد صاحب نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ مدینہ پاک میں تھے کہ حضرت میاں قاسم بابا نے آپ کو خط ارسال کیا اور اس کے والد ماجد اخون کریم داد کی وفات کا پیغام بھیجا کہ آپ کا والد کافروں کے ساتھ غزا میں شہید ہوا ہے تو حضرت آدم بنور رحمتہ اللہ علیہ کو جب پتہ چلا تو آپ کو اپنے وطن جانے کی اجازت دے دی اور قرآن مقدس کو تحفتاً اور تبرک کے طور پر آپ کو عنایت کی اور مدینہ پاک سے و'ن کو رخصت کیا۔ حضرت میاں نور محمد نقشبندی نے ایک افغان مولوی صاحب جو ملا خیل یا خدین خیل سے تعلق رکھتا تھا کی بیٹی سے شادی کی حضرت میاں نور محمد صاحب غوثیت کے مرتبہ تک پہنچے ہوئے تھے۔ میاں نور محمد صاحب کے متعلق صاحب نتائج الحرمین لکھتے ہیں۔" جد ایشان ملا درویزہ کہ از کبار اولیاء صاحب العلم والاحوال والکرامت بود در اصل از جانب ننگرہار بود لیکن چو شنید ند کہ پیر اوشان کہ نفس الامر و ہیچ ناصح نیست کہ دلالت کند آخر ناچار از حمیت

اسلام وقوت دینداری پشاور درآمدند کتابہائے وعظ و نصیحت
را درمیان آوردہ بہدایت مشغول شدند و تصنیف ہا بزبان
افغانی و فارسی بیان کردند و اہل بدعت و ضلالت را بہ سنت و
ہدایت دلالت نمودند تا حال برکت اجتہاد ایشان درقوم افغان
باقی است۔'' (نتائج الحرمین)

ان کے یعنی نور محمد صاحب کے دادا ملا درویزہ اولیاء
کبار میں سے صاحب علم و صاحب احوال و صاحب کرامت
تھے آپ ننگرہار کے رہنے والے تھے جب انہوں نے پیر
روشان جو کہ درحقیقت پیر تاریک تھا اور عملا و اعتقاد ملحد تھا
گمراہ تھا اور گمراہ کرنے والا تھا پٹھانوں کو یہ شخص گمراہ کررہا
تھا اور اس وقت پٹھانوں میں کوئی نصیحت کرنے والا نہیں تھا
آخر غیرت اسلام و دین کی وجہ سے آپ ننگرہار سے پشاور
آئے وعظ و نصیحت کی کتابوں کو لاکر ہدایت کرنے میں
مصروف ہوگئے بہت سی کتابیں پشتو زبان اور فارسی میں لکھیں
اہل بدعت و ضلالت کو سنت ہدایت کی طرف بلایا اب تک
آپ کے اجتہاد کی برکات پختون قوم میں موجود ہیں۔ مولانا
محمد امین بدخشی آپ کے والد ماجد حضرت اخون کریم داد کے
متعلق لکھتے ہیں'' پدر ایشان شیخ عبدالکریم از علماء متقی و ناصح و
مصنف بود'' یعنی عبدالکریم متقی نصیحت کرنے والے اور

صاحب تصنیف عالم تھے پھر شیخ نور محمد صاحبؒ کے متعلق لکھتے ہیں ''در جوانی در لاہور و سلطان پور تحصیل علوم نقلی و عقلی کردہ اند'' (نتائج الحرمین) نور محمد صاحب لاہوری اور سلطان پور میں علوم مروجہ کی تحصیل کی آگے لکھتے ہیں شیخ نور محمد پشاوری سوادی از خلفائے اعلم و اعظم و اکرم آنحضرت است'' شیخ نور محمد صاحب پشاوری سواتی حضرت سید آدم بنوریؒ کے اعلم و اعظم و اکرم خلفاء میں سے تھے پھر مزید لکھتے ہیں'' شیخ نور محمد در سواد قوم یوسف زئی ساکن اند و در ارشاد شریعت و طریقت می کوشند و جمعے را در طریقہ نقشبندیہ ذوقے ساختہ و لیکن عزلت و ریاضت و بے التفاتی در ایشان غالب است'' (نتائج الحرمین) شیخ نور محمد سوات میں قوم یوسف زئی میں سکونت رکھتے تھے۔ ارشاد شریعت و طریقت میں مصروف ہیں اور کافی لوگوں کو طریقہ نقشبندیہ میں ذوق بخشا ہے مگر طبیعت میں عزلت' ریاضت اور بے التفاتی غالب ہے۔ علامہ مفتی غلام سرور صاحب لاہوری خزینۃ الاصفیاء میں لکھتے ہیں'' ہزار ہاں مردم قوم افغان یوسف زئی بتوجہ موجہ وی بدرجات ولایت رسیدند'' یعنی آپ کی توجہ کاملہ کی بدولت قوم افغان یوسف زئی ہزار ہا کی تعداد میں ولایت کے درجات بلند تک پہنچے۔ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کی بہت خدمت کی مولانا محمد امین بدخشی لکھتے

ہیں'' عالمے را نقشبندی می ساختند باوجود لباس فقر و نیستی مقتدائے دیار خود اند'' یعنی ہزار ہا افراد کو نقشبندی بنایا باوجود فقیری اور درویشی کے اپنے علاقہ کے مقتداء ہیں پھر تحریر کرتے ہیں'' گاہے باعلماء وصلحاء و یاران خود اتفاق نمودہ قوم خود را جمعیدی سازندی گاہے ہفتاد ہزار گاہے کم و زیادہ بریں جمع کردیدہ بجنگ کفار میروند ہزاراں را قتل نمودہ ہزاران را اسیر میکردند'' یعنی کبھی علماء ی صلحاء اور اپنے دوستوں کے ساتھ کافروں سے جنگ کرتے اور ہزاروں کو قتل کرتے اور ہزاروں کو قید کرتے اپنے مرشد کامل کی وفات کے بعد تین بار حج کیا حرمین الشرفین میں اعتکاف کیے زہد و عبادت میں مصروف رہے صاحب نتائج الحرمین تحریر کرتے ہیں'' بعد از وفات حضرت سید در حرمین آمد سہ بار حج و زیارت کردند و آنچہ او اشتد صرف محتاجان نمودند و در حرمین اعتکاف ہا و ریاضت ہا کشیدند و در جبل نور و جبل ثور خلوت بانشتند برکات بسیار و بشارات بے شمار حاصل نمودہ بوطن رفتند'' یعنی حضرت سید آدم بنور رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد تین بار حج کیا اور مدینہ منورہ آنحضرت شافع یوالنشور سید عالم رحمتہ للعالمین احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے جو کچھ آپکے پاس تھا سب کا

سب محتاجوں میں تقسیم کر دیا حرمین الشرفین میں اعتکاف کئے
زہد و عبادت میں مصروف ہے جبل نور (غار حرا) اور جبل ثور
پر چھلے کاٹے برکات کثیرہ اور بشارات عظیمہ سے مشرف
ہوئے پھر وطن واپس لوٹے۔ مولانا محمد امین بدخشی مزید لکھتے
ہیں۔ "بالجملہ در مجاہدہ ظاہری و باطنی عزیز الوجود اند در ترویج
دین و احیائے سنت سید المرسلین کامل الوجود اند سلمہ اللہ وابقاہ
" یعنی مختصرا مجاہدہ ظاہری و باطنی میں آپ جیسے انسان کم
دیکھنے میں آیا ہے اور دین اسلام کی اشاعت کرنے میں اور
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ کو زندہ رکھنے
میں آپ سے زیادہ باعمل کوئی دوسرا کم نظر آتا ہے سلمہ اللہ
وابقاہ خزینۃ الاصفیاء میں مفتی سرور لاہوری نے آپ کی
وفات کی تاریخ ۱۰۵۹ھ لکھی ہے آپ نے لکھا ہے۔

بجنت پرتو فگن مثل خورشید
چوں نور الھدیٰ نور محمد
نداشد فیض حقانی و صالش
دیگر مشکل کشا نور محمد!!

آپ کے زہد و تقویٰ کے متعلق حضرت العلامہ مولانا
پیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی تذکرہ علماء و مشائخ سرحد میں لکھتے
ہیں "شیخ نور محمد صاحب نقش بندی پشاور" آپ کا اسم شریف

نور محمد والد اسم گرامی عبدالکریم اور دادا کا نام واسم گرامی
حضرت اخون درویزہ ننگہاری تھا آپ کے والد شیخ عبدالکریم
اپنے والد کی طرح صاحب علم و تقویٰ تھے۔ پھر آگے تحریر
کرتے ہیں'' آپ نے جناب حضرت خلیفہ الزمان سید آدم
بنور رحمتہ اللہ علیہ سے طریقہ نقشبندیہ میں بیعت کر کے سلوک و
معرفت کی تربیت حاصل کی اور اسی سلسلہ میں خلافت سے
سرفراز ہوئے۔ (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد ج ۲ صفحہ ۱۹۴)
جس وقت حضرت میاں نور محمد کی طرف مدینہ پاک کو خط بھیجا
خط ملتے ہی آپ کے مرشد نے وطن کو رخصت کیا جب میاں
نور محمد صاحب وطن تشریف لائے تو کافروں کے ساتھ جہاد کا
عزم کیا جہاں آپ کے والد ماجد شہید ہوئے تھے تو حضرت
میاں قاسم بابا کی قیادت میں یوسف زئی کے مجاہد اور غازیوں
کو جمع کیا اسلام کے کلمہ طیبہ کے اعلاء کے لئے جس وقت یہ
جنگ معطل ہوا تھا یعنی سوات کوہستان کے محاذ پر یہ علاقہ گبری
کافرستان کا علاقہ تھا وہ لوگ اب بھی چترال دروش اور
بدخشاں تالقان موجودہ کوہستانی نورستان کے پہاڑی علاقہ
اور دروں میں موجود ہیں جو گیراہ و ڈگیرام سوات حضرت
میاں قاسم بابا مدفن مزار شریف پیر کلے اور حضرت میاں نور
محمد نے جہاد شروع کیا۔ اور بہت سخت لڑائی ہوئی یہ بڑی لمبی

لڑائی تھی اس وقت اورنگزیب کا عہد حکومت تھا جب جنگ تیز ہوا اور یہ میدانی جنگ بھی نہ تھا ہر پہاڑ میں گیرا کافر کا سخت مورچہ بنا ہوا تھا جو قلعہ سے بھی زیادہ مضبوط تھا اور کافر لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں پر مقیم تھے جنگ جاری ہوا اور حضرت میاں قاسم بابا بمقام توروال جام شہادت نوش فرمایا لیکن مجاہدین اور غازیان اسلام نے فتح حاصل کی اور تمام کوہستان نے کلمہ طیبہ پڑھا اور دین اسلام سے مشرف ہوئے اور ان کی زمینیں اور جائیداد اپنی جگہ محفوظ رہ گئیں جنگ ختم ہوا حضرت میاں نور بابا اپنے مرشد کی وفات کے وقت موجود تھے حضرت سید آدم بنور رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کا ایک صاحبزادہ جس کا نام سید محمد حسن تھا مدینہ شریف میں سے اپنے ساتھ وطن لائے تھے سوات تھانہ نامی قصبہ میں رہنے لگے اور وہاں وفات پا گئے آپ کا مزار مبارک تھانہ میں میاں گانو چم میں ہے اور اب بھی اس کی اولاد بنوری سیدان کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔

اکوڑہ خان بابا یحییٰ خان بابا' شہباز خان' اکبر بادشاہ نے درخیبر کے راستہ کی حفاظت کے لئے کوہاٹ ٹیری علاقہ سے اکوڑہ خٹک' جہانگیری علاقہ کو لے آیا خیبر سے اٹک یہ شاہراہ خٹک قوم کے سپرد کیا گیا تاکہ یوسف زئی قوم کی

بغاوت کی سرکوبی کے لئے یہ لوگ کمر بندر ہے اور اٹک اباسین
کی بندر کی کشتیوں کا محصول وہ وصول کرتے رہتے اور مغل
نے یہ محصول ان کے نام پر لکھا یا مغل حکومت کی مدد سے انہوں
نے یوسف زئی قبیلہ کے علاقے قبضہ میں لے لئے اورنگزیب
کے عہد حکومت میں مغل اور خوشحال خان کسی بات پر ایک
دوسرے کے مخالف ہو گئے خوشحال خان خٹک کو پشاور شہر میں
گرفتار کیا گیا اور ہندوستان کے دہلی شہر میں کئی سال قید رہے
اس قید کا پس منظر یہ تھا کہ حضرت کستیر گل عرف کاکا صاحب
نوشہرہ کے بیٹے پر خوشحال خان خٹک کی بیٹی بیاہ ہوتی تھی جب
وہ عید کے دنوں میں اپنے گھر چلی گئی تو اپنے بھائی بہرام خان
کو شکایت کی کہ مجھے اپنا شوہر پسند نہیں یہ ایک صوفی آدمی ہے
لمبی داڑھی ہے اور سر پر عمامہ لمبا کرتہ اور کشادہ شلوار پہنتا
ہے اور کپڑے بھی لمبے ہیں پیر وفقیر اور شیخ آدمی ہے مجھے یہ
شخص پسند نہیں ہے تو جب کاکا صاحب کا یہ صاحبزادہ
المعروف بہ شہید بابا اپنے سسر کے عید مبارکی کے لئے وہاں
گئے تو بہرام خان نے اس کو مار ڈالا اور مویشیوں کے چارہ
بوسہ کے کوٹھی میں چھپایا اور بھوسہ اس پر ڈال دیا جب دو تین
دن گذر گئے اور وہ واپس نہ آیا تو شیخ رحم کار کاکا صاحب نے
ایک آدمی کو وہاں بھیجا اس نے جواب میں کہا کہ وہ یہاں آیا

تھا مگر پھر واپس گھر گیا ہے شہید بابا نے خواب میں کاکا صاحب کو بتایا کہ مجھے بہرام خان نے مار دیا ہے اور مویشیوں کے چارہ وبھوسہ کے کمرے میں مجھے چھپایا ہے مجھے یہاں سے نکال دو اور اپنے گاؤں کے قبرستان میں دفن کرو تو حضرت شیخ رحم کار المعروف بہ کاکا صاحب نے لوگوں کو وہاں بھیج دیا اور اپنے بیٹے کو اس بھوسہ والے کمرے سے نکال دیا اور زیارت والی قبرستان میں دفن کرایا اب تک وہ شہید بابا کے نام سے مشہور ہے تمام پختون خواہ میں یہ ضرب المثل مشہور ہوا کہ بھنگ کبھی لکڑی نہیں بن سکتا اور خٹک کبھی آدمی نہیں بن سکتا۔
حضرت کاکا صاحب نے بہرام خا کو کچھ نہ کہا لیک کسی نے عالمگیر اورنگزیب کو یہ ماجرا سنایا تو اس نے اس کے جرم میں خوشحال خان خٹک کو قید کرلیا اس واقعہ کے بعد حضرت کاکا صاحب نے خوشحال خان کو بددعا دی تو خوشحال خان کی اولاد اور خاندان میں ایک آفت آیا جس وقت خوشحال خان خٹک اورنگزیب کے قید میں تھے ایک شعر کہا

زه په قید د اورنگ زیب نه یم چه به خلاص شم
زه بند کړے شیخ رحم کار زیړی کاکا یم

یعنی میں اورنگزیب کے قید میں نہیں ہوں کہ نکل جاؤ
مجھے تو شیخ رحم کار کاکا حب نے قید بنایا ہے جب خوشحال خان

خٹک قید سے رہا ہوا تو اورنگزیب کی مخالفت میں قبائلی علاقوں میں دورے شروع کیئے خوشحل خان خٹک پرتھانہ کے رئیس حمزہ خان کی بہن شادی ہوئی تھی اس کے پاس بھی آیا اور سوات کے دمغار گاؤں میں سوات کے رئیس اودل خان بابا سے ملاقات کی اور اپنی رائے سے خبردار کیا لیکن اودل خان نے یوسف زئی قوم کے ساتھ جو دشمنی پہلے سے خوشحال خان کی تھی ساتھ نہ دیا تو میاں نور محمد اسلام پور، حمزہ خان اور اودل خان سے وہ خفہ ہوکر اپنے علاقہ خٹک کو واپس گیا اور اس خفگان کا برملا اظہار کیا جو سوات نامہ میں اب بھی وہ اشعار موجود ہیں۔

مه غولیگه په دوستئ د یوسف زو
بیا په تیره دهمرو اکوزو

یعنی یوسف زئی کی دوستی پر نازمت کرو اور اس طرح تمام اکوزو کی دوستی پر بھی ناز نہ کرو

خبردار کله په ننگ افغانی دی
کشمیری دی پکلیوال دی لغمانی دی

خبردار کبھی افغانی لوگوں کی طرح ننگ کرتے ہیں اور کبھی کشمیری پکلئی اور لغمانی لگوں کی طرح۔

ملکان خانان کل واړه خران دی
عالمان شیخان نے واړه جاهلان دی

ملک اور خان لوگ تمام کے تمام گدھے ہیں اور علماء و
شیخ تمام جاہل ہیں۔

اول حال د عالمانو درته وایم
هله پس به میاں نور درته وستائم

سب سے پہلے حال میں علماء تم کو بتاتا ہوں اس کے
بعد میاں نور محمد کے متعلق تمہیں بتا دوں گا۔

دمیان نور مفتیان په سوات کے دوه دی
اله داد او دوست محمد دواړه یاوه دی

میاں نور محمد کے مفتی سوات میں صرف دو ہیں ایک اللہ داد اور
دوسرا دوست محمد ہے۔

لگے علم لگے لوسته ډیره تقریر کا
چه میاں نور ئے لمسوی هسے تدویر کا

علم تھوڑی اور کم پڑھنے والے اور زیادہ بولنے والے
جو میاں نور بتاتا ہے اسی طرح وہ حکم لگاتے ہیں۔

هر ملا چه د میاں نور په حکم دروی

هم هغه د سوات په ملک کښې سیرئی مومی

جو ملا میاں نور محمد کے حکم پر چلتا ہے وہ سوات میں
زمین کا ایک حصہ کا مالک بن جاتا ہے۔

که میاں نور د خنزیرغوښے ہرے رواکه
ملایان به باندیے زرجوژه فتوا که

میاں نور محمد خنزیر کا گوشت کا کھانا بھی ان پر جائز کر
دیتا ہے اور مولوی صاحبان جلد جواز کا فتویٰ لکھے گا۔

سه به وائم د میاں نور د حقیقته
چه د نورو نه دیے لادیے بد خصلته

میں میاں نور کی حقیقت تمہیں کیا کہو یہ تمام سے زیادہ
بدخصلت ہے۔

هر ملک سره جواب ددیے مکار دیے
په کمی په قصد زما دکاروبار دیے

ہر ملک کے لئے اس مکار کا جواب موجود ہے اور
میرے کاروبار کے کمی کے لئے اس کا عزم ہے۔

د لښکر په سازولو اولس سازشی
بیاله ده دلوری بل لمساد آغاز شي

لشکر بنانے میں جب لوگ متحد ہو جائے تو اس کی جانب سے دوسرا فساد شروع ہوتا ہے۔

د میاں نور په خوله چه نه کاندے لښکرے
په لښکرو د یوسف زوشه خاورے سرے

جب میاں نور کے کہنے پر وہ لشکر تیار نہیں ہوتے تو یوسف زئی کے سروں پر خاک ہو۔

اسلام پور میں آپ کا مزار مبارک ہے ۱۰۵۹ھ میں وفات پا گئے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق خاص و عام ہے۔

مندرجہ بالا اشعار میں خوشحال خان خٹک نے اپنی کتاب سوات نامہ میں یوسف زئی قوم کی دوستی کے متعلق جو اظہار خیال فرمایا اور اس پر تنقید کی کہ ان کی دوستی کو دوستی نہ سمجھو اور اکوزی قبیلہ سے بھی یہی شکایت کی اور یہ بھی کہا کہ ان خوانین اور ملک لوگ بھی تمام گدھوں کے مانند ہیں تو کیا بریکوٹی صاحب کو خوشحال خان خٹک کے تمام اشعار پسند ہے اور وہ آپ کے پسندیدہ شاعروں میں سے ہے پھر یہ بھی کہا کہ سوات کے علماء اور مشائخ تمام کے تمام جاہل ہیں اور حضرت میاں نور محمد نقشبندی پر خوب کیچڑ اچھالا شاعر لوگ ہمیشہ ہی

مبالغے سے کام لیتے ہیں بجز نیک اور پارسا شعراء کے کہ انہوں نے اپنی زبان ان گندگیوں سے محفوظ رکھا مثلاً حافظ صاحب الپوری سوات اور رحمان بابا وغیرہ ہرسرا گوئی والے شاعروں کے متعلق الطاف حسین کا شعر کا ایک مصرعہ ہے۔

جہنم کو بھر دیں گے شاعر ہمارے۔

یہ مصرعہ ایسے شعراء کے متعلق ہے اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ اَلشُّعَرَاءُ كِلَابُ الْجَهَنَّمِ شاعر جہنم کے کتے ہیں۔ حضرت میاں نور محمد صاحب نقشبندی کے مناقب آپ نتائج الحرمین اور خزینۃ الاصفیاء میں ملاحظہ کر سکتے ہیں اس طرح حضرت عبدالحلیم اثر افغانی اور مولانا سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی کی کتاب تذکرہ علماء ومشائخ سرحد جلد دوم میں ملاحظہ کر سکتے ہیں فقیر کے پاس حضرت یہاں نور محمد صاحب نقشبندی کی ایک تالیف ہے اور وہ قلمی کتاب ہے جو تصوف کے موضوع پر لکھی گئی ہے فارسی زبان میں ہے تقریباً دوسو صفحات کی وہ کتاب ہوگی اس میں صفحے نہیں ہیں کتاب کے نام کا بھی پتہ نہیں چلتا کتاب کے اختتام پر یہ لکھا ہے ہذہ الرسالۃ من تصنیف للشیخ المعظم والمکرم شیخ نور قدس اللہ سرہ العزیز رحمۃ اللہ علیہ۔ اس رسالہ مبارکہ سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں آپ اس قلمی کتاب میں لکھتے ہیں ''وَقَالَ

الْمَشَائِخُ التَصَوُّفَ قِيَامُ الْقَلْبِ مَعَ اللّٰهِ وَ حَيوتِهِ فِى مُشَاهِدَةِ اللّٰهِ وَ قَالَ الْحُسَيْنُ" التَصَوُّفُ بِزَل الْاَرْوَاحِ فِى طَلَبِ الْحَقِّ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ اَلتَصَوُّفُ حُسْنُ الْخُلْقِ وَ اَخذُ لِعَفوِ وَامْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ وَ قَالَ مَشَائِخَنَا وَ اِمَامَنَا وَ مُرْشَدَ نَامَدَ اللّٰهُ ظِلَّهُ اَلتَصوف بِذَلَ الْوَجُوْدِ فِى طَاعَتِهِ الْمَعْبُوْدِ وَ اِيثَارَ الموجوْدِ مَعَ تَرْكِ الْمَفْقُوْدِ وَ شُهُوْدِ مَعَ وَاجِبِ الْوَجُوْدِ"

ترجمہ: ۔ مشائخ نے فرمایا۔ تصوف کا مطلب یہ ہے کہ دل اللہ کے ساتھ ہو اور اس کی زندگی اللہ تعالیٰ کے مشاہد حق میں ہو حسین نے فرمایا کہ تصوف کا نام ہے ارواح کو خرچ کرنا طلب حق میں اور بعض نے کہا ہے کہ تصوف کا نام حسن خلق ہے اور عفو کو لینا اور نیکی پر حکم کرنا اور جاہل لوگوں سے کنارہ کش ہونا اور ہمارے مشائخ اور امام اور مرشد نے فرمایا کہ تصوف کا نام وجود کو معبود کی طاعت میں خرچ کرنا اور موجود اشیاء کو قربان کرنا اور مفقود چیزوں کو ترک کرنا اور اللہ کے دربار میں اپنے آپ کو حاضر رکھو۔ اس کے بعد میاں نور محمد صاحب آگے تصوف کے حروف کے متعلق لکھتے ہیں" اَلتَصَوُّف اَرْبَعَ اَحْرَفِ اَلتَاءُ وَ الصَادوَالوا و وَالْفَاءَ اَلتَاءُ

تَخْلِیَۃُ الْبَاطِنِ عَنْ اَوْصَافِ الدُّنْیَوِیَّۃِ وَالصَّادُ صَفَاءُ الْقَلْبِ عَنْ کَدُوْرَاتِ غَیْرِ الْاُلُوْہِیَّۃِ وَالْوَاوُ اَلْوَلَہُ بِشَوْقِ الرَّبُوْبِیَّۃِ وَ الْفَاءُ فَنَا الْبَشَرِیَّۃِ بِمُشَاھَدَۃِ الْوَاحْدَانِیَّۃِ چوں خواہد کسے کہ درین راہ درآید اورا باید کہ اول از حب دنیا وصحبت اغنیاء و امرا ملوک سلاطین و جمیع اھل زود ترک کند کَمَا قَالَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ لَا تُجَالِسُو الْمَوْتے قِیْلَ مَنِ الْمَوْتیٰ یَا رَسُو اللّٰہِ قَالَ الْاَغْنِیَاءُ کَذَا فِی الشَّرْحِ التَّصَوُّف وَ جَاءَ فِی حَدِیْثَ آخَرَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ فِتْنَۃٌ وَ فِتْنَۃُ اُمَّتِیْ الْمَالُ '' تصوف کے چار حروف ہیں پہلا حرف ت ہے پھر صاد پھر واؤ ہے تاء سے مطلب باطن کو اوصاف دنیوںیہ سے بالکل خالی کرنا ہے اور صاد سے مراد ہے اللہ کے سوا تمام کدورات سے اپنے دل کو صاف رکھنا واؤ سے مراد ہے ربوبیت کی طرف شوق میں تیزی کرنا اور فاء سے مراد بشریت کو فانی کرنا ہے وحدانیت کے مشاہدہ حق کے لئے اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس راستے میں آئے اس کو چاہئے کہ سب سے پہلے حب دنیا اور صحبت اغنیاء و امراء و ملوک وسلاطین اور تمام اہل دنیا کو ترک کردے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مُردوں کے ساتھ نہ بیٹھو کہا گیا

کہ موتیٰ کون ہیں یا رسول اللہؐ آپ نے فرمایا کہ وہ اغنیاء ہیں ایسا ہی شرح التعرف میں ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ مزید تشریح کرتے ہیں۔ ''قَالَ الْمَشَائِخ اَوّلَ قَدَمٍ فِی طَرِیْقِ السَّالِکِیْنَ تَرْکَ الدُّنْیَا مَعَ الْخَلاَئِق کُلِّھَا لاَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ قَالَ عَلَیْہِ السَّلاَمُ حُبَّ الدُّنْیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ وَ تَرْکَ الدُّنْیَا رَأسَ کُلِّ عِبَادَۃٍ '' ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ سالکین کے راستے کا پہلا قدم یہ ہے تمام مخلوق سے ترک دنیا کرنا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اور دنیا کو ترک کرنا تمام عبادت کی جڑ ہے آگے لکھتے ہیں'' قال اھل المعرفۃ مَنْ ترک الدنیا ملک و من اخذ ھلک و قالَ بَعْضُھُم طالبُ الدنیا جاھلٌ وطالب العقبیٰ عَاقِلٌ وَ طَالِبَ المولیٰ کاملٌ و قال بَعْضُھُمْ طَالِبَ الدُّنْیا ھالکَ و طالب العقبیٰ سالکَ وَ طَالِبَ المولیٰ مالک و قال بعضھم طَالبَ الدُّنیَا اسیرٌ وَ طالب العقبیٰ بصیرٌ و طالب المولیٰ امیر اے برادر بندہ کہ ممنوع است از دوستی دنیا

لِاَنَّھَا مَبغُوضَۃُ الحَقِ ودر موافقت شرط است نہ مخالفت و موافقت ایلست کہ دوست محبوب را دوست دارند و دشمن محبوب او دشمن وارد اَفضَلَ الخَصَائِص اَلحُبَّ لِلّٰہِ وَ البُغضَ لِلّٰہِ حَاکِیاً عَنِ اللّٰہِ تَعَالیٰ اِنَّ اَعقُلَ النَّاسِ تَارِکُہٗ الدُّنیَا وَ اَجھَلُ النَّاسِ طَالِبُ الدُّنیَا "

ترجمہ۔ اہل معرفت والوں نے فرمایا ہے کہ جس نے دنیا کو ترک کیا بادشاہ بنا اور جس نے لیا وہ ہلاک ہوا اور بعض عرفاء نے فرمایا کہ دنیا کے طالب جاہل ہے اور عقبیٰ کا طالب عاقل ہے اور مولیٰ کا طالب کامل ہے اور بعض نے فرمایا دنیا کے طالب ہلاک ہے اور عقبیٰ کے طالب سالک ہے اور مولیٰ کا طالب مالک ہے بعض نے فرمایا دنیا کا طالب قیدی ہے اور عقبیٰ کا طالب بینا ہے اور مولیٰ کا طالب امیر ہے اے میرے بھائی کہ بندہ کو مانع ہے کہ دنیا سے دل لگائے کیونکہ یہ اللہ کو پسند نہیں ہے اور محبت میں موافقت شرط ہے نہ کہ مخالفت اور موافقت یہ ہے کہ محبوب کے دوست کو محبوب رکھے اور دوست کے دشمن کو دشمن جانے اور یہ بھی وارد ہے کہ بہترین خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ کے لئے کسی سے محبت رکھے اور اللہ کے لئے کسی سے بغض رکھے اور یہ اللہ سے حکایت کرتے ہیں کہ زیادہ عقل مند لوگوں میں سے دنیائے ترک کرنے والا ہے

اور زیادہ جاہل لوگوں میں سے دنیا کے طالب ہے آگے ایک رباعی درج کی ہے۔

حال دنیا را بہ پرسیدم از فرزانہ
گفت یا خوبیست یا بادیست یا فسانہ
باز گفتم حال آنکس کہ دل دروی بہ بست
گفت یا دیو یست یا غویست یا دیوانہ

دنیا کا حال کسی دانا سے میں نہ پوچھا اس نے کہا کہ یہ خواب ہے یا باد ہے یا ایک فسانہ ہے پھر میں نے پوچھا کہ اس آدمی کا کیا حال ہے جس نے دنیا سے دل لگایا اس نے جواب دیا کہ وہ شیطان ہے یا گمراہ یا دیوانہ۔

قَالَ الْمَشَائِخُ اَلْمُسَافِرُوْنَ عَلٰی ثَلَاثَۃَ اَصْنَافِ مُسَافِرٌ اِلَی الدُّنْیَا وَ رَأْسُ مَالِہٖ الدُّنْیَا وَ رِبْحُہٗ الْمَعْصِیَۃُ وَ النَّدَامَۃُ وَ صِنْفُ یُسَافِرُ اِلَی الْاٰخِرَۃِ وَ رَاْسُ مَالِہٖ الطَّاعَۃُ وَ الْعِبَادَۃُ وَرِبْحُہٗ الْجَنَّۃُ وَ صِنْفُ یُسَافِرُ اِلَی اللّٰہِ وَرَأْسُ مَالِہٖ الْمَعْرِفَۃُ وَ الْمَحَبَّۃُ وَ رِبْحُہٗ لِقَاءَ اللّٰہِ تَعَالٰی ''

مشائخ نے فرمایا کہ مسافروں کے تین اقسام ہیں کہ وہ مسافر ہے جو دنیا کی طرف سفر کرتا ہے اور اس کا راس المال وہی دنیا ہے اور فائدہ اس کے لئے معصیت اور ندامت ہے اور

دوسرا مسافر وہ ہے کہ وہ آخرت کی طرف سفر کرے اس کا راس المال طاعت اور عبادت ہے اور فائدہ اس کے لئے جنت ہے اور تیسرا وہ مسافر ہے جو اللہ کی طرف سفر کرے اس کا راس المال معرفت اور محبت ہے اور فائدہ اللہ تعالیٰ سے ملنا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث اس میں ناطق ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا مَنْ کَانَ ہِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ کَانَ ہِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَ مَنْ کَانَ ہِجْرَتُہٗ اِلٰی مَالٍ یَکْسِبُہَا اَوْ اِمْرَاَۃٍ یَنْکِحُہَا فَہِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ہَاجَرَ اِلَیْہِ و از عالی ہمت ایشان حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز فرمود اَلدُّنْیَا حَرَامٌ عَلَی الْاٰخِرَۃِ وَالْاٰخِرَۃُ حَرَامٌ عَلٰی اَہْلِ اللّٰہِ ۔ جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کے لئے اس ہجرت کا ثواب ہے اللہ و رسول کی طرف سے اور جس نے مال یا عورت کے نکاح کے لئے ہجرت کی تو اس کے لئے وہی چیز ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی ہو۔ حضور انور معلم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا اہل آخرت پر حرام ہے اور آخرت اہل اللہ پر حرام ہے کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

قومی کہ ہر دو کون بیک جونمی خرند

ایشان دم از محبت دنیا کے زند

یہ لوگ دونوں جہانوں کو ایک جو میں بھی نہیں خریدتے وہ دنیا کی محبت سے کس طرح اپنے آپ کو ملوث کرے جو سالک اس راہ پر چلتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اسرارات کو دیکھ کر بے ساختہ بول اٹھتا ہے کہ میں نے یہ عجائبات ملاحظہ کئے لیکن سالک کو اس میں اشارہ ملتا ہے جب منزل مقصود کو پہنچتا ہے تو وہ پھر خاموش ہوتا ہے اس حدیث کی طرف اس میں اشارہ ملتا ہے اِحْفَظْ لِسَانَکَ وَ یَتَّبِعْ نَبِیَّکَ یعنی اپنے زبان کو محفوظ رکھو اور اپنے نبی پاک کی تابعداری کرو مشائخ کرام نے یہ بھی فرمایا ہے اَلْمُرِیْدُ نَاطِقٌ وَ الْمَعَارِفُ اَخْرَسٌ مرید بولتا رہتا ہے اور عارف گونگا ہوتا ہے۔

حضرت شیخ میاں نور محمد نقشبندی نے اس رسالہ کے فصل اول میں پہلے باب کے عنوان کے تحت لکھا ہے در بیان محض عشق و ماہیت آں اس عنوان کے تحت وہ لکھتے ہیں قَالَ الْمَشَائِخُ اَلْعِشْقُ نَارٌ نُوْرِیٌّ بِاَیِّ قَلْبٍ نَزَلَ تَصَرَّفَ وَ مَلِکَ وَ لَمْ یَبْقَ لَہٗ اِسْمٌ وَ لَا رَسْمٌ اَلْعِشْقُ وَ رَسْمُہٗ وَ قَالَ بَعْضُھُمْ اَلْعِشْقُ جُنُوْنٌ اِلٰھِیٌّ یَرْفَعُ بِنَاءَ الْعَقْلِ قَالَ بَعْضُھُمْ اَلْعِشْقُ نَارٌ یَقَعُ فِی الْقَلْبِ وَ تَحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبِ وَ قَالَ بَعْضُھُمْ اَلْعِشْقُ مَحَبَّۃٌ

وَ هِیَ قِیَامُ الْقَلْبِ مَعَ الْمَحْبُوْبِ بِلَاوَاسِطَۃٍ وَقَالَ بَعْضُھُمْ اَلْعِشْقُ اِحْرَاقٌ وَ قَتْلٌ وَ بَعْدَہٗ حَیٰوۃُ الْاَفْنَاءَ لَھَا کَذَافِی ذَادِالْمُحِبِّیْنَ اَمَارَوَایَۃً عَلَامَۃِ الْاَرْضِ رَئِیْسُ الْاَبْدَالِ. خواجہ خضر صلواۃ اللہ علیہ آنست کہ از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کردہ اند کہ عشق نوریست وآں فراستہ البحرین گویند چو در دل مومن نزول کند ھمہ مستور مکشوف گردد ۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ عبارت ازاں نوراست وآں از عالم علوی نزول کردہ میاں آسمان وزمین معلق طریق ابر سپید مشکل دریا ماندہ وہر سال ازاں مقام یکبار درکوہ طور فرودمی آید ومصور میشود ومیگوید الٰہی مراخبر کن کہ کدام بندگان از برای من اخریدہ تا بہ سرہا ایشان نشینم و دلہا ایشان بسوی تو کنم حق تعالیٰ آسامی نود ہزار کس از عاشقان نوشتہ فرود فرستد آں کاغذ بردلت کند ودر طلب ایشان سعی کند وبر سر ایں صاحب دولتان نشیند و دلہا ایشان ساعۃ فساعۃ بسوی حق جذب کند کہ جَذْبَۃٌ مِنْ جَذَبَاتِ الرَّبِّ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ،،

خاص عشق واس کی ماہیت کے بیان میں عنوان کے تحت لکھتے ہیں مشائخ عظام نے فرمایا کہ عشق ایک نوری آگ ہے جس

دل میں اتر تا ہے اس میں تصرف کرتا ہے اور اس کا بادشاہ بنتا ہے اور اس کا نام بھی باقی نہیں رہتا اور نہ رسم عشق کا اور بعض نے فرمایا کہ عشق ایک جنون الٰہی ہے عقل کی آبادی کو اٹھا دیتا ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ عشق آگ ہے دل میں اترتا ہے تو محبوب کے سوا تمام جلا دیتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ عشق محبت ہے اور یہ دل کا محبوب کے ساتھ ہونا بغیر واسطہ کے ہے اور بعض نے فرمایا کہ عشق جلانے اور قتل کرنے والی چیز ہے اور اس کے بعد زندگی ہے جس کے لئے کوئی فنا نہیں ایسا ہی زاد المحبین میں لکھا ہے اور جو روایت میں کہ زمین کی علامت ابدال کا رئیس خواجہ خضر علیہ السلام ہے حضور علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ عشق ایک نور ہے اور اس کو فراست البحرین کہا جاتا ہے،کہا جاتا ہے کہ جب مومن کے دل میں اترتا ہے تو تمام مستور مکشوف کر دیتا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مون کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کی نور سے دیکھتا ہے یہ اس نور سے عبارت ہے وہ نور عالم علوی سے اترتا ہے اور زمین وآسمان کے درمیان معلق ہو جاتا ہے سفید ابر کی شکل میں دریا بن جاتا ہے اور ہر سال اس مقام سے ایک بار کوہ طور کو نیچے اترتا اور وہاں مصور ہو جاتا ہے اور کہتا ہے الٰہی مجھے اطلاع دے کہ کونسے لوگ میرے لئے پیدا ہوئے ہیں تاکہ

ان کے سروں پر ہم بیٹھ جائے اور ان کے دلوں کو آپ کی طرف مائل کردے اللہ تعالیٰ نوے ہزار لوگوں کے نام عاشقوں کے لکھ دیتا ہے اور ان کی طرف بھیج دیتے ہیں۔ وہ کاغذ اپنے دلوں میں محفوظ کر دیتے ہیں اور ان کی طلب میں کوشش کرتے ہیں اور ان کے سروں پر بیٹھ جاتے ہیں اور ان کے دلوں کو اللہ کی طرف مائل جذب کر دیتے ہیں یہ جذب اللہ کے جذبوں میں سے ہے تمام جن و انس کے اعمال کے برابر نوازتے ہیں۔ بیت

عشق تو درین دلم لفانے بگرفت
تختیے جہد و ملک کانے بگرفت
من عشق نہ دیدم بدیں سوزانے
یک زرہ درآمد جہانے بگرفت

آپ کی محبت میں نے اپنے دل میں پکڑا عشق کے تختے رکھے گئے اور ملک کو گھیر لیا اس سوز میں میں نے عشق نہیں دیکھا ایک زرہ عشق جب آتا ہے تو تمام جہاں گھیر لیتا ہے۔

آگے مزید لکھتے ہیں "اے برادر عشق سہ حرف است عین شین و قاف عین عبارت از علو است یعنی شہباز لامکانی است کہ در مکان از بہر ایں صاحب دلان نزول کردہ تا دلہا ایشان محرم با سرار الوھیت و منور با نوار ربوبیت کرداند و بسوی حق

کشد خوش گفت آں کہ گفت۔

رباعی۔

پا بر سر چرخ نمیں نہ
کیں چرخ ز چرخھا بالا است
جبریل دران میان بگنجد
کیں لا رمز ز رمزھا وابالا است

تا ہر چہ از غرحق باشد بسوزد و ناچیز گردد چنانچہ مولانا رومی می فرمائید۔

حق آتشے افروختہ تا ہر چہ بے حق سوختہ
آتش بسوزد و قلب راو آن قلب بر عالم زند

وقاف عشق عبارت از قربت است بر سر کسے کہ آں شہباز نشیند ساعتہ فساعتہ دلش را پرواز کند با شہباز لامکان درکشد عند ملیک مقتدر رساند۔ بیت

ہمائے قاف قربے اے برادر
ہمارا جز ہمائی مصلحت نیست

اکنون اشارت حروف عشق بشنو اَلْعِشْقُ ثَلَاثَۃَ اَحْرُفٍ اَلْعَیْنُ وَ الشِّیْنُ وَالْقَافُ فَالْعَیْنُ یُشِیْرُ اِلَی الْعُبُوْرِ عَنِ الْجَائِزِ وَ الشِّیْنُ یُشِیْرُ بِشُھُوْدِ وَاجِب الْوُجُوْدِ وَ الْقَافُ یُشِیْرُ بِقَلْعِ الْوُجُوْدِ بِمُشَاھِدَۃِ

الْمَعْبُوْدِ لَابُدَّ لِلسَّالِکِ مِنَ التَّزْکِیَۃِ وَالتَّصْفِیَۃِ وَالتَّخْلِیَۃِ وَالتَّجْلِیَۃِ فَالتَّزْکِیَۃُ زَکٰوۃُ الْقَلْبِ عَنِ الْاَوْصَافِ الْبَھِیْمَۃِ وَ التَّصْفِیَۃُ صَفَاءُ الْقَلْبِ بِنُعُوْتِ الْمَلَکِیَّۃِ وَالتَّخْلِیَّۃُ اخلاءُ الْقَلْبِ عَنْ غَیْرِ الْاُلُوْھِیَّۃِ وَالتَّجَلِیَّۃُ اِنْجِلَاءُ الْقَلْبِ بِاَنْوَارِ الرَّبُوْبِیَّۃِ وَاَسْرَارُ الْوَحْدَانِیَّۃِ "۔

ترجمہ: ۔ اے بھائی عشق کے تین حروف ہیں عین وشین و قاف عین علو سے ہے یعنی شہباز لامکان ہے کہ اس مکان سے اس صاحب کے دل کے لئے نزول کیا ہے تاکہ ان کے دلوں کو اسرار الوھیت کے محرم بنائے اور انوار ربوبیت سے منور کر دیتے ہیں اور اللہ کی طرف کھینچتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

یا بر سر چرخ انعمین نہ
کیں چرخ ز چرخہا بالا است
جبریل درمیان بگنجد
کہ ایں لا رمز ز رمزھا وابالااست

اور شین عشق کا یہ عبارت ہے آتش شوق سے کہ اللہ تعالیٰ محبان کے دلوں میں خود ڈال دیتا ہے تاکہ جو کچھ حق کے سوا ہیں وہ جلائے اور وہ ناچیز بن جائے مولانا روم نے فرمایا۔

عشق حق کو اٹھا دیتا ہے اور جو کچھ حق کے سوا ہے وہ جلا دیتا ہے آگ جلا دیتا ہے دل کو اور اس دل کو دنیا پر ڈال دیتا ہے۔

اور قاف عشق کا عبارت قربت سے ہے جس کے سر پر وہ شہباز بیٹھ جاتا ہے تو ساعت بساعت اس کا دل پرواز کر دیتا ہے اور شہباز لامکان کو کھینچ لیتا ہے اللہ کے مقتدر کے ساتھ پہنچا لیتا ہے۔

ہما ء قاف قرب ہے اے میرے بھائی ہما کے سوا ہما مصلحت یعنی برابر نہیں ہے۔ اب اشارہ حروف عشق کا بھی سنو کہ عشق کے تین حروف ہیں ایک عین ہے اور دوسرا شین اور تیسرا قاف پس عین جائز کی طرف عبور کو اشارہ ہے اور شین واجب الوجود کے شہود کی طرف اشارہ ہے اور قاف وجود کو نکالنے معبود کے شاہد کی طرف اشارہ ہے تو سالک کے لئے ضروری ہے کہ تزکیہ اور تصفیہ کرے دل کو ملکوتیت سے اور اللہ کے سوا دل کو خالی کر دے اور انوار ربوبیت اور اسرار وحدانیت سے دل کو روشن کر دے۔ شیخ نور محمد صاحب "فصل چہارم عنوان وصول الی اللہ کے تحت لکھتے ہیں" ای برادر وصول الی اللہ دہ چیز شرط است اول توبہ است قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَصُوْحاً اَیْ خلوصا

دوم دوام طهارت قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ فِیْهَا رِجَالٌ
یُحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ سوم
نیت است قَالَ اللّٰهُ وَ مَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ
مُخْلِصِیْنَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ
لِکُلِّ امْرِءٍ مَّانَوٰی جز لقاء دوست دیگر نیت نباشد چهارم
ادا نماز فرائض بجماعت که اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ انچه سید عالم
را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقاب قوسین او ادنی دارند نعمت
در نماز نیز دارند که فَعَلَیْکَ بِالصَّلٰوۃِ ونوافل بقدر وسع
بگذارد وَلَایَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ پنجم
اوراد معمور دارد که هیچ نبی و ولی در وخود فوت نه کرده است که
مَنْ اِقْتَدٰی بِیْ فَهُوَ مِنِّیْ وَ مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ
فَلَیْسَ مِنِّیْ نعمت موقوف باتباعیت که فَاتَّبِعُوْنِیْ
یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ ثابت است و ذکر بسیار گوید که اَقْرَبُ
الطُّرُقِ اِلَی اللّٰهِ اَلذِّکْرُ وَ تِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ ششم فکر
در اسباب دینا که متاع دنیا فانیست بقائی ندارد و مزاحمة
ثابت که کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ اَیْ
اَلْمُکَوِّنِ پس دل از فانی بردارد بحق سپارد هفتم نومید شدن
از خلق چون معطی و مانع ضار و نافع حق است پس دل از خلق
بردارد و قطع امید کند چنانچه از موتی قطع امید است. قَالَ اللّٰهُ

تعالیٰ یَاَیُّهَا النَّبِیُّ دل را در مدح و ذم و قبول خلق برابر
دارد ہر کرا بر کشد خدای بر کشد و ہر خدای رد کند از و قبول
دیگراں چہ تفاوت ہست بیچارہ کسے کہ از در تو گردد مردود ہم
دل را در شکنجہ و فراخی و غم و شادی متغیر نگرداند کہ اِنَّ اللّٰهَ
یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَاءُ و بقدر ہر چہ پیش آید صلاح
کار خود داند و ہم ہر مجلسے و مقامی کہ باشد دل با حق حاضر دار
دیک طرفۃ العین غائب نہ گرداند تا برگ جمال معنی در تو پدید
آید کہ چہار ہزار پیر طریقت درین سخن متفق علیہ اند کہ ولی
خدای کسے ہست ہر بار کہ در دل خود ذکر کند ملازم حق یابد و
ہمیشہ حق را ناظر احوال خود داند کہ اسم داری ثابت و کاین
است اگر یکی ازیں دہ چیز فوت کند نقصان کار خود کردہ باشد''
اے بھائی اللہ تک جانے کے لئے دس چیزوں کی شرائط ہیں
اول توبہ اللہ کا فرمان ہے کہ اللہ کے خالص توبہ کرو دوم
طہارت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس میں آدمی ہیں کہ وہ پاکی
کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاکی کرنے والوں کو پسند
فرماتا ہے۔ تیسرا شرط نیت ہے اللہ کا فرمان ہے ان کو حکم اس
بات کی ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کرے خالص حضور علیہ السلام
نے فرمایا ہر آدمی کے لئے وہ ہے جس کی نیت کرے سوا
ملاقات دوست کے کہ دوسرا کوئی نیت نہ ہو چوتھا فرائض نماز

کو جماعت سے ادا کرنا کہ نماز مؤمن کی معراج ہے حضور علیہ
الصلوٰاۃ والسلام قاب قوسین کی درجات رکھتے ہیں تو نماز میں
بھی ایسی درجات رکھتے ہیں اور تم پر نماز لازم ہے۔ نوافل
طاقت کے مناسب سے ادا کرے حدیث شریف میں ہے کہ
ہمیشہ میرا بند مجھے نوافل کے ساتھ قرب پیدا کرتا ہے پنجم اوراد
کو جاری رکھے کہ کوئی نبی یا ولیؒ وہ فوت نہیں ہوئے حضور ﷺ
نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت رکھی وہ مجھ سے ہے
اور جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں یہ تمام
موقوف اطاعت پر ہے کہ اللہ کا فرمان ہے فرما دو کہ میری
تابع داری کرو اللہ تم سے محبت فرمائے گا یہ ثابت ہے اور
زیادہ ذکر کرنا چاہئے کہ زیادہ قرب والی راہوں میں ذکر اور
تلاوت قرآن پاک ہے چھٹا اسباب دنیا میں فکر کرنا کہ دنیا کا
مال و سامان فانی ہے اس کے لئے بقا نہیں ہے اور مزاحمت
ثابت ہے کہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور صرف اللہ پاک کی
ذات باقی ہے پس دل کو فانی سے خالی کرنا چاہئے اور اللہ پر
بھروسہ کرنا ضروری ہے ساتواں مخلوق سے ناامید ہونا جب کہ
عطا کرنے والا اور مانع اور ضرور دینے والا اور نفع پہنچانے
والا اللہ پاک ہے پس مخلوق سے دل کو ہٹانا چاہئے اور اس
سے امید کو قطع کرنا چاہئے چنانچہ مردوں سے لوگ امید کاٹتے

ہیں اللہ کا فرمان ہے اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تمہارے لئے کافی ہے اور جو تمہاری اطاعت کرتے ہیں مومنوں میں سے اور استفہام کو بھی نیز موکل کر دیا گیا اللہ پاک اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں آٹھواں شرط یہ ہے دل کو مدح اور ذم اور قبول خلق کے لئے برابر رکھو جس نے دل موڑا اللہ بھی اس سے موڑ دے گا اور جس نے رد کیا اللہ بھی اس کو رد کر دے گا اس سے اور دوسروں سے قبول کرنے میں کیا فرق ہے بے چارہ اگر کسی نے تمہارے ساتھ کیا ہو وہ مردود ہونواں شرط یہ ہے کہ دل کو تنگی و فراخی غم و خوشی میں متغیر یعنی نہ بد بو کیونکہ اللہ تعالی فراخ کر دیتا ہے رزق اس کو جس کو وہ چاہتا ہے اور جو پیش ہو گا تمہاری خاطر ہو گا۔

دسواں شرط یہ ہے جہاں بھی تم ہو اور جس مجلس میں تم ہو اپنے دل میں اللہ کو حاضر جانو ایک لحہ بھی غائب تصور نہ کرو تا کہ اس کا ثمرہ آپ میں ظاہر ہو جائے کہ چار ہزار پیران طریقت اس بات پر متفق ہیں کہ خدا کے ولی وہ ہے کہ ہر بار جب دل میں ذکر کرتا ہے اللہ کو اپنے ساتھ جانتا ہے اور ہمیشہ اللہ نظر کرنے والا اپنے آپ پر جانتا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ میں سنتا ہوا اور دیکھتا ہوں یہ ثابت ہے اگر کسی نے ان دس شرائط میں سے ایک بھی ختم کی تو اس کا وبال اس کے لئے ہے

اس رسالہ کے اختتام میں فائدہ کے تحت لکھتے ہیں "ابوعلی ضریرؒ گفت پیغام بر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را در خواب دیدم و از آسماء خلوت بہ پرسیدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفت ایں اسماء ہفت است وآں نیست یَا اَللّٰہُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا نِهَایَاتَ النِّهَایَاتِ یَا نُوْرَ الْاَنْوَارِ پس گفت یا رسول اللہ چہ گونہ عمل کنم بدیں آسماء فرمود چہل روز روزہ برار و ہر شبے بطعام اندک افطار کن بیشتر احوال در ذکر مشغول باش عجائبات بینی۔

ترجمہ: ۔ بوعلی ضریر نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو خواب دیکھا میں نے اسماء خلوت آپ سے دریافت کئے پس آپ نے فرمایا وہ یہ ہیں یَا اَللّٰہُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا نِهَایَاتَ النِّهَایَاتِ یَا نُوْرَ الْاَنْوَارِ پھر پوچھا کہ کس طرح عمل کروں آپ نے فرمایا کہ چالیس دن روزہ رکھے اور ہر شام کم طعام سے روزے افطار کرے اور اکثر اوقات ذکر میں مشغول رہو عجائبات دیکھو گے۔

آپ کی اولاد کا سلسلہ اور شجرہ

حضرت میاں نور محمد نقشبندی کی دو بیویاں تھیں ایک بی بی جو بڑی تھی وہ بونیر کی تھی بونیر اماں کے نام سے مشہور تھی دوسری چھوٹی بیوی کوہستان کی تھی وہ کوہستان بی بی کے نام سے مشہور تھی بونیر بی بی کا ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی تھی جس کا نام غلام محمد مشر بابا کے نام سے مشہور تھا اور اس کی بہن بابوزئی قبیلہ کے بامی خیل علی خان کے بیٹے لنگر خان کی بیوی تھی اور کوہستان بی بی کے دو صاحبزادے تھے ایک کا نام نثار احمد تخلص مصطفیٰ محمد عرف میاں جو اور دوسرے صاحبزادے کا نام عطاء محمد تخلص میاں گل محمد عرف کشر بابا کے نام سے مشہور ہے حضرت میاں نور بابا کی اولاد تین خیلوں میں تقسیم ہو گئے مشر خیل، میاں جو خیل کشر خیل۔ غلام محمد مشر بابا عالم و فاضل بزرگ انسان تھے اپنے والد ماجد کے مرید تھے اور خلیفہ و ماذون بھی تھے نقشبندیہ طریقہ کے عامل پیر تھے اور مبلّغ بھی تھے اورنگزیب کے بیٹے شاہ عالم اعظم کی حکومت کے وقت آپ کو وظیفہ سالانہ ملتا تھا آپ کی بیوی سوات تھانہ کے حمزہ خان کے نواسی کے بیٹے کی بیٹی تھی جو تھانہ ابئ کے نام سے مشہور تھی غلام محمد عرف مشر بابا کے دو صاحبزادے تھے بڑے کا

نام میر احمد تھا اور چھوٹے کا نام میر محمد تھا یہ دونوں بھائی بڑے عالم و فاضل تھے علاقہ یوسف زئی کے مفتی اور قاضی تھے حضرت میر احمد صاحب اسلام پور میں سکونت پذیر تھے آپ کا صرف ایک صاجبزادہ تھا جس کا نام محمد غیاث تھا بڑے عالم فاضل تھے اور صاحب کرامات بزرگ تھے محمد غیاث کے کافی مدت تک کوئی اولاد نہ تھی پھر کسی فقیر نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کی دعا کے برکت سے ایک صاجبزادہ عنایت کیا جس کا نام میاں فقیر شاہ تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے دیئے جو ایک بڑی قوم کے جد امجد ہے اس کا مزار بھی اسلام پور میں ہے۔

میاں فقیر شاہ کے سات بیٹے تھے جس کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

واصل محمد، مرتضی علی، رضا محمد، طیب، معصوم، حضرت میر، میاں حسن شاہ، پورا شجرہ درج کیا جاتا ہے۔

حضرت میاں نور اسلام پوری سوات

غلام محمد بابا	مصطفیٰ محمد بابا	میاں گل محمد بابا
مورث اعلیٰ مشرخیل	مورث اعلیٰ میاں جو خیل	مورث اعلیٰ کشرخیل
میاں کان	میاں کان	میاں کان

غلام محمد ابن میاں نور محمد ابن میاں کریمداد شہید بابا کاغو سوات

↓

میر احمد

↓

محمد غیاث واحد

↓

میاں فقیر شاہ واحد

↓

واصل محمد — مرتضیٰ علی — رضا محمد — طیب — معصوم — حضرت میر — میاں حسین شاہ

واصل محمد:

- فیروز شاہ ← عبد الغفار ← امیر سلطان ← سلطان زمان ← اسلام پور
- قطب عالم ← حمید اللہ ← فضل مولا ← حضرت مولانا حسن اماب شکورہ سوات

رضا محمد:

شاہ رسول

علی اکبر

غلام محمد

↓

خان رسول — ابو هریرہ

- خان رسول ← سلطان سکندر میاں ← احسان اللہ میاں
- ابو هریرہ ← شاہ جہان، مہابت خان

مرتضیٰ علی ↓

مرتضیٰ علی عرف مانا بابا صاحب اسلام پور سوات مشرخیل

↓

صاحب گل

↓

میاں گلے — سید صبح الزمان بابا

- میاں گلے ← لطیف الرحمان ← میاں محب جان
- سید صبح الزمان بابا:
  - مجبور میاں ← محمد سجاد
  - میاں سید عمر ← محمد انتخاب
  - میاں سید واحد ← رفیق احمد
  - میاں سید صلاح ← شہاب الدین
  - میاں سید ... ← رضا سعید

تیراتھ کوٹھی مدین سوات مشرخیل

میاں فقیر شاہ

- طیب بابا
  - خانکے میاں
    - کنہ باز
      - چیری
        - خلیفہ فقیر
      - میاں بد خشان
  - مجے میاں
    - تکمیل میاں
      - نجیب میاں
        - میاں سید عبد المجید
          - میاں عبید اللہ
    - قیصر میاں
      - میاں عرش اللہ
        - میاں ارباب
          - میاں دلبر جان
- حضرت میر
  - امیر کلاب
    - بازگل
      - پیر صلب بابا
        - امیر حج شاہ
    - حضرت فقیر بابا
      - حضرت عباس
- معصوم
- میاں حسین شاہ

حضرت امیر محمد جو خٹ بابا کے نام سے مشہور ہے اور امیر محمد حضرت غلام محمد کا صاجزادہ ہے اور وہ حضرت میاں نور محمد صاحب کا صاجزادہ ہے۔ حضرت امیر محمد بھی اپنے زمانہ کے بڑے علماء میں شامل ہے آپ صاحب طریقت بزرگ تھے آپ سوات کے موسیٰ خیل کوٹہ لنڈا کی میں پیرانو کلے میں رہائش پذیر تھے آپ بھی اس علاقہ کے مفتی اور قاضی تھے آپ وہاں وفات پا گئے ہیں آپ کا مزار مبارک وہاں پیرانو کلے کے قریب ہے مرجع خلائق خٹ شہید کے نام سے مشہور ہے آپ کے تین صاجزادے تھے عزت محمد، بادشاہ محمد ، محمد انور، مدفن شلتا لو مسجد یہ تینوں بھائی وہاں دفن ہیں۔
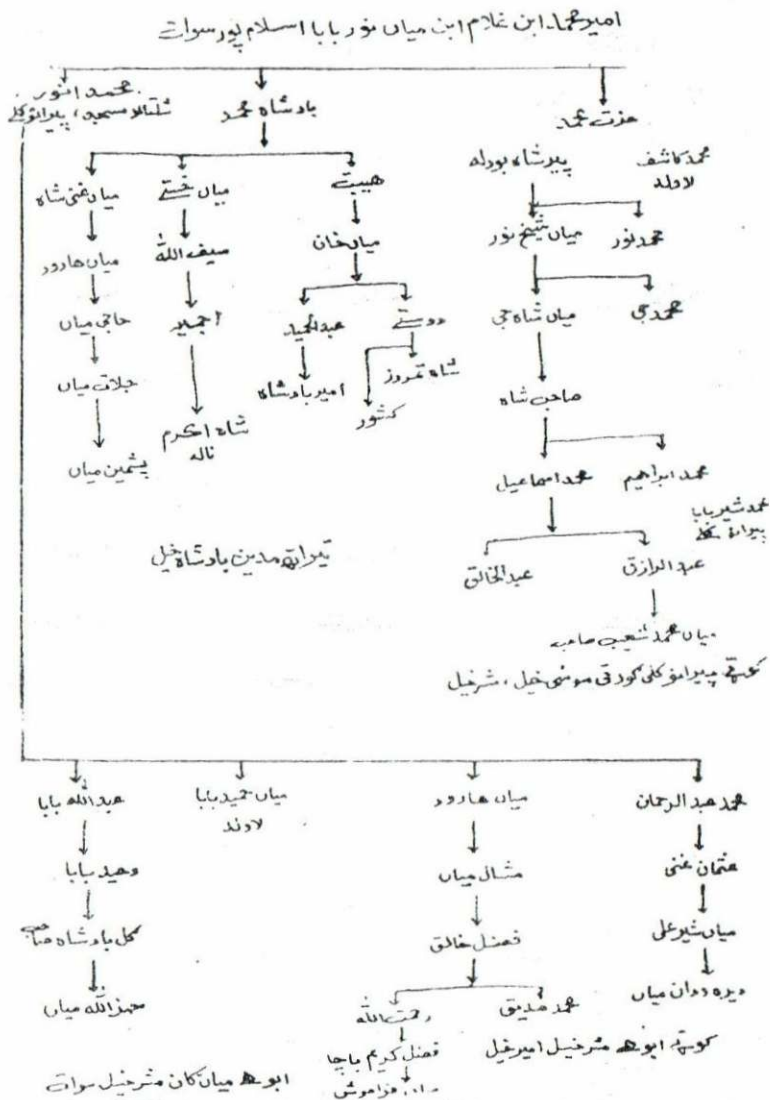
نثار محمد تخلص مصطفیٰ محمد عرف میاں نجو ابن میاں نور محمد ابن میاں عبدالکریم ابن اخون درویزہ بابا نثار محمد میا نجو اپنے زمانے کے بڑے علماء میں سے تھے صوفی اور بزرگ تھے شاعر بھی تھے اور صاحب قلم مؤلف بھی تھے آپ نقشبندیہ طریقہ کے خلیفہ اور ماذون تھے حضرت اخون درویزہ بابا کی کتاب مخزن الاسلام کو ۱۱۱۲ھ میں آپ نے نئی ترتیب کے ساتھ پیش کیا اور اضافہ بھی کیا آپ سوات کے اسلام پور کے رہنے والے تھے آپ کی دو بیویاں تھیں پہلی بی بی پیر بابا کے خاندان سے تھی اور دوسری بی بی افغانستان کے لغمان تاجیک قبیلہ کے والی رئیس کی بیٹی تھی جو تاجک ابئی کے نام سے مشہور تھی میاں جو بابا کے آٹھ صاحبزادے تھے پیر بابا کے خاندان کی بیوی سے تین صاحبزادے تھے اور تاجک اماں سے چہار صاحبزادے تھے اور ایک صاحبزادہ ام الولد کی تھی تمام کے آسماء یہ ہیں۔

محمد اعظم ، سید اعظم ، شاہ اعظم ، زین االعابدین ، میاں شاہ درغان میاں شاگدائی ، میاں ابوبکر ام الولد میاں پیر امام عرف اخون میاں ، آپ اسلام پور میں وفات پا گئے ہیں آپ کا قبر حضرت میاں نور بابا کے ساتھ ہے نثار احمد میاں جو بابا کے نام سے مشہور ہے غلام محمد مشر بابا کی قبر میاں نور کی

قبر سے قبلہ کی طرف ہے اور میاں گل محمد کی قبر کشر بابا کی قبر میاں نور بابا کی قبر سے سر کی طرف ہے اور میاں جو بابا کی والدہ کی قبر حضرت میاں نور بابا کے پاؤں کی طرف ہے یہ کوہستان ابئی کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت میاں جو باباؒ ابن میاں نور محمد باباؒ

مصطفیٰ محمد حضرت میاں جو بابا ابن میاں نور بابا ابن میاں کریم داد ابن اخون درویزہ باباؒ

حضرت میاں جو

- زین العابدین
- میاں شاہ درغان
- میاں شاہ گدا
- حضرت ابوبکر

میاں جوؒ ابن میاں نور بابا ابن میاں کریم داد شہید باباؒ

- محمد اعظم
  - محمد اعرم
    - میاں محبوب شاہ
      - سیف اللہ
        - ابوالحسن
          - میاں نور حسین
            - جشید علی
            - انور علی
            - مرتضیٰ ملا باچہ
          - الحسن
            - حسن
  - محمد ارم
    - عبد الحکیم
      - طیر بابا
        - صاحب بابا
          - محمد قریب میاں
            - میاں سراج الدین
- سید اعظم
  - عبد الغنی
    - عبد الخالق
      - میاں سید
        - میاں نور سید
          - میاں سید غواص
            - میاں گل حلال
              - خورشید پاسکے
        - میاں جی
          - شیر افضل
            - بختیار
    - محمد باقر
    - عبد القادر
      - حقیق میاں
        - سمیع اللہ
          - میاں معتبر
            - میاں مقدر
            - محمد ا...
- شاہ اعظم

میا غوخیل تیراتھ مدین سوات

حضرت ابوبکر ابن میاں جو ابن میاں نور بابا ابن میاں کریم دلو شہید بابا

حضرت عبداللہ — عبدالرحمان

عبدالواحد — گل بابا عرف ھندوستانے بابا

غلام حسین — شاہزادہ

میاں صاحب شاہ — شمس العلی — میر بادشاہ

جاوید میاں — عبدالجبار

دوہم

برادر — میاں حبیب ولی — برادر — غلام نبی

محمد علی — شیخ بابا

هدایت الرحمان — سعید الرحمان

شاہ احمد علی — سید مشال — سید جالی شاہ — میاں گل رحیم

میاں گل جان — میاں گل دلبر — پیر میاں گل دوستان — میاں گل بادشاہ

گل شہزادہ — میاں آفرین — انوار اللہ — بشیر اللہ — عنایت اللہ — احسان اللہ — سیف اللہ

بخوسوات ، دوچ ادینتزی ، میانجوخیل

حضرت ولی — مسافر — سید عمر

فضل ولی — تندوڈاک — خورکوٹے چکدرہ

میاں شاہ درغان سپین بابا ابن میا بجو ابن میاں نور بابا
میاں گلاب میاں نورگل شاہ
شال محمد
شاہ محمود
میاں سید عمران
اپا گل صاحب
منیر بادشاہ
میاں سید شاہ
طوطی بابا
لعل بادشاہ
جلال میاں
میاں عبدالباقی
میاں سید علی
میاں جی صاحب
میاں شاہ
گل شاہ
شیر شاہ
پیر شاہ
امیر شاہ
سید محمد
خیر شاہ
کابخو سوات
میا بخو خیل

حضرت میا بجو بابا ابن میاں نور بابا اسلام پوری
زین العابدین
میاں شاہ درغان
میاں شاہ گدائے
حضرت ابوبکر

فدا محمد عرف باز بابا ابن میا گل محمد کشر بابا ابن میا نور بابا اسلام پور سوات

فدا محمد عرف باز بابا علیہ الرحمۃ

مشال بابا اسلام پور سوات
طوطی گل بابا
مارغہ بابا
اجبڑ میاں
عمر بادشاہ میاں
چیئرمین بلدیہ اسلام پور
برشنا بابا
بانور میاں
شہن میاں
اقبال حسین
فریدون میاں
اسلام پور، کشر خیل میاگان
گجو میاں کمان افسر
میاں مہر جان
جاوید اقبال
چار باغ کلے سوات

خوتو کے بابا
اصغر بابا
وزیر میاں
سالار میاں
میاں جی میاں
گلاب میاں
ٹانگاڑ کلے مدین سوات

حبیب اللہ
برکت شاہ بابا
باز بابا

سعد اللہ جان کاکاجی بابا
میاں امیر زادہ
میاں محمد جان باچہ
عیسٰی محمد
حضرت آدم
فضل ھادی میاں
امیر حمزہ میاں
اجبر میاں
شمس الھادی
میاں گل حمان
میاں گل نواب

علاقہ تیراتھ سوات، کشر خیل میاں گان
اخون خیل میاں گان سوات

سید محمد طاهر میاں بابا ابن میاں حافظ ابن میاں دولت ابن شهید بابا کا از سوات

حضرت میاں زین العابدین عرف پیپن گیرے بابا

اور اس کا بھائی محمد اعظم دونوں مدین سوات میں سکونت رکھتے تھے میاں زین العابدین بڑے عالم و فاضل تھے صوفی اور صاحب طریقت خلیفہ اور ماذون تھے غوثیت کے مرتبہ کو پہنچے ہوئے تھے مدین میں وفات پا چکے ہیں پیپن گیری بابا کے نام سے مشہور ہے آپ نے مدین میں ایک بڑی جامع مسجد بھی بنائی جو پیپن گیری بابا جماعت کے نام سے مشہور ہے اب ۱۹۹۹ء کو یہی مسجد کو شہید کر کے اس کی جگہ ایک عالی شان مسجد بنائی گئی ہے سنگ مرمر اور دیار کی لکڑی کا بھی استعمال :۱۰

ہے مسجد میں نئی طرز کے ایک ہال کمرے کے شکل میں بنایا گیا ہے باہر گرمیوں میں بھی نماز کے لئے الگ باہر مسجد بنائی گئی ہے مدین کے لوگوں نے بڑھ چڑھ کر اسمیں حصہ لیا۔

اس مسجد کے تین دروازے بنائے گئے ہیں دیکھنے کے قابل ہے۔ یہ مسجد پیپن گیری بابا کے ساتھ بنائی گئی ہے جہاں میاں زین العابدین کا مزار مبارک ہے چھوٹا سا مقبرہ ہے اس مقبرہ میں صرف میاں زین العابدین کی اولاد کی قبریں ہیں۔ یہ ان کی اولاد کا قبرستان ہے۔ شجرہ کچھ اس طرح ہے۔

شجرہ مؤلف کتاب ھذا

میاں محمد ظاہر شاہ ابن میاں عبدالعظیم عرف ملا باچہ ابن حضرت العلامہ صاحبزادہ میاں شہیدؒ ابن محمد گل میاں ابن حضرت شہاب الدین میاں ابن حضرت العلامہ میاں نصیر الدینؒ ابن میاں زین العابدین المعروف بہ پیپن گیرے بابا ابن میاں جو باباؒ ابن میاں نور محمدؒ اسلام پور سوات ابن حضرت العلامہ میاں کریم داد المعروف بشہید باباؒ ابن حضرت العلامہ اخون درویزہ باباؒ ننگرہاریؒ ابن میاں اخون گدا رحمتہ اللہ علیہ ابن ظہیر الدین المعروف اخون رحمت باباؒ ابن میاں اخون سعدی ابن نصر اللہ بابا المعروف بہ اخون درغان بابا

ابن سید جنید المعروف بہ اخون جنتی بابا۔ آپ کا مزار ننگرہار میں
ہے ابن عرفان الدین بابا ہراتی ابن ظفر شاہ بابا ہراتی ابن
مصور شاہ بابا ہراتی آپ کا مزار بھی ہرات میں ہے ابن سید
حسن بابا خوجندیؒ ابن سید احمد بابا خوجندی آپ کا مزار
مبارک خوجند میں ہے شرف الدین بابا مرغانی آپ کا مزار
مبارک مرغان میں موجود ہے اور یہ علاقہ خوارزم کے قریب
ہے ابن جلال الدین بخاری ابن جمال الدین بخاریؒ ابن
عبدالحکیم آپ کا مزار بخارا میں ہے ابن عبدالسلام کوفی ابن
عبدالمعظم کوفی ابن جابر کوفی ابن عمران کوفی ابن مسلم کوفی ابن
نعیم کوفی ابن عبدالرشید کوفی آپ کا مزار کوفہ میں ہے ابن
عبدالعزیز مدنی ابن عبدالقادر مدنی ابن عبدالرحمان مدنی ابن
ابان مدنی ابن عثمان ذی النورینؓ ابن عفان ابن عاص ابن
امیہ ابن عبدشمس ابن عبدمناف ابن قصی ابن کلاب ابن امرہ
ابن کعب ابن لوی غالب ابن مہر ابن مالک ابن نضر ابن کنانہ
ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مضر ابن نزار ابن معد
ابن عدنان الخ۔
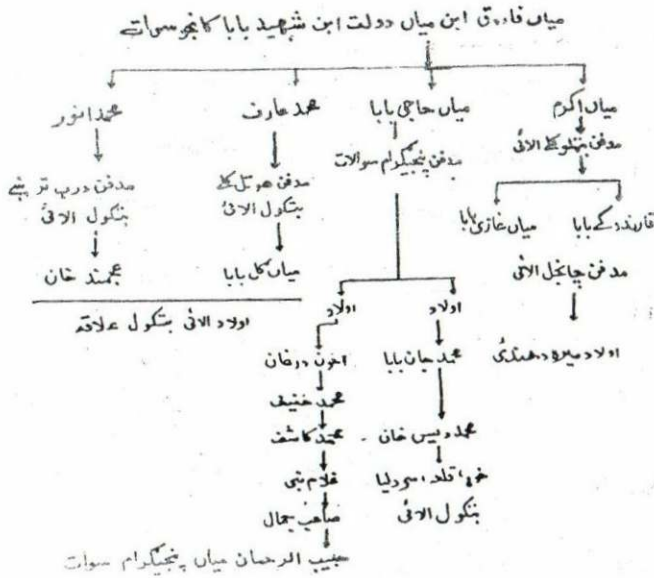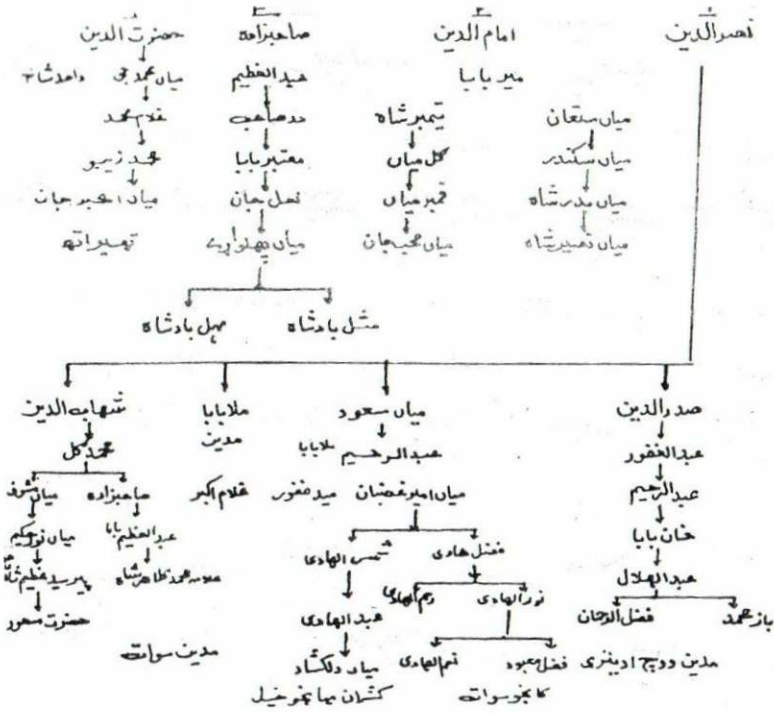
اخون میان دا ابن شاه احمد میان جیو ابن حضرت میان نور بابا۔

میان حسین
- ولی محمد
  - علی محمد عرف عزو بابا
    - علیم اللہ
      - لطیف اللہ
        - میان امیر شواس خان
        - کرم بخش
    - قاضی بابا
      - محمد حسین
        - میان حسین
- میان حسن
  - غلام حیدر
    - عزیز الرحمن
      - عبدالمنان میان

میان قدر شاہ
- عبدالولی
  - سید علی
    - سید ولی
      - سرزمین باد شاہ میان صا...
        - فتح خان

اسلام پور شانہ سوات

تنجبو رہی الائی بٹگرام
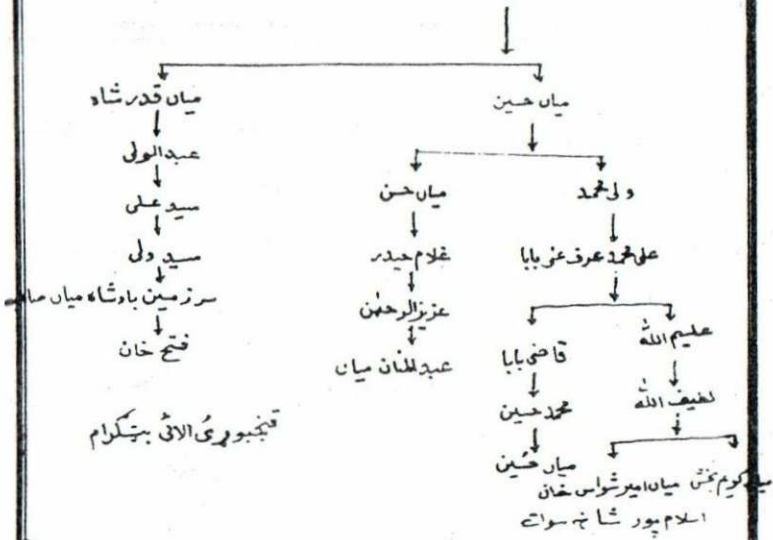
حضرت اخون کدائی بابا ... حضرت اخون درویزہ بابا ... حضرت میاں کریم دا شہید بابا

حضرت میان نور محمد
- اسلام پوری

مصطفیٰ محمد میا تجیو بابا
- حضرت میاں شاگدائی اسلام پوری
  - میان شاہ ایران کانجو سوات
    - سید امیر غواص مامن صیرئی سوات
      - سید محمد اسلام
        - حال منکورہ سوات
      - میان سید احمد
        - میان امیر محمد
          - عبدالرشید
            - سید فضل الرشید
              - سید شاهد علی شاہ
          - محمد رشاد میان
            - میان احمد زیب
              - منکورہ سوات
          - میان سید محمود منکورہ
            - میان محمد سعید
              - میان عثمان علی
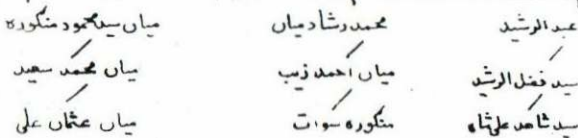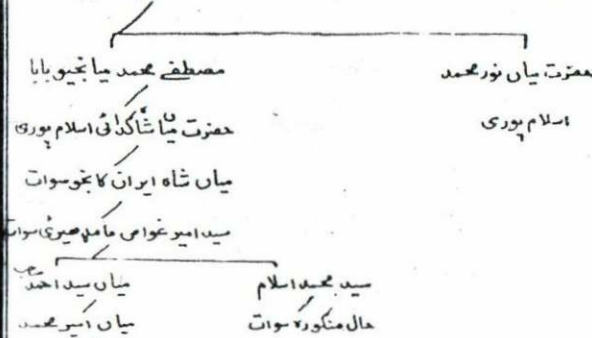
حضرت میاں شاہ درغان بابا ابن نثار احمد میاں جو ابن میاں نور محمد ابن میاں کریم داد باباؒ حضرت میاں شاہ درغان بابا بڑے عالم و فاضل شخصیت تھے آپ اسلام پور سے کانجو سوات منتقل ہوئے اور وہاں سکونت اختیار کی آپ کے ساتھ اپنے مادرزاد بھائی نے بھی وہاں سکونت اختیار کی سپین بابا کی کچھ اولاد اوچ نامی گاؤں میں بھی رہتے ہیں اور بعض خاندان ادیزی اور تھانہ سوات میں ہیں سپین بابا نے اپنے ہاتھ سے دو مسجدیں کانجو میں بنائی ہیں جو اب بھی اچھے شکل میں موجود ہیں سپین بابا وہاں وفات پاگئے ہیں آپ کا مزار مبارک مسجد کے احاطہ میں ہے اور مرجع خلائق ہے سپین بابا کے نام سے مشہور ہے۔
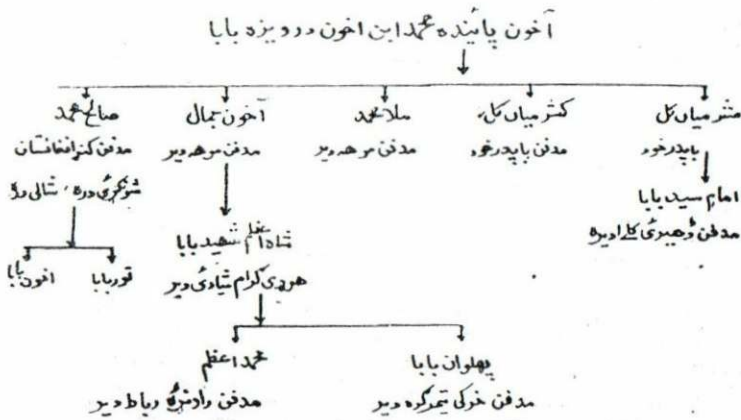
دآخون پائندہ محمد اولاد پہ ریاست دیر او کُنڑ افغانستان کښے دے۔
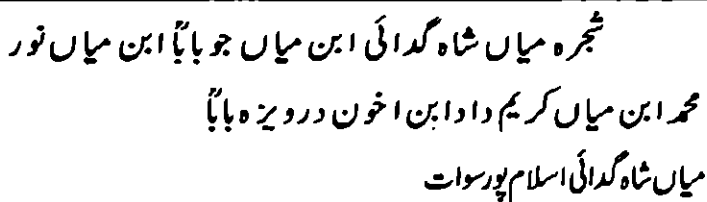
حضرت میاں پیر امام عرف اخون میاں واں بابا ابن
مصطفیٰ محمد ابن میاں نور محمد ابن میاں کریم داد باباؒ حضرت
میاں پیر امام حضرت مصطفیٰ بابا کا صاحبزادہ تھا یہ اس کی لونڈی
کا بیٹا تھا اس کے علاوہ باقی سات بھائی تھے جو دوسرے بیوی
میاں مصطفیٰ محمد کے تھے جب انہوں نے جائیداد کی تقسیم شروع
کی تو حضرت پیر امام کو اپنا پورہ نہ دیتے تھے تو حضرت میاں
عبداللہ بابا ابن اخون درویزہ بابا کی اولاد کی حمایت سے اور
میاں دولت ابن اخون کریم داد کی اولاد کی مدد سے کچھ حصہ
اسلام پور میں ملا اور جو حصہ حضرت میاں نور بابا کا الائی سواتی
قوم میں تھا وہ حصہ میاں پیر امام کے قبضہ میں تھا یہ قنجوڑی نامی
علاقہ تھا تو حضرت پیر امام صاحب اسلام پور سے وہاں چلا گیا
اور وہاں سکونت اختیار کی حضرت پیر امام بڑے عالم و فاضل
شخصیت تھے لوگوں کے مقتدا تھے اور دور دراز سے لوگ آ کر
آپ سے مسائل پوچھتے تھے آپ وہاں وفات پا گئے آپ کا
مزار مبارک وہاں قنجوڑی چاولوں کے علاقہ میں ہے جو مرجع
خلائق ہے اور حضرت امام بابا اور حضرت اخون میاں بابا کے
نام سے مشہور ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے ایک کا نام
میاں حسین تھا اور دوسرے کا نام میاں قدر شاہ تھا ان دونوں
بھائیوں کے مزارات وہاں قنجوڑی میں معلوم اور موجود

ہیں ۔ وہاں کے لوگ جمعرات کے دن وہاں زیارت کے لئے جاتے ہیں اور ان حضرات کے توسل سے اپنی حاجات کو اللہ تعالیٰ سے حل کراتے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی حاجات ان عظیم ہستیوں کے طفیل پورا کرتے ہیں ۔

اخوند خیل میاں جو خیل میاں گان دڈبے تھانے سوات

- میاں شمس الدین
  - ۱ میاں علی باچا
  - ۲ میاں فضلے باچا
    - شہریار باچا
      - قمرزمان
      - محمد زمان
      - شیرزمان باچا
    - عبدالشکور
      - فضل خالق باچا
      - فضل ستار باچا
    - سیف الرحمان باچا
  - ۳ میاں صاحب شاہ باچا
    - سید علی باچا
      - بخت روان
      - سید رحمان
      - خورشید علی
      - سید غفار
    - میاں سردار علی باچا
      - میاں شوکت علی
      - میاں ظاہر شاہ
      - میاں ناصر شاہ
      - میاں عظیم شاہ
      - جواد علی شا

تھانہ سواتے ، میاں جو خیل
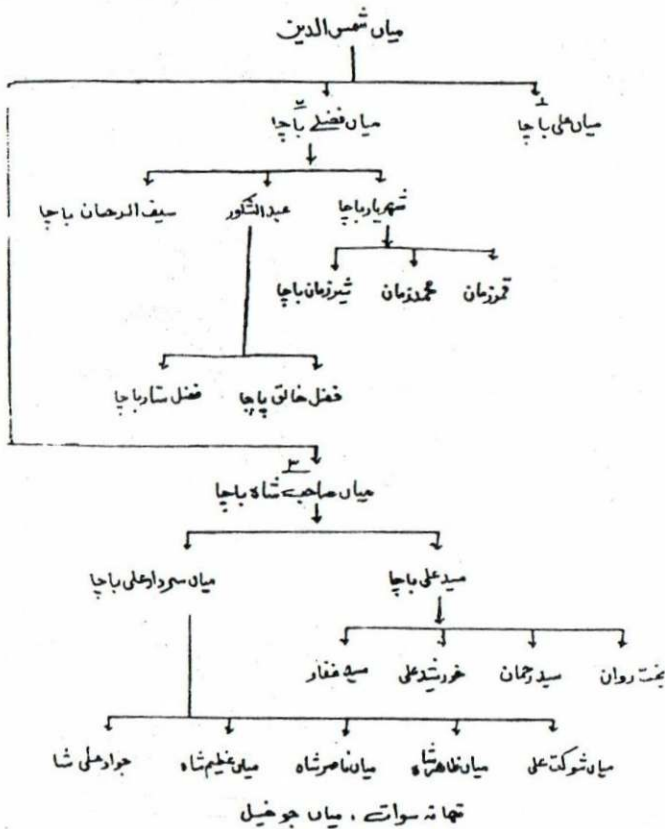
حضرت عطا محمد عرف میاں گل محمد کشر بابا ابن حضرت میاں نور محمد بابا اسلام پور سوات کے تین صاحبزادے تھے وفا محمد عرف گلونو بابا مدفن تھا کوٹ آلائی دوسرے صاحبزادے کا نام باقی محمد عرف پیر صاحبزادہ جو کافی عرصہ تک ایران میں طالب علم رہا جائیداد کی تقسیم کے بعد سوات آیا تھا آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے مدفن شگہ کس تیرات میں دفن ہے پایر صاحبزادہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ تیسرے صاحبزادے کا نام فدا محمد عرف باز بابا علیہ الرحمت جو اسلام پور میں دفن ہے وفا محمد گلونو بابا اپنے پدری جائیداد کے لئے سنڈاکی تختے نامی گاؤں جو اباسین کے علاقہ میں ہے گئے تھے اور خود آلائی تھاکوٹ میں سکونت اختیار کی اور وہاں وفات پا گئے ہیں وہاں آپ کا مزار مبارک ہے گلونو بابا کے نام سے مشہور ہے۔

وفا محمد گلونو بابا کا شجرہ

وفا محمد گلونو بابا
- فیض محمد — بڑکلی میاں کان
- بہادر شاہ عرف اکا بابا
  - مزار شریف خادرکاڑی ادیرہ
  - امیر جان
    - عظمت اللہ
      - فضل الرحمان شیخ بابا
        - عزیز الرحمان باچا
    - خاتم اللہ
      - غریب اللہ
        - شاہ محمد میاں
- مصطفیٰ محمد — کوزکلی میاں کان

محمد اسلام

شاه محمود — میاں احمد باباجی — بوځم میاںګان سامه ډیرۍ

امیر محمود — محمد الیاس — امیر محمد — میاں سید غفار — میاں شاه الله

شاه روم — میاں محمود — شاکرالله — رفیع الله — میاں عبد الرشید — محمد شاد — مهم باچه میاں — میاں حمزه الله

میاں ګل بادشاه — میاں ګل شیرین — محمد عالم — محمد اسماعیل — محمد ابراهیم — حضرت جمال

بتړ میاں ګان چم سام ډیرۍ — میاں احمد زیب — اسرار احمد — ریاض احمد — محمد علی

میاں شهنشاه

فضل رشید — علی رشید — بخت رشید — هارون الرشید

شاهن علی شاه — مراد علی شاه — ارشد علی شاه — محبوب علی شاه

کابغو شاخ ـ میاں جو خیل سامه ډیرۍ میاں ګان
حال مینګوره سوات

حضرت اخون درویزہ علماء وصوفیاء کی نظر میں

مشہور بزرگ وصوفی شاعر حافظ الپوری رحمتہ اللہ علیہ جواکابرین صوفیاء میں شمار ہے اورصوبہ سرحد میں تمام مسلمان آپ کوقدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اورایک مذہبی اورروحانی شخصیت مانتے ہیں حافظ الپوریؒ نے ایک دیوان لکھی ہے اور پشتو ادبیات میں اس کا خاص مقام ہے حافظ الپوری نے حضرت اخون درویزہ بابا کی مدح وتعریف میں بھی عقیدت کے پھول نچھاور کئے قارئین کرام کے لئے وہ پیش خدمت ہے۔

۱. لکه نیت په کل پښتون وو اخون کړے
مشفق پلار په زاوزاد کله هومره نیت گدی

۲. هر چه وائی داخون په ما حق نشته
د سیلاب په مخ کے خپل عمل طاعت گ‌دی

۳. پښتنو ته د دین لار اخون رڼړا کړه
مرد و زن ی په خپل زان بارد منت گدی

۴. په هر زائے اخون چراغ د شرع بل کړو

چه په نور ے راست قدم اهل سنت گډی

ترجمہ اشعار:۔ (۱) تمام پختونوں کے لئے حضرت اخون درویزہ بابا نے ہدایت دکھانے کے لئے نیت کی تھی جس طرح مشفق باپ اپنی اولاد پر جتنی نیت کرتے ہیں اتنا ہی حضرت اخون درویزہ بابا نے کی تھی۔

(۲) جو کوئی یہ کہتا ہے کہ مجھ پر اخون درویزہ بابا کا کوئی حق نہیں ہے وہ اپنا عمل و طاعت سیراب یعنی دریا کے آگے ڈال دیتا ہے۔

(۳) پختون کو دین کی راہ حضرت اخون درویزہ باباؒ نے روشن کی تو مرد و زن کو چاہئے کہ یہ بار منت تسلیم کرے۔

(۴) ہر جگہ پر حضرت اخون درویزہ باباؒ نے شریعت کے چراغ روشن کئے کہ اس روشنی پر اہل سنت قدم رکھتے ہیں یعنی آپ کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

حضرت سید بہادر شاہ ظفر کاکاخیل نے پختون تاریخ کی روشنی میں تاریخ پشتونوں کی مرتب کی ہے اس کتاب میں وہ حضرت اخون درویزہ باباؒ کے متعلق تحریر کرتے ہیں'' پیر بابا کے اولین خلفاء میں اخون درویزہ نامور عالم دین اور پرہیز گار انسان تھے ان کے والد کا نام گدائی اور دادا کا نام سعدی

تھا آپ اصل میں ترک تھے روایات کے مطابق سعدی یوسف زئی قبیلہ کے ساتھ آئے تھے اور شیخ ملی تقسیم اراضیات میں ان کوملیزائے علاقہ دیا گیا تھا۔ اخون درویزہ ایک متشرع اور راسخ العقیدہ مسلمان تھے''

مستشرق میجر راورٹی ایک مشہور صحافی اور محقق ہے اس نے پشتو ڈکشنری میں حضرت اخون درویزہ بابا کے علم و ادراک اور پشتو ادبیات میں شعروسخن کی تعریف کی ہے اس طرح سر اولف کیرو نے دی پٹھان میں حضرت اخون درویزہ باباؒ کے علم وفضل کی تعریف کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ اخون درویزہ باباؒ نے پختونوں پر احسان کیا ہے۔ تذکرہ صوفیاء سرحد میں مولانا اعجاز الحق قدوسی نے آپ کی علمی ادبی اور مذہبی خدمات کے علاوہ آپ کے اصل نسل پر بحث کی ہے اور آپ کے خاندان کو پختونوں کے لئے جزو لاینفک کہا ہے۔

شیخ محمد اکرم محقق رضا ہمدانی کے حوالہ سے آپ کو پشتو ادبیات کا ماہر کہتے ہیں۔

بریکوٹی صاحب نے ''پیر بابا'' میں بھی اعتراف کیا ہے وہ لکھتے ہیں مولانا اخون درویزہ بابا نے عالم اور معلم دونوں حیثیت سے بڑی شہرت حاصل کی تھی قبیلہ یوسف زئی سوات میں آپ کی حیثیت ان کے شیخ یا امام کی تھی اخون

درویزہ کئی کتابوں کے مصنف تھے اور اس زمانے میں کئی پختون عالم کے لئے کتابوں کا مصنف ہونا بہت بڑی عزت سمجھی جاتی تھی مثال کے طور پر آپ نے تین کتابیں تذکرۃ الابرار والاشرار، ارشاد الطالبین اور ارشاد المریدین فارسی زبان میں لکھی تھی جب کہ ایک کتاب مخزن الاسلام پشتو میں لکھی تھی ان کتابوں میں تذکرۃ الابرار والاشرار آپ کی وہ شاہکار کتاب ہے جس میں آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت سیدعلی ترمذی پیر بابا کے واقعات زندگی لکھے ہیں اور صرف یہی ایک کتاب ہے جس سے محققین نے اپنے زاویہ نگاہ کے مطابق استفادہ کیا ہے اس کتاب کا قلمی نسخہ برٹش لائبریری اینڈ انڈیا آفس لندن میں موجود ہے اور دوسری کتاب ارشاد الطالبین ارشاد المریدین اور مخزن الاسلام بھی اس لائبریری میں محفوظ پڑی ہیں۔(پیر بابا صفحہ ۹۶۔۹۷)

سید محمد تقویم الحق کاکاخیل نے لکھا ہے'' پیر بابا اور اخون درویزہ کی اولاد کے ساتھ مغل حاکموں نے اولاً ایسا سلوک کیا ہے نہ آخر اخون درویزہ پشاور کے قریب گمنامی کی زندگی گزارتے رہے اور ان کے جانشین شیخ عبدالکریم کریم داد سوات کے کوہستان میں کفار کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے ہیں پیر بابا کی اولاد کو کسی نے بھی انعام واکرام

سے نہیں نوازا ان کا سرمایہ حیات اب بھی وہ احترام ہے جو پشتون کے دل میں ان کے لئے موجود ہے'' (پیر بابا صفحہ ۲۷۹)

شیخ محمد اکرم رودکوثر میں آپ کے بارے میں لکھتے ہیں'' اخون صاحب کی تحریک کا دوسرا فائدہ ادبی تھا انہوں نے اور ان کے مریدوں نے پشتو زبان میں علوم اسلامی کے متعلق کتابیں لکھیں پشتو نظم ونثر میں دینی علوم کی اشاعت کی اور بہ قول رضا ہمدانی پشتو کے دامن کو مالا مال کر دیا۔

حاجی پردل خان خٹک کی کتاب پشتو شاعری کے دیباچہ میں پروفیسر پریشان خٹک لکھتے ہیں کہ اخون کریم داد ایک بڑا عالم اور اچھا شاعر تھا اس کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ وہ وحدت الوجود کا قائل تھا۔ پریشان خٹک کے اخون درویزہ بابا کے صاحبزادے میاں کریم داد کی تعریف کی اور میاں کریم داد کا ماخذ بھی حضرت اخون درویزہ باباؒ تھا پیر باباؒ اور حضرت اخون درویزہ بابا دونوں کے فیض اثر تھا۔

خوشحال خان خٹک جو حضرت اخون درویزہ باباؒ کا سخت ترین مخالف تھا لیکن اس نے یہ مخالفت سیاسی بنا پر کی نہ کہ مذہبی بنا پر اس لئے کہ جب وہ مغل سے خفہ ہوا اور مغل حکومت نے اس سے ماجب اور ملکی چھین لی اور جیل میں ڈال دیا تو

جب وہ جیل سے رہا ہوا تو مغل کے خلاف یوسف زئی قوم سے مل کر مغل حکومت سے اپنا بدلہ لینا چاہتا تھا چونکہ پہلے اس نے یوسف زئی قوم کے ساتھ غداری کی تھی اس لئے انہوں نے ساتھ نہ دیا اور جب وہ اس سلسلہ میں سوات گیا اور وہاں بھی کسی نے حمایت نہ کی اور تمام سوات میں حضرت اخون درویزہ ،رمیاں نور محمد کا ڈھنکا بج رہا تھا تو جب وہ واپس ہوا تو یوسف زئی قبیلہ کا ذم اور حضرت اخون درویزہ بابا اور میاں نور محمد بابا کا ذم اشعار میں بیان کیا لیکن جب وہ اپنے بیٹے بہرام خان سے خفہ ہوا تو مندرجہ ذیل اشعار لکھے جو ارمغان میں موجود ہیں ۔ اور اخون درویزہ بابا ؒ کو داعی ایمان کے لقب سے نوازا ۔

نفس مے افریدے دے ھیس غم نہ لری د دین
لگ فکر نے خہ دہ ڈیر دے ھلو وتہ شین
زہ درویزہ غوندے ایمان خاتم و دہ تہ
دے د پیر روخان غوندے د کفر کا تلقین
کوم ساعت چہ پیر روخان فساد بنیاد کڑو
افریدو ورسرہ ٹینگ کار د فساد کڑو
افریدی اورکزئی بخرہ دروخان شو
شپہ او ورز دوی پہ فساد بالدی روان شو

ترجمہ ابیات اشعار:۔ میرا نفس افریدی ہے دین کا کوئی غم اس کے پاس نہیں ہے تھوڑا فکر اس کا اچھا ہے لیکن بدی کی طرف زیادہ مائل ہے میں درویزہ کی طرح اپنے بیٹے کو ایمان کی تلقین کرتا ہوں اور یہ پیر روشن کی طرح کفر کی تلقین کرتا ہے جس وقت پیر روشن نے فساد کی بنیاد ڈالی تو افریدی قوم نے اس کے ساتھ مضبوط کام فساد کا کیا افریدی اورکزئی قوم پیر روشن کا ہوا۔ دن رات وہ فساد کی طرف چل پڑے۔ ان اشعار میں بھی حضرت اخون درویزہ بابا کی مدح موجود ہے جو آخری عمر میں اقرار حقیقت منہ سے نکالا۔ سرزن زیب خان سواتی تاریخ سوات میں حضرت اخون درویزہ بابا کے متعلق لکھتے ہیں۔ خوشحال خان خٹک وائی چہ د اخون صاحب حیثیت د یو مجتهد گنڑلے شو او دے د پیر بابا صاحب یو مرید اعلیٰ حسابیدو دہ پہ مناظرہ کے پیر روشن له شکست هم ورکڑے وو ۔ دے یوخه مصنف گنڑلے شو تذکرہ او مخزن د دہ دوہ مشهور کتابونه دی د اخون درویزہ مقبرہ پہ پیخور کے دہ یکه توت دروازے بهرپه هزار خوانی کے دہ (تاریخ سوات صفحہ ۷۰) خوشحال خان خٹک کہتا ہے کہ حضرت اخون

کی حیثیت ایک مجتھد کا مانا جاتا ہے اور یہ حضرت پیر بابا کا مرید اعلیٰ حساب کیا جاتا تھا۔ آپ نے مناظرہ میں پیر روشن کو شکست دی تھی آپ ایک اچھے مصنف بھی مانے جاتے ہیں تذکرہ اور مخزن دو مشہور کتابیں آپ کی ہیں حضرت اخون کا مقبرہ پشاور میں بیرون یکہ توت دروازہ ہزارخوانی میں ہے۔

مولانا عبدالحنان اپنی کتاب ادوار خمسہ میں لکھتے ہیں

اخون درویزہؒ ددین اسلام خہ خدمت کڑے دے حنفی المذھب وو تذکرہ مخزن ، ارشاد الطالبین ، ارشاد المریدین وغیرہ ڈیرہ تصنیفات کڑیدی ۔ (ادوار خمسہ صفحہ۲) اخون درویزہ باباؒ نے دین کی خدمت اچھے انداز سے کی ہے آپ حنفی المذھب تھے تذکرہ اور مخزن وارشاد الطالبین و ارشاد المریدین وغیرہ بہت سی تصانیف آپ نے تصنیف کی ہیں۔

مولانا حمد اللہ صاحب اور مولانا گل بادشاہ صاحب طورو مردان نے السیف المبیر علی اتباع ملا فجفیر میں حضرت اخون درویزہ بابا کی تعریف کی ہے حضرت مولانا میاں کریم داد جو حضرت اخون درویزہ باباؒ کا بڑا صاحبزادہ بھی [illegible] اور ایک عالم و فاضل شخصیت تھے حضرت میاں کریم داد نے اپنے والد ماجد حضرت اخون درویزہ باباؒ کے لئے جو القاب تحریر

کئے ہیں وہ یہ ہیں ملک العلماء الراسخین ، رئیس الفضلاء المتبحرین تاج العرفاء الکاملین زبدۃ الاصفیاء الواصلین سیف السنۃ والشریعۃ الغراماحی البدعۃ والضلالۃ والھوی استادی محقق ومربی مشفق و پدر مرفق المتضرع الی اللہ الباری شیخ الاسلام والمسلمین شیخ درویزہ ننگرہاری قدس اللہ سرہ العزیز (تذکرہ الابرار والاشرار صفحہ ۳۰۴)

یہ القاب وآداب جو مذکورہ بالا درج کئے گئے ایک قاری اس سے بھی اندازہ لگا سکتا ہے کہ آپ کے صاحبزادے حضرت میاں کریم داد کے دل میں آپ کا کیا رتبہ تھا جس کا اس نے برملا اظہار کیا۔ محمد آصف صاحب اپنی کتاب تاریخ ریاست سوات میں لکھتے ہیں '' دے کے شک نشتہ چہ اخون درویزہ صاحب د خپلے زمانے یو لوی عالم او خہ سڑے ور د ھغوی تصنیف چہ کتابونہ ھم شتہ دی پہ ھغو کے تذکرہ اور مخزن اخوند ڈیر مشھور دی تذکرہ پہ فارسی ژبہ کے لیک دہ د پیر روشن د خیر البیان پہ مقابلے کے مخزن اخوند لیکلے شوے دے اخون درویزہ صاحب د پختنو پہ اوچتو عالمانو کے حساب دے ''

(تاریخ ریاست سوات صفحہ ۵۹)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اخون درویزہ صاحب اپنے زمانے کے ایک اچھے بڑے عالم تھے آپ نے کچھ تصانیف بھی کی ہیں ان میں سے تذکرۃ اور مخزن اخوند بہت مشہور ہیں تذکرہ فارسی زبان میں ہے پیر روشن کی خیر البیان کے مقابلہ میں مخزن اخوند نے لکھی ہے حضرت اخون درویزہ بابا پشتون کے بڑے اونچے علماء مین حساب ہے۔ دبستان مذاہب میں بھی حضرت اخون درویزہ بابا کی علمیت کو اجاگر کیا ہے اسی طرح مذاہب الاسلام میں مولوی نجم الغنی خان رامپوری نے پیر روشن کے باب میں آپ کی علمیت اور پیر روشن کے ساتھ مناظرے کے حالات درج کئے ہیں۔

برکوٹی صاحب پیر روخان نامی کتاب میں لکھتے ہیں'' حضرت اخون درویزہ مذہبی لحاظ سے طبقہ علماء سے تعلق رکھتے تھے لیکن جب حضرت سید علی ترمذی پیر بابا سے بیعت ہوئے تو اس کے بعد طبقہ علماء وصفیاء دونوں کے ممتاز نمائندہ شمار ہونے لگے ایک عالم دین کی حیثیت وہ شریعت کے علمبردار تھے لیکن تصوف میں آنے کے بعد اب طریقت کا بھی پرچار کرنے لگے۔ (پیر روخان صفحہ ۶۳)

محمد افضل رضا نے دپشتو دنثر تاریخ صفحہ ۵۹ میں حضرت

اخون درویزہ باباؒ کے متعلق لکھتے ہیں'' اخون درویزہ باباؒ د لسمے صدی هجری د اخرنی دور په مشهور عالمانو مؤرخينو اديبانو کے ستر مقام لری '' اخون درویزہ باباؒ دسویں صدی ہجری کی آخری دور کے مشہور علماء و مورخین و ادیبوں میں بڑا مقام رکھتے ہیں مشہور روسی مستشرق ڈرون حضرت اخون درویزہ بابا کے متعلق لکھتے ہیں جن لوگوں نے پشتو کو عمری شہرت دیا ہے ان میں سے حضرت اخون درویزہ بابا کو بڑا مقام حاصل ہے۔

مشہور فرانسیسی مستشرق ڈارمستیسٹر نے لکھا ہے کہ حضرت اخون درویزہ باباؒ کی تالیفات پچاس تک پہنچتی ہیں ان میں سے ارشاد الطالبین، تذکرۃ الابرار والاشرار فارسی اور مخزن الاسلام چھپ چکی ہیں مخزن الاسلام مذہبی، سیاسی تاریخی کتاب ہے۔(کاروان سرحد کے مضامین صفحہ ۱۷۸)

پشتو میں نثر کی تاریخ نامی کتاب محمد افضل رضا حضرت اخون درویزہ بابا کے مکتب کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت اخون درویزہ باباؒ اپنے ایک خاص مکتب کے مالک ہے جو نیا طرز اور نئی فکر رکھتا ہے پشتونوں کے لئے علم الانساب لکھی پشتونوں کی عادات اور رسومات زندگی کے مختلف گوشوں پر قلم

اٹھایا اپنے وقت کے چھوٹے پیرانوں اور مبلغین پر خوب تنقید کی اس خیال سے پشتونوں کو اپنی تعلیمات پشتو زبان میں پشتونوں کو پیش کیا ایک طرف مخالف گروپ کا جواب ان کی زبان میں کیا دوسری طرف پختونوں کو اپنی تعلیمات پشتو زبان میں پشتونوں کو پیش کیا ایک طرف مخالف گروپ کا جواب ان کی زبان میں کیا دوسری طرف پختونوں کو اپنی تعلیمات پیش کیں اور دینی علوم کے آسانی کے لئے پشتو زبان کی دامن کو تھام لیا حضرت اخون درویزہ کا مکتب سبززار ہوا میاں کریم داد اور اخوند قاسم کی طرح علماء اور لکھنے والے پیدا ہوئے جو پشتو زبان کے ادب کا پنگہ کو بے بہا موتیوں سے بھاری کیا۔ اس مکتب کے میاد کریم داد اور اس کا صاحبزادہ میاں نور محمد کا شاگرد مولانا محمد یوسف وہ شخصیت ہے جو رحمان بابا کی طرح بڑا شاعر اور استاد مانا جاتا ہے۔ حضرت اخون درویزہ کے مکتب کی برکت سے پشتو لکھنے والے علماء پیدا ہوئے جو ان کی زیادہ کوشش کی برکت سے اخلاق، تاریخ، تفسیر، تصوف، فقہ اور بہت سی موضوعات پشتو ادب کو سپرد ہوئے۔ (پشتو میں نثر کی تاریخ صفحہ ۱۶۱)

مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ خزینۃ الاصفیاء میں حضرت اخون درویزہ باباؒ کے متعلق لکھتے ہیں ”مولانا

درویزه پشاوری چشتی قدس سره مرید و خلیفه میر علی غواص است جامع علوم ظاهر و باطن بود جمال ولایت خود راه در پرده تدریس و تعلیم و ملائی پوشیده می داشت و در دفع زنادقه و ملاحده و رفضه بسیاری کوشید و هر جا که ملحدی یا رافضی شنیدی نزد او رسیدے و با او تذاکره کردی و او ملزم ساختے خصوصا با عیسی بلوتی بسیار تذاکره کرد و بایزید ملحد که خود را پیر روشن نام نهاده بود و باز مذاکره کردی و او را بنام تاریکی فرمودی و ذکر این هر دو کس در کتاب مخزن اسلام آورده و مخزن کتابی است که او را مولانا بزبان افغانی تالیف نموده است اما نا تمام ماند و بعد ایشان مولانا عبدالکریم پسرش آن کتاب را به تمام رسانید پس انچه از تالیف مولانا است در روے معارف تذکره احکام شریعت بسیار است و آنچه از تالیف پسر وے است و اکثر حقایق و معارف مذکور است و صاحب معارج الولایت بر مخزن اسلام شرحی نوشته و باسم شرح کلمات الوافیات موسوم ساخته وفات مولانا درویزه یکهزار و چهل و هشت است از مؤلف۔

ز دنیا رفت در فردوس والا

چو آں درویزه درویش معظم

زوالی رضا چو ارتحالش بخواں

درویزہ — معشوق ۱۰۴۸ھ — مکرم

(خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۴۷۲)

ترجمہ عبارت مذکورہ بالا:۔ مولانا درویزہ چشتی قدس سرہ العزیز پشاوری مرید اور خلیفہ پیر سید علی غواص علوم ظاہر و باطن کے جامع ولایت کے جمال کو تدریس اور تعلیم و ملامت کے پردہ سے چھپا رکھا تھا اور زنادقہ اور ملاحدہ رافضیان کے دفع کرنے میں زیادہ کوشش فرماتے اور جس جگہ کوئی ملحد یا رافضی کے متعلق سنتے تو آپ وہاں چلے جاتے اور اس کے ساتھ مذاکرہ کرتے اور اس کو ملزم کرتے خصوصاً عیسیٰ بلوتی کے ساتھ زیادہ مذاکرے کئے تھے اور بایزید ملحد کہ اپنے آپ کو پیر روشن کہا کرتے اس کے ساتھ مذاکرہ کیا اور اس کو پیر تاریک کے نام سے موسوم کیا اور ان دو حضرات کا ذکر کتاب مخزن اسلام میں کیا ہے اور مخزن ایسی کتاب ہے کہ مولانا نے اسے افغانی زبان میں تالیف کی ہے لیکن ناتمام رہ گئی تھی اس کے بعد اس کے صاحبزادہ مولانا عبدالکریم نے اس کتاب کو مکمل کی جو تالیف مولانا کی ہے اس میں اکثر حقائق اور معارف و تذکرہ احکام شریعت زیادہ ہیں اور جو اس کے صاحبزادے کی ہے اس میں اکثر حقائق اور معارف مذکور ہیں اور صاحب معارج الولایت نے مخزن اسلام پر شرح لکھی ہے اور اس

شرح کا نام کلمات الواضیات رکھا ہے مولانا کی وفات ۱۰۴۸ھ ہے مؤلف نے اپنی اشعار اس کے متعلق لکھی ہیں اس کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

اس دنیا سے جنتی صاحب رحلت کر گئے وہ درویزہ درویش معظم ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی میں رحلت فرما گئے یعنی ارتحلش کو حروف ابجد سے ۱۰۴۸ھ بنتا ہے تم بھی پڑھو درویزہ معشوق ومکرم اس دوسرے مصرعہ کے دوسرے حصہ میں بخواں لکھا ہے اور بخوان حروف ابجد سے بھی ۱۰۴۸ھ بنتا ہے۔ یہ تھے مفتی غلام سرور صاحب خزینۃ الاصفیاء کے تاثرات اور مناقب جو خزینۃ الاصفیاء میں درج کئے۔ حضرت العلامہ مولانا ولی اللہ ابن محمد گل ابن حاجی بہادر کوہاٹی نے مخزن الاسلام کی شرح بنام تبیان الحقائق لکھی ہے جو ۵۳۰ صفحات پر مشتمل ہے یہ کتاب عربی زبان میں ہے اس کتاب میں حضرت اخون درویزہ بابا کے متعلق وہ ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ مولانا قطب المکنہ ورکن السنہ منبع الاسرار ومرقع الانوار شیخ شیوخ الطریقۃ علام الاحکام الشریعۃ حصال اوصول الحقیقۃ مجذوب جذبات الوحدۃ ملبوس العزۃ قبلۃ الابرار ونقطۃ الاحرار زین العباد

وعين العبودية الشيخ الفاضل والولی الكامل المسمیٰ باخون درویزه ابنه العارف اخون كريم داد (تبیان الحقائق ص ۳)

حضرت اعبدالحلیم اثر افغانی بھی کسی تعارف کے محتاج نہیں ہے وہ ایک محقق عالم اور شاعر اور ادیب و مؤرخ ہے آپ نے اپنی کتاب روحانی رابطہ میں حضرت اخون درویزہ بابا کے متعلق عنوان کے تحت ابتداء میں لکھتے ہیں'' حضرت مولانا شيخ المشائخ قدوة العلماء الراسخين زبدة الاولياء الكاملين شيخ عبدالله المعروف په الله داد او ملقب په اخون درویزه ننگرهاری پاپینی علیه الرحمت یو مشهور دینی عالم اور روحانی پیشوا دے چه د لسمے پیړۍ په روښنی اور د یولسمے پیړۍ په اولنی حصه کښے ژوندے وو اور د علم و عرفان ادب او تاریخ په میدان کښے ډیر لوئے نوم گټلے دے او کم شهرت چه دوی ته حاصل شویدے هغه د پښتون خوا بل یوم کوم عالم او بزرگ ته نه دے نصیب شوے''. (روحانی رابطه صفحه ۵۱۱)

ترجمہ از پشتو عبارت وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا شیخ المشائخ علماء راسخین کے قدوہ اور کاملین کے زبدہ شیخ عبداللہ المعروف بہ اللہ داد اور آپ کا لقب اخون درویزہ ننگرہاری پاپینی ہے علیہ الرحمت ایک مشہور دینی عالم اور روحانی پیشوا ہیں جو دسویں صدی ہجری سے گیارہویں صدی ہجری تک زندگی بسر کی اور علم وعرفان ادب وتاریخ کے میدان میں بڑا نام پیدا کیا ہے اور پہلے آدھے حصہ میں زندہ تھے جو شہرت آپ کو حاصل ہوئی وہ پختونخواہ کے کسی عالم اور بزرگ کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپ مزید اپنی اس کتاب میں لکھتے ہیں۔ آنے والے زمانہ کے علماء کرام اور بزرگوں نے اپنی یادداشتوں میں جو تعریفی الفاظوں میں یاد کیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں دین اسلام کا چراغ مذاہب اسلام کی روشنی، صاحب حق، فاضل علم اہل ہوا اور بدعت کے مقابل میں ایمان اور اسلام کا سب سے بڑا مدافع، قطب الملکۃ ورکن السنۃ ومنبع الانوار شیخ شیوخ الطریقت امور شریعت کا علامہ مجذوب جذبات وحدت کا قبلۃ الابرار، نقطۃ الاحرار، الشیخ الفاضل اور ولی کامل حضرت مولانا اخون درویزہ علیہ الرحمۃ (روحانی رابطہ صفحہ ۵۱۴)

حضرت العلامہ پیر سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے

تذکرہ علماء و مشائخ سرحد مرتب کی ہے اور اس کتاب میں
صوبہ سرحد کے نامور علماء و مشائخ کے تذکرے موجود ہیں
آپ نے حضرت اخون درویزہ بابا کے متعلق بھی پورا ایک
باب لکھا ہے اس کتاب میں آپ کے متعلق عنوان ہے حضرت
اخون درویزہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ننگرہاری ۹۵۶ھ تا
۱۰۴۸ھ اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں '' آپ کا اسم گرامی
درویزہ والد کا نام گدا دادا کا نام سعدی اور لقب رئیس
الفضلاء ہے آپ علاقہ ننگرہار ملحقہ کابل کے رہنے والے تھے
خواص میں آپ اخوند صاحب اور عوام میں اخون کے نام
سے مشہور ہیں ۔ یہاں اخون پر حاشیہ کر کے نیچے تحریر کرتے
ہیں اخون ، اخوند کا مرخم ہے یہ تورانی لفظ ہے جس کے معنی تبحر
عالم کے ہیں ہم اپنی اصطلاح میں اس کے معنی علامہ کر سکتے
ہیں ترخیم اس وقت ہوتی ہے جب کہ آخری حرف زبان پر ثقیل
ہو چونکہ یہاں بھی دال جو آخری حرف ہے زبان پر ثقیل تھا
لہذا اگر دایا گیا اور ''اخوند'' سے ''اخون'' رہ گیا آگے مزید
لکھتے ہیں چونکہ آپ تبحر عالم تھے اور بہترین مدرس بھی اس
لئے آپ کو اخون کے نام سے پکارا گیا ۔ جب آپ کے دادا
جناب سعدی کو ننگرہار میں شہید کر دیا گیا تو آپ کے والد
جناب گدا مہمندوں میں آ کر آباد ہوئے جناب درویزہ

صاحب کی ابتدائی عمر کا بیشتر حصہ مہمندوں ہی میں گزرا آپ کو ابتداء ہی سے طلب علم اتباع سنت اور ترک بدعت ، زہد و ریاضت کا شوق دامنگیر تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں معرفت الٰہی اور ہول قیامت و قبر کا جذبہ بچپن ہی سے مجھ پر اتنا غالب تھا کہ میں بسا اوقات روتا رہتا اور نہ سمجھتا کہ یہ کیا ماجرا ہے والدہ صاحبہ میری یہی کیفیت کو دیکھ کر مجھے تھپڑ بھی رسید کر دیتی مگر ذوق و شوق الٰہی کی طلب بڑھتی ہی گئی ۔ (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد صفحہ ۲۵) آگے آپ کے مزار کی ایک خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''اس وقت تک آپ کے مزار کے احاطہ میں کوئی عورت داخل نہیں ہوتی باہر سے کھڑے ہو کر عورتیں فاتحہ پڑھتی ہیں پشاو[illegible] یہ بات عام طور پر موجود ہے کہ جو بچہ غبی یا کند ذہن ہو جس حافظ قرآن کو قرآن حفظ نہ ہوتا ہو وہ آپ کے مزار پر جا کر تین یا پانچ یا سات جمعرات قرآن پڑھے اللہ کے فضل سے اس کی زبان رواں ہو جاتی ہے آپ کی وفات ۱۰۴۸ھ میں ہوئی (تذکرہ مشائخ صفحہ ۴۸) علامہ عالم فقری نے اپنی کتاب اولیاء پاکستان میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء میں حضرت اخون درو[illegible] رحمتہ اللہ علیہ بہت زیادہ مشہور رہیں (تذکرہ علماء پاکستان صفحہ ۳۹۱) محمد شفیع صابر

صاحب بہت سی کتب کے مؤلف ہیں آپ کی کتب میں سے ایک کتاب حیات پیر بابا بھی ہے اس کتاب میں وہ حضرت اخون درویزہ بابا کے متعلق تحریر کرتے ہیں " حضرت اخون درویزہ بابا نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ کا حقہ ادا کیا انہوں نے قاشقار (چترال) کشمیر اور دوسرے دور دراز مقامات کے دورے کئے اور وہاں کے علماء و صلحاء و فقراء سے استفادہ کیا جب واپس اپنے شیخ گرامی (پیر بابا) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حضرت اخون درویزہؒ کو چاروں سلسلوں میں انہیں ماذون اور خلیفہ بنایا۔ ماذون اور صاحب اجازت ہونے کے بعد انہوں نے عامۃ المسلمین کی اصلاح کی کوششیں تیز تر کردیں جیسے کہ بتایا جا چکا ہے کہ وہ دور دینی اعتبار سے بڑی ابتری کا دور تھا جو بھی اٹھتا اپنے بھونڈے عقیدوں کا ڈھنڈورا پیٹتا۔ اکثر لوگ شرک و بدعت اور غیر اسلامی عقائد اختیار کر چکے تھے ہر طرف بے عمل علماء نام نہاد صوفی اور راباختی پیروں کی بھرمار تھی وہ لوگ محض دنیوی فوائد کے لئے لوگوں کو اپنی شعبدہ بازیوں سے گمراہ کرنے میں مصروف تھے ایسے میں حضرت اخون درویزہ بابا نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کران ملحدوں اور منکران دین کے خلاف آخری دم تک اپنے قلم اور زبان سے جہاد کیا حضرت اخون

درویزہ بابا نے بتیس سے زائد گمراہوں کی نام نہاد پیشوائیت کا خاتمہ کیا الخ'' (حیات پیر بابا صفحہ ۱۵۸) محمد شفیع صابر صاحب مزید لکھتے ہیں'' حضرت پیر باباؒ کے خلفاء میں سب سے زیادہ شہرت حضرت اخون درویزہؒ کے حصے میں آئی انہوں نے اپنے مرشد گرامی حضرت پیر باباؒ کی زندگی میں بھی ۲۹ سال تک شب و روز ان کا ساتھ دیا۔ ان کی طرف سے مخالفین اور بدعقیدہ لوگوں سے مناظرے اور مجادلے کئے کفار کے خلاف جہاد میں سرگرم حصہ لیا مرشد گرامی کے وصال کے بعد جس نے اپنے مرشد کے مشن کو آگے بڑھانے کی سب سے زیادہ کوشش کی وہ بھی حضرت اخون درویزہؒ ہی تھے'' آگے مزید لکھتے ہیں'' حضرت اخون درویزہ تبحر عالم تھے متقی انسان تھے دین کے اس درجہ عاشق تھے کہ اپنے فرزند عزیز کو کوہستان میں کفار کے خلاف جہاد میں بھیجا جہاں وہ راہ حق میں شہید ہو گئے (حیات پیر بابا صفحہ ۴۰)

دائرہ معارف اسلامیہ میں ہے کہ حضرت اخون درویزہؒ ایک آتش بیان خطیب اثر انگیز مقرر و مؤلف اور نہایت سخت گیر محتسب تھے پشتو، فارسی اور عربی میں تقریر کرتے تھے شعر کہتے تھے اور حاضرین پر چھا جانے کا وصف رکھتے تھے۔

(دائرہ المعارف اسلامیہ) ڈاکٹر اے سلمیٰ شاہ محمد غوث میں.

لکھتی ہے'' اس تحریک کے بانی حضرت سید علی ترمذی کا انتقال ہوا آپ کو شیخ الاسلام والمسلمین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے آپ کے بعد اس تحریک کو ۱۰۴۸ھ تک اخون درویزہ رحمتہ اللہ علیہ نے نہایت استقامت اور بھرپور گرم جوشی کے ساتھ کمال عروج تک پہنچایا افغانوں سے بدعات کو دور کرنے علم کو عام کرنے طریقت کو شریعت کے ساتھ کمال عروج تک پہنچایا افغانوں سے بدعات کو دور کرنے علم کو عام کرنے طریقت کو شریعت کے ساتھ کمال عروج تک پہنچایا افغانوں سے بدعات کو دور کرنے علم کو عام کرنے طریقت کو شریعت کے ساتھ ہم آہنگ کرنے اور روحانی مطلق العنانی کو دور کرنے میں ان کی زبان اور قلم کا بڑا حصہ ہے آپ علاقوں میں باقاعدہ کے ساتھ جاتے اور وعظ و تذکر فرماتے جہاں ممکن ہو سکا اپنی طاقت کے مطابق جہاد کر کے بھی ان باطل تحریکوں کا بھی مقابلہ کرتے رہے۔ (شاہ محمد غوث صفحہ ۲۶۹)

عبدالرؤف نوشہروی نے بحر الانوار میں حضرت اخون درویزہ بابا کے متعلق پورا باب دیا ہے عنوان کا نام اخون درویزہ باباؒ ہے اس عنوان کے تحت وہ لکھتے ہیں'' د پیر بابا دا مرید یو خه جید عالم وو علوم ظاهری او باطنی کے کمال لرو مخزن الاسلام اور تذکره دوه

کتاہونہ ئے لیکلی دی '' (بحرالانوار صفحہ ۱۹۲ عظیم پبلشنگ پشاور) ''پیر بابا کا یہ مرید ایک اچھے جید عالم تھے علوم ظاہری اور باطنی میں کمال رکھتے تھے مخزن الاسلام اور تذکرہ دونوں کتابوں کے مؤلف بھی ہیں۔''

ڈاکٹر ہدایت اللہ خان نعیم نے حافظ الپوری کی زندگی اور شاعری پر تحقیق اور تنقید پر ایک کتاب بنام دیوانی مقدمہ لکھی ہے۔ اس کتاب میں ضمناً حضرت اخون درویزہ باباؒ کا ذکر بھی کیا ہے آپ لکھتے ہیں'' سوات کے لوگوں کے متعلق یہ مشہور بات ہے کہ کافی مدت سے حضرت اخون درویزہ بابا کے معتقدین بہت ہیں اور یہ بات واضح ہے کہ خوشحال خان خٹک نے کہا ہے۔

په سوات کے دی دوه سیزه یو خفی دے بل جلی
یو دیوان د درویزه دے بل دفتر د شیخ ملی

سوات میں دو چیزیں ہیں ایک پوشیدہ اور دوسری ظاہر ایک اخون درویزہ کی دیوان ہے اور دوسری چیز شیخ ملی کا دفتر ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ حافظ الپوری نے اپنی دیوان میں حضرت اخون درویزہ بابا کی خوب تعریفیں کی ہیں اور ان کی احسانات کو یاد کیے ہیں اور وہ حضرت اخون بابا کی احسانات صرف

اکیلا سواتی قوم پر نہیں بلکہ تمام پشتونوں پر ہیں اس کے متعلق تو بہت کچھ کہہ دیا ہے لیکن یہاں مثال کے طور پر چند اشعار درج کرتا ہوں ۔ ان اشعار کے ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے جو مندرجہ ذیل ہے ۔

۱۔ پشتون حضرت اخون درویزہ بابا کے ممنون ہیں وہ عاق ہو جاتا ہے جو اپنے پیرو مرشد کی توہین کرتا ہے ۔

۲۔ تمام پشتون پر حضرت اخون کی نیت تھی مشفق باپ اپنی اولاد پر اتنی نیت نہیں کرتا ۔

۳۔ پشتونوں کو حضرت اخون درویزہ نے اپنے دین کا راستہ روشن کیا تو مرد وزن کو یہ احسان ماننا چاہیئے ۔

۴۔ ہر جگہ حضرت اخون درویزہ باباؒ نے شریعت کے چراغ کو روشن کیا کہ اس روشنی پر راست قدمی اہل سنت رکھتے ہیں ۔ (دیوانی مقدمہ صفحہ ۵۴ از ڈاکٹر ہدایت اللہ نعیم) ڈاکٹر عبدالغفور صاحب جو پشاور یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے ڈائریکٹر بھی ہے حضرت اخون درویزہ باباؒ پر پی ایچ ڈی کی ہے اور آپ کا یہ تحقیقی مقالہ پنجاب یونیورسٹی میں موجود اور محفوظ ہے ۔

اقوال حضرت اخون درویزہ باباؒ

اقوال وارشادات بزرگان دین کا ہمارے لئے مشعل راہ ہیں چونکہ یہ نفوس قدسیہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مسلمانوں کے لئے راہنما بنائے ہیں اس لئے بزرگان دین کی زندگیاں ہمارے لئے باعث تقلید ہیں مشہور بزرگان دین کے اقوال لوگ جمع کرتے ہیں اور وہ اپنی اپنی جگہ پر چسپاں کرتے ہیں حضرت باعث ایجاد و بقا حضور انور معلم و مقصود کائنات کے ارشاداتوں سے تو احادیث نبویہ کی کتب بھری ہیں ان احادیثوں پر عمل کرنے والے بھی بزرگان دین ہیں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اقوال بھی علماء نے جمع کئے ہیں اسی طرح دوسرے خلیفہ برحق حضرت عمر فاروقؓ کے ارشادات بھی کتب اسلامیہ میں جمع کر دیئے گئے ہیں پھر حضرت امیر المومنین عثمان ابن عفانؓ کے اقوال ہیں اس کے بعد امیر المومنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی ذات گرامی ہیں آپ کے ارشادات بھی مرتب ہیں نہج البلاغہ اور معالم الحکم اور کئی دوسری کتابوں میں جمع ہیں۔ اس طرح اہل بیت اطہار کے اقوال ہیں خلفائے راشدین و اہل بیت اطہار کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے

اقوال ہیں ان کے بعد بزرگان دین کے مثلاً ابراہیم ابن ادھمؒ اور سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ اور داتا گنج بخش ہجویریؒ اورغوث الاعظم شاہ بغداد جیلانیؒ کے ارشادات ہیں جوالفتح الربانی کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہیں اسی طرح خواجہ خواجگان معین الدین اجمیریؒ ہیں ان نفوس کی طرح حضرت پیر باباؒ اور حضرت اخون درویزہ بابا بھی ہیں یہاں آپ کے کلام میں سے چند ایسے کلام جو مسلمانوں کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں درج کئے جاتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی لوگوں کی نظروں میں بڑا بزرگ اور بڑا آدمی مشہور ہو لیکن اگر وہ شریعت محمدیہ کے خلاف ایک قدم بھی رکھے اور دین میں خودسری اور مطلق العنانی اختیار کرے تو ایسے مطلق العنان کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ نہ رکھے یعنی ایسے شخص سے بیعت نہیں کرنا چاہئے۔ مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے اور عوام کو گمراہ کرنے اور اللہ کے قہر وغضب میں مبتلا ہونے کا اصل سبب یہ بدعتی اور گمراہ پیران ہیں جو غلط طرق او۔ بدعت لوگوں میں رائج کرتے ہیں "یعنی اہل سنت و جماعت کے عقیدہ سے لوگوں کو رفض اور خروج کی طرف دعوت دیتے ہیں" اس کا واحد علاج یہ ہے کہ پرانے بزرگوں اور صحیح العقیدہ مسلمانوں بزرگوں کی

پیروی اختیار کرلے اور جو بات یا کام قرآن و حدیث کے خلاف ہو اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔

آجکل پیری و مریدی کا یہ روزگار اور اپنے خراب اغراض اور مال جمع کرنے کے لئے اور پیٹ بھرنے کے لئے ایک ذریعہ بنایا ہے اور بہت سے بدعتی اور گمراہ پیروں نے پیری و مریدی کے لئے بدعت کا شکل دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ (ارشاد المریدین صفحہ ٦٥) پیر تاریک جس کا نام بایزید انصاری تھا اس نے خیر البیان نامی کتاب لکھی ہے روشنائی کے معتقدین کہتے ہیں کہ یہ ایک الہامی کتاب ہے اور غوث الاعظم کے الہاموں سے مشابہ کرتے ہمسری کا دعویٰ کرتے ہیں یہ کیسا پیر تھا کہ زہد و تقویٰ کی آڑ میں ایک ریاست قائم کرنا چاہتا تھا جو کہ ننگرہار اور جلال آباد تک اس کا خواب پورا ہوا تھا لیکن بدقسمتی سے وہ اس خواب میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے برعکس حضرت اخون درویزہ بابا نے اور نہ اس کے مرشد پاک حضرت پیر بابا نے یہ خواب دیکھے تھے حضرت اخون درویزہ بابا نے جو کتب تالیف کی ہیں ان تمام کتب میں ایمان و ایقان بھرا ہوا ہے نور اور روشنی ہے نہ اس میں ایسی عبارات ہیں جو لوگوں کو شریعت مطہرہ سے دور کرتے ہیں جیسا کہ مخزن الاسلام اور ارشاد الطالبین و

ارشاد المریدین و شرح قصیدہ امالی و تذکرۃ الابرار والاشرار و برھان الانبیاء والاولیاء و شرح اسماء الحسنٰی کے گلدستے مسلمانوں کو پیش کئے ہیں اور ان گلدستوں سے مسلمان ہر وقت خوشبو سے خوشبودار ہو سکتے ہیں اور اس خوشبو سے اپنے دماغوں کو معطر کر سکتے ہیں ان کتب میں تمام کے تمام ترغیبات شریعت مطہرہ کی طرف ہیں کہ اگر شریعت مطہرہ پر عمل کیا کامیاب ہو جاؤ گے اور اگر خلاف شریعت چلے تو گمراہی میں بھٹک جاؤ گے۔

حضرت اخون درویزہ باباؒ فرماتے ہیں'' ان ظاہری ریا و نمائش کو چھوڑو یہ غیب دانی، غیب گوئی اور استواری قوتوں سے لوگوں کو نہ بہکاؤ بلکہ قرآن و سنت کے پیرو بن جاؤ اور جناب حضرت شیخ الاسلام والمسلمین سید علی ترمذی المعروف پیر بابا صاحب جیسے پیر کامل کے آگے زانوئے ادب طے کرو تا کہ اسلام قرآن اور حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سمجھ سکو۔ بدعتوں اور رواجوں کو اور خلاف شرع محمدیہ طریقوں کو چھوڑ دو'' تذکرۃ الابرار والاشرار میں فرماتے ہیں '' اگر چہ اولیاء اللہ را کشف و کرامات باشد اما دعویٰ نمی باشد چہ ایشان مامور بہ اخفاء اند۔ (تذکرۃ الابرار صفحہ ۱۰۰)
آپ ارشاد المریدین میں فرماتے ہیں'' در مکتوبات شیخ شرف

الدین منیری آوردہ مسلمانی نہ آسان کار است ای برادر شیخی
وہ صوفی گری و پیری و مریدی آسان است چنانکہ امروز تمام
عالم پیر شدہ است ولی مسلمان نہ شدی امروز فتوی برانیست
کہ سَیَأتِیْ زَمَانٌ یُصَلُّوْنَ فِی الْمَسْجِدِ وَلَیْسَ فِیْهِمْ
مُؤْمِنٌ مُسْلِمٌ مگر آں زمانہ زمانہ ما است و آں نماز
گزاران گان مائم و از مسلمانی ما کافران ننگ دارند''
(ارشاد المریدین صفحہ ۳۷)

ترجمہ از عبارت فارسی ۔ مکتوبات شیخ شرف الدین منیری
رحمتہ اللہ علیہ میں ہے کہ مسلمانی آسان کار نہیں ہے اے بھائی
شیخی وصوفی بننا پیری و مریدی تو آسان کام ہے چنانچہ آج کل
تمام لوگ پیر بنے ہوئے ہیں لیکن مسلمان نہیں ہیں آج کل
فتوی اس حدیث پر ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا
کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ مسجدوں میں نمازیں پڑھیں گے
لیکن ان میں ایک مومن مسلمان نہیں ہوگا مگر وہ زمانہ ہمارا
زمانہ ہے اور وہ نمازی ہم ہیں کہ ہمارے مسلمانی سے کافر
لوگ بھی شرم کرتے ہیں آپ کرامت کے متعلق لکھتے ہیں''
قَالَ سَیِّدُ الطَّائِفَةِ جُنَیْدٌ کُنْ طَالِبَ الْاِسْتِقَامَةِ وَلَا
تَکُنْ طَالِبَ الْکَرَامَةِ فَاِنَّ الرَّبَّ یَطْلُبُ مِنْکَ
الْاِسْتِقَامَةَ بِقَوْلِ تَعَالیٰ اِسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ

وَالنَّفْسُ تَطْلُبُ مِنْکَ الْکَرَامَۃَ استقامت ظاہر رعایت حدود شرعیہ است از اوامر و نواہی و استقامت نفی ماسوے است قولہ تعالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ مژدہ عظیم است استقامت را۔ (ارشاد المریدین صفحہ ٦٦)

سید الطائفہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ استقامت کے طلب گار بنوں اور کرامت کے طلب گار نہ بنو کیونکہ رب تم سے استقامت طلب کرتا ہے اس قول میں کہ مستقیم رہو جیسا کہ تمہیں حکم ہوا ہے اور نفس تم سے کرامت کا طلب گار ہے استقامت کا مطلب یہ ہے کہ حدود شرعیہ کی رعایت کرنا ہے اوامر و نواہی کا اور استقامت اللہ کے سوا تمام چیزوں کو نفی کرنا ہے اللہ تعالٰی کا قول ہے بے شک وہی لوگ جو کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے تو ان پر نہ خوف اور ڈر ہوگا یہ ایک عظیم خوشخبری ہے خاص استقامت والوں کے لئے۔

ایمان کے متعلق فرماتے ہیں" بداں ای فرزند اول چیزے کہ بہ طالبان صادق فرض لازم است حصول ایمان است اگر ایمان نہ باشد حصول معرفت کما حقہ نہ باشد و چوں معرفت نہ باشد بی معرفت کسی صوفی نہ گردد چنانچہ زہاد کفار کہ در زہد و

محنت بر ہوائے جان می کنند اما نہ صوفی می گردند و نہ مسلمان
اگر چہ ایشان دعوئی معرفت کنند معرفت ندارند زیرا کہ بر
ترا معرفت اللہ کما حقہ روزی شود معرفت اور ا باستقامت
بر طاعت و انواع عبادات است کہ موافق متابعت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باشد خواند و چوں متابعت محمد ندارند پس
اہل نار اند اگر چہ صاحب کشف وکرامت گردند کما ذکر
فی کشف العقائد اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ ضَمِنَ الْعَصْمَۃَ
فِی جَانِبِ الْکِتَابِ وَ السُّنَّۃِ وَلَمْ یَضْمِنْ فِی جَانِبِ
الْکَشْفِ وَالْاِلْھَامِ۔ (ارشاد المریدین صفحہ ۵۴)

جان لو اے میرے فرزند اول وہ اشیاء جو طالبان
صادق پر فرض ہیں وہ حصول ایمان ہے اگر ایمان نہ ہو تو
حصول معرفت کما حقہ نہ ہوگا جب معرفت نہ ہو تو بے معرفت
کوئی صوفی نہیں بن سکتا چنانچہ کافروں کے زاہد لوگ زہد اور
محنت میں ہوا میں بھی اڑتے ہیں تو وہ صوفی نہیں کہہ سکتے اور نہ
مسلمان اگر چہ وہ دعوئی معرفت کی کرے مگر ان کے پاس
معرفت نہیں ہوتی کیونکہ جس کے پاس اللہ کی معرفت کما حقہ
ہوتی ہے تو ان کی معرفت اطاعت و انواع عبادت پر
استقامت کے ذریعہ ہوگی اور وہ موافق متابعت محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعدار ہوگا جب متابعت محمد صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نہ ہو تو وہ اہل نار ہوگا اگرچہ صاحب کشف وکرامت کیوں نہ ہو جیسا کہ کشف العقائد میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کتاب وسنت کے ضمن میں چھپایا ہے نہ کہ کشف و کرامت والہام میں۔ یہ چند ارشادات مشت نمونہ خروار پیش خدمت ہیں عاقل کے لئے بس اتنے ارشادات کافی ہیں اور منکرین کے لئے دفتر بھی بے کار ہے۔

خوشحال خان کی کہانی ان کے اشعار کی زبانی

خوشحال خان خٹک ایک مشہور شاعر ہے جو پشتو زبان میں اس کو ایک اہم مقام حاصل ہے شخصیت کے لحاظ سے وہ خٹک قوم کا سردار مانا جاتا ہے۔ پشتو ادب میں آپ کو خاص شہرت حاصل ہے خوشحال خان خٹک نے چند کتب اشعار میں مرتب کی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں کلیات خوشحال خان سوات نامہ، ارمغان اور ایک طب نامہ بھی آپ کی کلیات سے اخذ شدہ کتاب ہے حضرت اخون درویزہ بابا کے مخالف لوگوں میں خوشحال خان خٹک بھی ہے اور خصوصا حضرت اخون

درویزہ بابا کے نواسے حضرت میاں نور محمد نقشبندی کے بھی مخالف تھے اس پر بھی تبصرہ کیا جائے گا۔ اب خوشحال خان خٹک کا ایک شعر ہے جو کلیات خوشحال خان خٹک سے پیش کیا جاتا ہے۔

دوه کاره دی په سوات کے که خفی دی که جلی
مخزن د درویزه دے یا دفتر د شیخ ملی.

یعنی دو کام ہیں سوات میں ایک خفی اور دوسرا ظاہر ہے درویزہ کی مخزن ہے یا شیخ ملی کی دفتر یہ شعر کلیات خوشحال خان خٹک صفحہ ۳۴۹ میں ہے اس شعر میں دوہ کارہ الفاظ ہیں لیکن بریکوٹی صاحب نے دوہ سیزہ الفاظ کو اپنی دونوں کتابوں پیر بابا اور پیر روخان میں درج کی ہیں یہ تو الفاظوں کی تحریف ہے جو بغیر تحقیق کے کسی مخالف سے سنے اور بے دھڑک اپنی کتاب میں درج کیا اس پر بھی اکتفا نہیں کیا بلکہ بعض جگہوں میں دو کفرہ لکھ دیا یہ اس کے دل کی آواز تھی جو اس نے اپنی کتاب میں درج کی کیونکہ ان الفاظ سے اس کی روح کو تسلین ملتی ہوگی۔ اس نے یہ پرواہ تک نہ کی اور اس شعر پر تبصرہ بھی کیا کہ یہ دو سیزہ نہیں بلکہ دوہ کفرہ ہیں لیکن خوشحال خان خٹک یوسف زئی قوم کی مخالفت سے ڈرتا تھا تو اس نے دو کفرہ کی جگہ پر دوہ سیزہ بے جوڑ اور بے موزوں الفاظ جڑ دیئے فقیر

اس پر اس سے قبل بھی تبصرہ کر چکا ہے کہ یہ کس ہمزاد نے اس کے کان میں ڈال دیا ہے کہ یہ دوکفرہ ہے دوسیزہ نہیں حالانکہ کلیات میں دوہ کار الفاظ درج ہیں نہ دوسیزہ ہیں اور نہ دوہ کفرہ۔ بریکوٹی صاحب اگر خوشحال کے اشعار پیر تاریک کے مقابلہ میں پیش کرنا چاہتے تو تحریف کی کوئی بات نہ تھی بلکہ کئی دوسرے اشعار بھی ہیں جو مخالفت میں بریکوٹی صاحب کا ساتھ دیتے مثلاً

مخزن مے د اخوند چہ تمامی پہ نظر کیوت
پہ دہ کے نہ عروض شتہ نہ نے بحرما موندلے

میں نے اخون درویزہ کی مخزن کو دیکھا اس میں نہ عروض ہے اور نہ میں نے بحر پایا ہے۔

اس میں اگر تنقید ہے تو حضرت اخون درویزہ بابا کی شاعری پر ہے نہ کہ مذہبی مسائل پر تنقید ہے تو اس شعر میں کونسی ایسی بات ہے کہ حضرت اخون درویزہ باباؒ کے مذہبی عظمت مجروح ہو۔ ایک شکوہ سوات کے لوگوں سے کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے۔

کہ ژوندے شی افلاطون
پہ سوات کے ونیسی سکون
اکوزیوتہ بیان کا

کتابونه د فنون
هدایه کفایه دراژه
په پښتون کاند موزون
دوی به وائی چه داسه دی
مخزن ښه دے د اخون

(کلیات خوشحال خان صفحہ ۳۱۱)

اگر افلاطون زندہ ہو جائے اور سوات میں سکونت اختیار کرے اور اکوزو کو فنون کی کتابیں بیان کردے اور ہدایۃ و کفایہ پشتو میں نظم کرے یہ لوگ کہیں گے کہ اخون درویزہ باباؒ کی مخزن بہتر ہے ان اشعار میں سوات کے رہنے والوں سے شکوہ ہے اگر افلاطون زندہ ہو جائے اور وہ بھی سوات میں رہائش اختیار کرے اور ہدایۃ و کفایہ دونوں کو منظوم کر کے سوات کے لوگوں کے سامنے پیش کرے تو پھر بھی یہی لوگ حضرت اخون درویزہ کی مخزن کو ترجیح دیں گے۔ ان اشعار میں حضرت اخون درویزہ بابا کی عظمت زیادہ واضح ہے کہ لوگوں کے دلوں میں بس اخون درویزہ ہی ہے۔

سوات نامہ میں بھی خوشحال خان خٹک نے مخزن الاسلام کی شاعری پر تنقید کی ہے ان اشعار سے بایزید کے تائید میں سہارا لینا نازیبا حرکت ہے لیکن یہ اشعار بے جوڑ اور بے

موزوں نظر آتے ہیں ۔ خوشحال خان خٹک نے یہ حرکت کیوں کی اس لئے کہ وہ پہلے مغل حکومت کا منصب دار اور نمک خوار تھا لیکن جب اس کے بیٹے نے حضرت شیخ رحم کار المعروف کا کا صاحب کے صاحبزادہ کو شہید کیا وہ بہنوی تھا اور آپ کی بہن کو وہ پسند نہ تھا۔ جب وہ عید کے مبارک بادی کے لئے گیا تو اس کو شہید کیا اور مویشیوں کے کمرہ میں ڈال کر تین دن کے بعد کا کا صاحب نے اپنا صاحبزادہ کو وہاں سے اٹھا کر اپنے گاؤں کے قبرستان میں دفن کیا جو کہ شہید بابا کے نام سے مشہور ہوا کا کا صاحب کے ساتھ حضرت عبدالوہاب المعروف بہ اخون پنجو صاحب کے اچھے تعلقات تھے اور مغل حکمران ان کے مرید تھے جب مغل حکمران کو پتہ چلا تو خوشحال خان کو پشاور میں پکڑ کر جیل لے گیا جب وہ جیل میں تھا تو اس نے اس کے متعلق یہ شعر کہا۔

د رو یشان لکه ماران دی

هم مهره لری هم زهر

یعنی درویش سانپوں کی طرح ہیں ان کے پاس مہرہ بھی ہے اور زہر بھی ۔ آگے مزید کہتے ہیں

زه په بند د اورنگ نه یم چه به خلاص شم

زه بند کړے شیخ رحم کار زیړی کاکا یم .

یعنی اورنگزیب کے قید میں نہیں ہوں کہ رہا ہو جاؤں گا مجھے تو شیخ رحم کار کاکا کی بددعا لگی ہے مزید کہتے ہیں۔

په آزار ئے راضی مه شه

چه اخته نه شے په قهر

یعنی ان کے ازار پہ راضی نہ ہو جاؤ کہ قہر میں غرق نہ ہو جاؤ گے۔ خوشحال خان خٹک نے اورنگزیب سے شکوے کئے ہیں وہ کہتے ہیں۔

چه منصب مے د مغلو خوړ یو ملک ووم

چه منصب د مغل نشته اوس ملک یم

جب میں مغل حکومت کا نمک کھاتا تھا تو ملک تھا اب جب انہوں نے یہ منصب مجھ سے چھین لیا تو اب میں ملک ہوں۔ اس شعر میں سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ پہلے مغل حکومت کا منصب دار تھا جب اس کے بیٹے نے نازیبا حرکت کی اور مغل حکومت نے وہ منصب لے لی تو یہ ملک سے مُلک بنا اصل میں ملغ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر پہلے مصرعہ میں ہم میم کا زبر اور لام کا لیتے ہیں تو ملک قوم کا سردار ہوتا ہے اور اگر ہم میم کا زبر اور لام کا زیر لیں گے تو معنی بادشاہ ہوگا تو یہ بھی نہیں ہوسکتا اور دوسرے مصرعہ میں ملک کے میم کا زبر اور لام کا بھی زبر لیں گے تو قوم کا سردار معنی ہوگا اور یہ منصب تو

اسے تو چھین گیا تھا یہ ملخ لفظ ہے یعنی ٹڈی جس طرح ایک کمزوری جانور ہے مجھے بھی ٹڈی کی طرح کمزور کر بنایا آپ کا دوسرا شعر بھی اس معاملہ میں ہے۔

پرورده که د مغلو په نمک یم
داورنګ لې جوره هم له غربوه ډک یم

اگر میں مغل کے نمک سے پرورده ہوں لیکن اورنگزیب کے ظلم سے میں بہت غصہ ہوں۔آگے مزید کہتے ہیں۔

یا زه باز وم یا شاهین شاه جهان ته
واورنګ وته قارغه یا مخګیرک یم

یا میں شاہجہان کے وقت میں شاہین تھا اور اب اورنگزیب کو میں کوایا چوہا ہوں۔اس شعر میں کوے اور چوہے سے تشبیہہ بیان کی تو اگر مذکورہ بالا شعر کے دوسرے مصرعہ میں ٹڈی یعنی ملخ لیا جائے تو زیادہ موزوں ہے۔ جب اس نے زندان کے دن گزارے تو پھر کہنے لگے۔

سو کاله بندی کړم اورنګزیب په هندوستان کے
روغ راغلم ترکوره بیائے خلاص شوم له ستم

یعنی چند سال مجھے اورنگزیب کی سزا کے لئے ہندوستان میں قید کرایا تو اب میں صحیح اپنے گھر واپس رہا ہوں

پھر آپ کے دل میں بدلہ لینے کا ارادہ ہوا تو یوسف زئی قوم کا سہارا لینا پسند کیا اس سے پہلے یوسف زئی قوم سے بے وفائی کی تھی اور مغل حکومت نے درہ خیبر کے راستہ کے لئے خٹک قوم کو یہاں لایا تھا تو اٹک کے دریا سے اکوڑہ خٹک اور نوشہرہ بھی وچراٹ اور کوہاٹ سے کرک تک یہ علاقہ یوسف زئی اور غوریہ خیل سے لے کر خٹک قوم کے قبضہ میں آیا لیکن جب وہ جیل میں تھے تو آپ کے خاندان کے لئے بھی پناہ یوسف زئی قوم نے دی تھی جب وہ رہا ہوا تو اپنے بدلہ لینے کے لئے یوسف زئی قوم کو استعمال کرنا چاہا انہوں نے صاف انکار کیا وہ بادل ناخواستہ سوات گیا کہ سوات کے تھانہ سے آپ نے شادی کی تھی تو انہوں نے بھی انکار کیا پھر سوات کے دوسرے خوانین کے پاس گیا کسی نے بھی آپ کی ہمدردی نہیں کی تو آپ نے سوات کے لوگوں سے شکوے کئے جو مذکورہ اشعار جس میں افلاطون کو ذکر کیا ہے ان یوسف زئی قوم کے متعلق وہ کہتے ہیں۔

د خټکو سپي بهتر تر یوسفزو

که خټک دي هم په خوي تر سپي بې کار

یعنی خٹک قوم کے کتے بھی یوسف زئی قوم سے بہتر ہیں اگرچہ خٹک کتے کی طبیعت سے زیادہ بے کار ہیں۔ خوشحال

خان خٹک نہ صوفی تھے اور نہ پیر نہ درویش بلکہ وہ ایک عشق پرست شاعر تھے اور جن نازیبا الفاظ سے اس نے کلیات میں عورتوں کا مذاق اڑایا ہے وہ لکھنے کے قابل نہیں ہے ان میں سے ایک شعر یہ ہے۔

که د لاس په بکره بر شی پرے مگده
که د زای شی په هغه جهان سقر

(کلیات صفحہ ۲۰)

اگر باکرہ لڑکی تمہیں مل جائے تو ضرور اس سے زنا کرنا اگر اس کی سزا میں تمہیں جہنم کیوں نہ جانا پڑے کیا یہ کفری شعر نہیں آج تک کسی شاعر اور نہ مسلمان نے ایسا کچھ کہا ہے۔ مگر یہ ایک شعر نہیں ہے کہ لوگ معاف کرے بلکہ وہ اس سے بھی آگے نکلتا ہے اور کہتا ہے۔

د مخ رنگ تازه کوی صحبت دباکرے
ورکوی مستی د تن درد د کمر

باکرہ لڑکی سے مجامعت کرنا سستی کو دور کر دیتا ہے اور کمر کے درد کو بھی ہٹا دیتا ہے اور چہرہ کے رنگ کو تازہ کر دیتا ہے۔ اگر کوئی خوشحال خان کے اس کلام کو مذاق سمجھے تو وہ مزید کہتا ہے۔

که سوک شته چه ئے د زڑه په غوگ واوروی

مسخرے مذاق نه دی دا ارشاد کړم

کوئی ہے کہ دل کے کانوں سے میری باتیں سن لے یہ مسخرے اور مذاق نہیں اگر میں یہ کہو کہ ایسی بے ہودہ باتیں لکھنے کے بھی قابل نہیں صرف اس کا چہرہ دکھانا تھا اس پر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ اپنی دلیل سے اپنی بات کو مزید مستحکم کی اور یہ بھی بتایا کہ اگر کوئی حیض میں اپنی بیوی سے ہم بستری کرے تو نتیجہ یہ ہوگا جس طرح میرا نتیجہ میرا بیٹا بہرام ہے۔

که له حیض پاکه نه وی
بدفرزند شی تری پیدا
که دلیل غواړے له مانه
لاس په لاس دیے دلیل دا
و بهرام وته نظر کړه
هم وفا هم ئے حیا

اگر حیض سے بیوی پاکیزہ نہ ہو اور اس سے جماع کرے اور اس عورت سے بدفرزند پیدا ہوگا۔ اگر اس کی دلیل چاہتے ہو تو یہ دلیل دستی سن لو کہ میرے بیٹے بہرام کی طرف دیکھو اس کی وفا اور حیاء کی طرف دیکھو یہ وہی بہرام ہے جس نے اپنی بہنوئی کو قتل کیا اور اپنے باپ کو بدنام کیا مزید بہرام خان کے متعلق کہتا ہے

بهرام هغه خنزیر دے
چه لائق دے د تفنگ

بہرام ایسا خنزیر ہے جو بندوق کے لائق ہے آگے اس کے بہادری کے متعلق کہتا ہے۔

د بهرام په لښکر مه زه
په ورتلو کے د رنګ نه کا
خو چه مه خو تور هربس وشی
نور د تختے نه ننګ نه کا

بہران کے لشکر کو وہ دیکھو چلنے میں وہ ڈھیل نہیں لگاتے اگر چہ دباؤ ہو جائے تو پھر وہ بھاگنے میں بھی شرم نہیں کرتا اس کے حماقت کا ذکر کر کے کہتا ہے۔

بهرام غر خیرآبا د په حماقت دے
آب سیند د خیر آباد دے په دروغ

یعنی بہرام خان حماقت میں خیرآباد کا پہاڑ ہے اور جھوٹ میں وہ خیرآباد کے اباسین کے مانند ہے۔جس وقت خوشحال خان خٹک نے حضرت اخون درویزہ بابا کی کتاب مخزن الاسلام کے شاعری پر تنقید کی اور سوات کے لوگوں سے شکوے بھی کئے کہ لوگوں کے دلوں میں حضرت اخون درویزہ کی کتاب مخزن الاسلام ہے اس تنقید کے بعد لوگوں کے دلوں

میں خوشحال خان سے نفرت کی آگ بھڑک اٹھی آپ کے نواسے میاں نور محمد سواتی نقشبندی نے علماء وقت کا ایک وفد لے کر بغرض مناظرہ آپ کے پاس لنگر خٹک پہنچا خوشحال کو اطلاع دی کہ جو الفاظ تم نے مخزن کے متعلق کہے ہیں اس کو ثابت کرنے کیلئے مناظرہ کراؤ اور وہ باتیں ثابت کرو خوشحال خان خٹک نے اس واقعہ کو یوں ذکر کیا ہے۔

۱. د لنگر خٹک په کلی کښے زه ناست وو
فراغت د توت د سوری لاندے ناست ووم

۲. داسګان رالره راغله زه ئے ویش کړم
پهلیدو او په راتلوئے په تشویش کړم

۳. په خندائے راته اورے دا خبره
اس ته ہامه خوشحال خانه زوره وره

۴. میاں نور تالره راغلے ناست په رود دے
خبر ولولره راغلو د موژدو دے

۵. یا ورزه و میا نور ته جواب کړه
یا قبول د درویزه مخزن کتاب کړه

۶. د درست سوات د ملایانو دا رضا ده
چه قبول دِ کړی کتاب فائده هم ستاد ه

۷. ملا م وتړله زه هم روان شوم

یک تنها ووم مواجه په خصمان شوم

۸. ماورے دین د محمد دے ما منلے
دے قرآن نه هل کتاب دے چا منلے

۹. درویزه نه مجتهد دے نه امام دے
دے هم خام تالر هم خام مخزن ئے هم خام دے

۱۰. سوک حَکم منصف حاضر نه ورمیان کے
چه په حق او باطل پوهه وے په بیان کے

۱۱. خدای د خپلو صادقانو سره مل وی
تر هر چا د صادقانو کار افضل وی

۱۲. د دنیا خبره نه وه کار د دین وو
زما زړه د مومنانو سره سپمن وو.

ترجمہ اشعار پشتو۔

(۱) میں لنگر خٹک نامی گاؤں میں توت کے سائے میں آرام کر رہا تھا۔

(۲) یہ کتے آ گئے اور مجھے نیند سے جگا دیا ان کی آمد سے مجھے تشویش ہوئی۔

۳۔ انہوں نے ہنسی ہنسی میں مجھے یہ بات کہہ دی کہ اے خوشحال تم کتنا زور آور آدمی ہو۔ ابھی تم اٹھو۔

۴۔ میاں نور محمد تمہارے پاس آیا ہے اور ندی کے کنارہ

پر بیٹھا ہے ہم تجھے اطلاع دینے آئے ہیں کیونکہ یہ ہمارا دستور ہے۔

۵۔ اٹھو اور میاں نور کے باتوں کا جواب دو یا اخون درویزہ کی کتاب کو مان لو۔

۶۔ پورے سوات کے علماء کی یہ خواہش ہے کہ اگر تم یہ کتاب مانو گے تو تمہارا ہی فائدہ ہے۔

۷۔ میں نے ہمت کی کمر باندھی اور اس کی طرف چل پڑا میں تنہا تھا اور دشمن کا سامنا تھا۔

۸۔ میں نے جواب دیا کہ میں نے دین محمد کو قبول کیا ہے اور قرآن کے علاوہ دوسری کتاب کو کس نے مانا ہے۔

۹۔ درویزہ نہ امام وقت اور نہ مجتہد ہے یہ بھی خام ہے علم بھی خام فہم بھی خام اور مخزن بھی خام ہے۔

۱۰۔ ہمارے درمیان کوئی منصف موجود نہ تھا جو حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہو۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ اپنے سچے دوستوں کا حامی ہے اور ہر ایک سے صادقوں کا کام بہتر ہوتا ہے۔

۱۲۔ یہ کوئی دنیوی معاملہ نہ تھا بلکہ دین کا معاملہ تھا میرا دل مومنوں کے لئے پاک وصاف تھا۔

چونکہ خوشحال خان خٹک کے دل میں صرف بغض و عناد تھا نہ مخزن کی بات تھی نہ کسی دوسری کتاب کی صرف سوات کے لوگوں نے آپ کا ساتھ نہیں دیا تو اس نے مخالفت میں مذکورہ بالا اشعار جو پہلے بیان ہوئے ہیں کہہ دیئے فقیر نے پہلے لکھ دیا ہے کہ مخزن میں کوئی تنازعہ مسائل بھی نہیں اگر تھے تو پھر وہ بتا دیتے کہ مخزن الاسلام میں یہ باتیں ہیں عقائد اہل سنت کے خلاف ہیں تو اتنے بڑے ملک اور سردار نے جب ان علماء سے باتیں کی تو صلحہ پر آمادہ ہوا اس صلح کا ذکر کرتے ہیں۔

زما روغه په رختیا دده روغه
د میاں نور سره م اشوه هسے روغه

میں نے خلوص دل سے میاں نور کے ساتھ سمجھوتہ کیا جب علماء اور میاں نور محمد نقشبندی وہاں سے چلے گئے تو پھر وہی مخالفت شروع کی اور کہنے لگا۔

چه م اولیده هسے کژ ژبان وو
چه په مکر په تذویر لکه شیطان وو

میں نے دیکھا کہ وہ بڑا چرب زبان تھا مگر مکر اور خوشامد میں وہ شیطان کی طرح تھا یعنی اس مناظرہ کے بعد اس نے پھر وہی بکواس شروع کی اور کہنے لگا کہ سوات کے علاقہ میں میا نور کے دو مفتی ہیں ایک اللہ داد ہے اور دوسرا دوست

محمد۔ ان اشعار پر فقیر کیا تبصرہ کرے گا جب کہ اس نے یوسف زئی قوم اور خٹک قوم کو کیا کچھ نہیں کہا اور اپنے بیٹے بہرام خان اور تیراہ کے لوگوں کو نازیبا الفاظ سے یاد کیا ہے۔ یہ چند اشعار تھے جس کا آئینہ دکھایا گیا قارئین خود فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے بریکوٹی صاحب نے بایزید انصاری کے صفائی کے لئے خوشحال خان کو آلہ بنایا لیکن میرے خیال میں ان دونوں کے درمیان ایک برابری ہے اور وہ ہے مجازی عشق پرستی خوشحال خان خٹک کے مجازی عشق پسندی کے متعلق اظہار خیال کیا گیا لیکن بایزید انصاری کے متعلق فحش گوئی کے متعلق کچھ نہیں لکھا لیکن عوام میں آپ کے زرین اقوال مشہور ہیں تو عوام اور خواص میں ایک ضرب المثل بایزید انصاری کا مشہور ہے وہ یہ ہے۔

جونه دی گلونه هر سوک د بیوینه یعنی

جوان لڑکیاں تو پھول کے مانند ہیں ہر ایک اس کو سونگھ سکتا ہے چونکہ بایزید اباحتی گروہ سے تعلق رکھتا تھا اور اس کے نزدیک ایسے تمام کام مباح تھیں اس لئے زنا کے لئے ایک دروازہ کھول دیا گیا ایک اور ضرب المثل مشہور ہے کہ پیر تاریک کا کہنا ہے کہ چرگ خو یو مارغه دے چه چا اونیو د هغه دے یعنی مرغ ایک پرندہ ہے جس نے پکڑا اس کا ہوا

چونکہ بایزید ے امت محمدیہ میں بدعت کا پودا لگایا اور اس نے
طریقت کے لباس میں بدعت والحادیت کا پرچار کیا حضور انور صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ کُلُّ بِدْعَةٍ
ضَلَالَةٌ ہر نئی چیز جس کا اصل دین میں نہ ہو وہ بدعت ہے
مشکوٰۃ شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا مَنْ اَحْدَثَ فِی
اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (متفق علیہ) جو ایجاد
کرے ہمارے دین میں وہ طریقہ جو اس دین سے نہیں وہ
مردود ہے۔ خیال رہے کہ امر سے مراد دین اسلام ہے اور ما
سے مراد عقائد ہیں یعنی جو شخص اسلام میں خلاف اسلام
عقیدے ایجاد کرے وہ شخص بھی مردود اور اس کے عقائد بھی
باطل لہذا تمام بہتر فرقے اور ان کے عقائد باطل ہیں۔ حضور
علیہ السلام نے سیدھی راہ کے لئے ایک خط کھینچا پھر فرمایا کہ یہ
اللہ کا راستہ ہے پھر اس کے دائیں بائیں اور لکیریں کھینچیں
اور فرمایا یہ مختلف راستے ہیں جن میں سے ہر راستے پر شیطان
ہے جو ادھر بلا رہا ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ هٰذَا
صِرَاطِیْ مُسْتَقِيْماً فَاتَّبِعُوْهُ لایۃ اب آپ خیر البیان کو
سامنے رکھو دونوں کا جائزہ لے لو تمہیں زمین آسمان کا فرق نظر
آئے گا ہر جگہ اس نے لکھا کہ اے بایزید تمہیں یہ حکم دیا گیا ہے

خیر البیان اور مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی
دونوں ان دعوؤں میں برابر ہے اس نے بھی قادیانی گروہ کی
بنیاد ڈالی اور بایزید انصاری نے بھی تاریکی کی بنیاد رکھی اب
زمانہ بھی عجیب ہے۔ لوگ تاریکی کو بھی روشنائی کہتے ہیں اور
روشنی کو تاریکی اور جس گروہ کے داعی اور پیر، پیر تاریک ہو
اور تاریکی سے مشہور ہو اس میں کونسی روشنی ہوگی اور ایک
حدیث میں یہ بھی ہے کہ اپنی خواہشات کو حضور علیہ السلام کے
تابع نہ کرے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور
علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس وقت
مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش میرے لائے
ہوئے کے تابع نہ ہو اس روایت کو صاحب مشکواۃ نے باب
الاعتصام میں نقل کیا ہے۔ ایک اور روایت ہے جو حضرت
بلال ابن ارث مزنی سے حضور علیہ الصلواۃ والسلام سے
روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ جو
میری مردہ سنت کو جو میری بعد فنا کر دی گئی زندہ کرے اسے
ان تمام کے برابر ثواب ہوگا جو اس پر عمل کریں اس کے بغیر
کہ ان عالموں کے ثواب سے کچھ کم ہو اور جو گمراہی کی بدعت
کرے جس سے اللہ رسولؐ راضی نہیں اس پر ان سب کا برابر
گناہ ہوگا جو اس پر عامل ہوں اور یہ ان کے گناہوں سے کچھ

کم نہ کرے گا۔ ترمذی نے اس روایت نقل کیا ہے اور ابن
ماجہ نے بھی کثیر ابن عبد اللہ ابن عمرو سے انہوں نے اپنے والد
سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا۔ اہل سنت و
جماعت کے عقیدہ کے خلاف ہو اس کو چھوڑنا چاہئے۔ اس
سلسلہ میں حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے اس نے
حضور علیہ الصلواۃ والسلام سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلواۃ
والسلام نے فرمایا کہ امت محمدیہ کو گمراہی پر متفق نہ ہو جماعت
پر اللہ کا دست کرم ہے جو جماعت سے الگ ہوا وہ دوزح میں
ہی الگ ہو جائے گا ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ ابن
ماجہ میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ
والسلام نے فرمایا کہ بڑے گروہ کی پیروی کرو کیونکہ جو الگ
رہا وہ الگ ہی آگ میں جائے گا۔ (ابن ماجہ) ان
احادیثوں سے معلوم ہوا کہ دین میں بدعتیں پیدا کرنے
والوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے خواہ وہ بدعتی علماء سے ہو
یا پیران سے یا عوام سے پیر تاریک بھی ان بدعتی لوگوں
میں سے تھا اور ہمارے زمانہ کے بدعتی لوگ جو شیخ پیری کے
نام سے لوگ پہچانتے ہیں وہ بھی پیر تاریک کے ماننے والوں
میں سے ہیں محمد طاہر شیخ پیری نے منشور میں اس کو ذکر کیا ہے کہ
وہ نیک متبع سنت تھا اور زمانہ کے باطل پرست مولویوں کے

ہاتھوں مارا گیا۔ اس کے صاجزادے نے ازالۃ الاوھام میں بھی یہی جملہ نقل کیا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ تمام بدعتیون کے گروہ کا آپس میں اتفاق ہوتا ہے۔ اور وہ بھی ایک دوسرے کے بھائی ہیں جس طرح مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ وارد ہے لوگوں کو قرآن کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کو قرآن سکھاتے ہیں ایک دفعہ فقیر نے ایک پنج پیری مولوی سے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو قرآن میں بزرگان دینے کی توہین کہاں ہے اور معمولات اسلامیہ سے لوگوں کو کیوں منع کرتے ہو کیا قرآن مقدس میں لکھا ہے کہ میلاد النبی ناجائز ہے کیا بزرگان دین کے عرس حرام ہیں کیا دعاء بعد السنن والنوافل بدعت ہے کیا نماز جنازہ کے بعد دعا حرام ہے کیا گیارہویں شریف اور ایصال ثواب مردوں کے لئے حرام ہے کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنا گنا ہے یہ کونسی آیت میں ہے۔ درس نظامی میں جتنی کتب داخل نصاب ہیں خواہ وہ فقہ شریف کے ہوا یا اصول فقہ کے یا حدیث وتفسیر ومعانی سے کسی کتاب میں یہ نہیں کہ وسیلہ بذوات فاضلہ شرک ہے یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نامی مبارک پر انگوٹھے چومنا بدعت ہے اور یا بزرگان دین کے عرس حرام ہے خلاصہ کیدانی سے ہدایہ تک

اصول شاشی سے لے کر تلویح و توضیح تک دیکھو کسی جگہ یہ معمولات اسلامیہ نہ حرام ہے اور نہ بدعت جلالین و بیضاوی تفسیروں میں بھی داخل نصاب ہے کسی جگہ یہ نہیں لکھا کہ یہ چیزیں بدعت ہیں حتیٰ کہ صرف ونحو و منطق و معانی میں بھی مثال کے طور پر بھی نہیں ہے تو درس نظامی کا فاضل کس طرح دعویٰ کر سکتا ہے کہ یہ تمام معمولات اسلامیہ حرام یا بدعت سیئہ ہیں اللہ تعالیٰ ان مبتدعین سے مسلمانوں کو بچائے ۔

آج سے چالیس سال قبل پیر تارک کی تحریک شروع ہو چکی تھی اور اب تک ان کے ماننے والوں نے پیر تاریک کے تائید میں جتنا زور لگایا ہے شاید کسی دوسرے گروہ میں نہ ہو حضرت پیر بابا رحمتہ اللہ علیہ پر رکیک حملے کیے گئے حضرت اخون درویزہ باباؒ کو نشانہ بنایا گیا لیکن کسی نے دفاع کا کام نہ کیا اور ان نفوس قدسیہ کے خلاف زہر اگلانے سے کسی کو منع نہیں کیا گیا یہاں تک کہ شیر افضل خان بریکوٹی صاحب نے جرات مندانہ کردار ادا کیا اور پیر روخان اور پیر بابا پر دو کتابیں لکھی اور تیسری کتاب اخون درویزہ بابا پر کتاب لکھنے کا شوق ہے پتہ نہیں کہ اس میں کیا کیا لکھے گا۔ بہر حال اس کا بھی انتظار ہے جن لوگوں پر اس نے اعتماد کیا ہے ان میں ایک صاحب تجدید احیاء دین و تفہیم القرآن بھی ہے۔ تجدید احیاء

دین میں مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ اگر کوئی دین کا کام کرنا چاہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تصوف سے پیری و مریدی سے بلکہ ہر وہ اطوار سے جو اس طریقہ کی یاد دلائے اس طرح پرہیز کرنا چاہئے جس طرح ذیابیطس کے مریض یعنی شوگر والے شکر سے کرتے ہیں اس طرح تصوف سے پرہیز کرے یہ بزرگان دین کے خلاف ایک کھلی بغاوت ہے حالانکہ مودودی صاحب کے دادوں میں سید مودودی چشتی بھی تھے وہ بڑے بزرگ ولی گزرے ہیں وہ بھی صوفی تھے اس گروہ کے سابقہ امیر جماعت اسلامی میاں محمد طفیل نے داتا گنج بخش کی کتاب کشف المحجوب کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ ان تضاد کا ہمیں کوئی سمجھ نہیں کہ ان کا پیر کچھ کہے اور مرید کچھ کرے۔ ہمارے لئے بزرگان دین مشعل راہ ہیں پاک و ہند میں ان نفوس قدسیہ نے اسلام کو پھیلایا لوگوں کے دلوں میں اسلام کی شمعیں روشن کی اور ہندوستان میں جو کروڑوں کی تعداد میں مسلمانوں کا شمار ہے یہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری اور حضرت داتا گنج بخش ہجویری کی کرامات ہیں اور ان کا فیض خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب کرے۔ بریکوٹی صاحب کے یہ دو کتابیں پیر روخان اور پیر بابا کے مضامین تمام یکساں ہیں بہت کم فرق ہے خیالات اور

ملتا ایک ہے لیکن الفاظوں کے ہیر پھیر کردیئے اور ایک کتاب سے دو مرتب کئے۔ بایزید انصاری اپنے والد صاحب سے بھی عاق تھا اور اس نے اپنے گھر سے اس کو نکالا تھا اور اس کا کوئی پیر نہ تھا کہ تصوف کے مراحل طے کر کے منزل مقصود کو پہنچتے کسی کتاب میں نہ اس کا پیر لکھا ہے اور نہ وہ مرید ہوا اور نہ اس کو کسی نے خلافت اور اذن بیعت دی تصوف میں بیعت کرنا ایک اہم اور ضروری جز ہے پھر مرشد کامل کا ذریعہ سے وہ واصل حق بن جاتا اور فنا سے بقا تک چلا جاتا ہے فنا فی الرسول سے فنا فی اللہ تک پہنچتا ہے اور وہ ابدال واخیار ونقیب ونجیب قطب وغوث تک تمام منازل طے کرتا ہے اس کا منزل اپنے آپ کو حکمران بنانا تھا مغلوں سے لڑائی کرنے کا یہی مقصد تھا اور یوسف زئی قبیلہ کو مغل کے خلاف کر کے مغلوں کے ہاتھوں سے ان کو قتل کرایا اور بہت تکالیفوں سے دوچار ہونا پڑا بخلاف حضرت پیر باباؒ اور حضرت اخون درویزہ بابا کے کہ نہ انہوں نے حکمرانی کا خواب دیکھا نہ مغلوں کے ساتھ کسی لڑائی میں شریک رہے اور نہ انہیں خوشحال خان خٹک کی طرح ملکی سپرد ہوئی اور نہ انہیں کوئی جاگیر دی گئی انہوں نے اسلام کی خدمت کی اور روحانیت کی شمعیں صوبہ سرحد میں روشن کی اور بہت سے لوگوں کو عروج تک پہنچایا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کے طفیل اپنے امان میں رکھے اور اپنے عشق اور اپنے رسول کے عشق سے ہمیں نوازے اور ہمارے سینوں کو اپنے انوار سے منور فرمادے وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین ۔۲۰۰۰۔۹۔۳ بروز اتوار۔

ماخذ کتاب

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف کتاب یا مصنف	مطبع
۱۔	قرآن مقدس	اللہ تعالی	
۲۔	صحیح بخاری شریف	محمد بن اسمائیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	اصح المطابع کراچی
۳۔	مسلم شریف	امام مسلم قشیری متوفی ۲۶۱ھ	اصح المطابع کراچی
۴۔	ابن ماجہ شریف	امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ	اصح المطابع کراچی
۵۔	اشعۃ اللمعات	شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	امدادیہ ملتان
۶۔	ابوداؤد شریف	سلیمان ابن اشعث بحستانی متوفی ۲۷۵ھ	اصح المطابع کراچی
۷۔	نسائی شریف	احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ	اصح المطائع کراچی
۸۔	ترمذی شریف	محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	نور محمد اصح المطابع کراچی
۹۔	تذکرۃ الابرار والاشرار	اخون درویزہ بابا متوفی ۱۰۴۸ھ	مذہبی کتب خانہ پشاور
۱۰۔	ارشاد الطالبین	اخون درویزہ بابا متوفی ۱۰۴۸ھ	نورانی کتب خانہ پشاور
۱۱۔	ارشاد المریدین	اخون درویزہ بابا متوفی ۱۰۴۸ھ	مطبع لاہور
۱۲۔	مخزن الاسلام	اخون درویزہ بابا متوفی ۱۰۴۸ھ	پشاور یونیورسٹی
۱۳۔	شرح قصیدہ امالی	اخون درویزہ بابا متوفی ۱۰۴۸ھ	لاہور مطبع

۱۴۔	فصوص الحکم	محی الدین ابن عربی متوفی ۵۴۳ھ	بیروت
۱۵۔	فتوحات مکیہ	محی الدین ابن عربی متوفی ۵۴۳ھ	بیروت
۱۶۔	شجرۃ الکون	محی الدین ابن عربی متوفی ۵۴۳ھ	بیروت
۱۷۔	احکام القرآن	محی الدین ابن عربی متوفی ۵۴۳ھ	بیروت
۱۸۔	صراط التوحید	بایزید انصاری	دارالاشاعت
۱۹۔	خیرالبیان	بایزید انصاری	پشتو اکیڈمی
۲۰۔	مقصد اقصیٰ	عزیز بن محمد النسفی	قلمی نسخہ
۲۱۔	پیر بابا	محمد شفیع صابر	مطبع پشاور
۲۲۔	السیف المبیر	مولانا حمد اللہ ڈاگئی	مظہر العلوم مردان ڈاگئی
۲۳۔	روحانی رابطہ	عبدالحلیم اثر افغانی	دارالاشاعت باجوڑ
۲۴۔	مذاہب الاسلام	نجم الغنی خان رمپوری	رضا پبلی کیشنز لاہور
۲۵۔	مائمہ تلبیس	ابوالقاسم رفیق دلاوری	دہلی مطبع
۲۶۔	تاریخ ریاست سوات	محمد آصف خان	سوات اسلام بک سٹور
۲۷۔	تاریخ سوات	سرن زیب خان	اسلام بک سٹور مینگورہ
۲۸۔	سیرت طیبہ	مولانا عبدالغفور صاحب	بونیر سوات

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۲۹۔	تذکرہ علماء و مشائخ سرحد	سید محمد امیر شاہ قادری	شاہ محدث اکیڈمی پشاور
۳۰۔	حالنامہ	علی محمد مخلص	حیدر آباد دکن
۳۱۔	کلیات خوشحال	خوشحال خان خٹک	عظیم پبلشنگ اکیڈمی
۳۲۔	دستار نامہ	خوشحال خان خٹک	پشتو اکیڈمی پشاور
۳۳۔	سوات نامہ	خوشحال خان خٹک	پشتو اکیڈمی پشاور
۳۴۔	دیوان رحمان بابا	عبدالرحمان المعروف رحمان باباؒ	مکتبہ ڈھکی نعل بندی پشاور
۳۵۔	کنز العارفین	خادم حسین	جلوی کتب خانہ فیصل آباد
۳۹۔	اسرار القدم	عطا محمد	جلوی کتب خانہ فیصل آباد
۴۰۔	تحقیق الامم	ڈاکٹر عطاءاللہ	عدیم شاد باغ پشاور
۴۱۔	تحفۃ الاولیاء	مولوی میر احمد شاہ رضوانی پشاوری	
۴۲۔	عروج افغان	تاج محمد خان زیب سرہ، وباڈی سوات	مطبع سوات
۴۳۔	شاہ محمد غوث	ڈاکٹر محمد سلمٰی گیلانی	شاہ محمد غوث یکہ توت پشاور
۴۴۔	تذکرہ کبار مشائخ سرحد	میاں عبدالرشیدؒ	مکتبہ غوثیہ مدین سوات
۴۵۔	بایزید انصاری	شیر افضل خان بریکوٹی	شعیب پبلشرز مینگورہ سوات

مولف کی دوسری تالیف ولایت وکرامت کے متعلق کانگرس لائبریری [illegible]

LIBRARY OF CONGRESS OFFICE-PAKISTAN
American Consulule General
Abdullah Haroon Road
Karachi, Pakistan

Telephone: 515081, ext. 248 & 288 Telegram: CONLIB

August 9, 1988

Dear Mr. Qadri:

This will serve to introduce the Library of Congress Office, Pakistan. Our purpose is to identify and acquire for the Library of Congress, Washington, the national Library of the United States, and certain other major university and research libraries in America, all research publications in all languages that are produced in Pakistan. For this purpose we have acquired the following publications of which you are the compiler:

Vilayat o karamat.

In order to insure its longer preservation we want to produce this material on microfiche and, through this communication, are seeking your permission to do so. This technique reduces an issue of a magazine like Time to a piece of film measuring approximately 9x14 cm.

The fiche will be made under the terms of the Fair Copying Agreement and will not be commercially available. Enclosed are the permission from and a stamped, self-addressed envelope to assist you in replying our request. Kindly note that if we do not receive a reply from you within six weeks from the date of this letter, we will assume that the required permission has been granted.

We wish to express our appreciation for your kind cooperation in this matter and look forward to hearing from you in the near future.

Sincerely yours,

(Mrs.) Eunice Stutzman Gupta
Field Director

Enclosures

Mr. Zahir Shah Qadri
C/o Maktaba-i Ghousia
Madin, Swat